

وَجَادِلْهُمْ لَتَبْلُغَ أَمْرًا

تاریخ

صحف سماوی

جسیر

تورات اناجیل اور قرآن مجیدی جمع و ترتیب در حفاظت تاریخی دازند تحریف لفظی
معنوی کی بحث در علمای یورپ۔ کہ قرآن مجید پر اعتراض اور انکے مدلل و مست جواب کو دین

مولفہ

اسید نواب علی ایم۔ اسے پروفیسر پڑودہ کالج

حسب فرمائش مصنف باہتمام کیسری داس سیٹھ پرنٹڈ

بہ نولکشا واقع لکھنؤ میں

۱۲۰۵
ن ۱
ن ۱

اپنی طرح سے نقادی اور نکتہ چینی کا فن بھی سکھا دیا تھا جبکہ باعث مقدس آن رہیں
 (Irenaeus) اور تروٹولیس (Tertullianus) کو ان کے جواب کھنٹے پڑے
 ان کے جوابوں سے اور ماریسیڈین کی تحریروں کے کچھ حصوں سے معلوم ہوتا ہے
 کہ سوائے پولوس کے وہ تمام حواریوں کو اصل انجیل میں تغیر اور تحریف کرنے کا الزام دیتا
 تھا تروٹولیس نے ماریسیڈین سے کہا کہ تمہارے پاس جو اصل انجیل ہو وہ دکھلاؤ
 تو اب بھی شہادت سے ثابت ہو کہ تم کا صحیح سلامت پہنچا ہے۔ مگر اس نے اس اصل
 کا بھی جواب دیا کہ خود رسولوں کے زمانہ میں تحریف شروع ہو گئی تھی اور خود رسولوں
 نے انجیل کی تحریف میں بددعا کی سیلے اس لیے اصل انجیل نہیں مل سکتی۔ اس کے جواب میں
 تروٹولیس لکھتے ہیں کہ اس طرح کو معج پر بھی الزام آیا جنہوں نے ایسے رسول انتخاب کیے تھے
 مٹی کی انجیل کے دیباچہ میں مضنین مذکور نے اس امر کی تحقیق میں بحث کی ہے کہ مٹی
 کی انجیل عبرانی زبان میں تھی یا یونانی میں۔ اور بہت سی جگہ کے بعد کوئی یقینی فیصلہ نہ کیا
 دیا کیونکہ کبھی تو لکھا کہ اصل مٹی کی انجیل عبرانی میں تھی یونانی میں اس کا ترجمہ ہوا
 تھا جس سے اور تمام ترجمے کیسے گئے ہیں۔ اور کہیں لکھا ہے کہ اصل مٹی کی انجیل یونانی
 زبان میں تھی۔ اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اصل انجیل دونوں زبانوں میں تھی +
 ایسے شکوک اور بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا میں وہ انجیل کچھ مسلم اور مشہور
 نہیں تھی جو تاریخی سلسلہ شہادت سے معلوم ہو سکتا کہ مصنف نے کس زبان میں لکھی
 تھی بلکہ بہت عرصہ کے بعد میں انجیل کا کوئی یونانی نسخہ لے کر رائج کر دیا اور اسی سے
 مختلف زبانوں میں ترجمے کر دیے۔ اور جب سیحیوں میں اس انجیل کی صحت کی نسبت
 بحث پیدا ہوئی تو اس انجیل کے معاون نے اس کی صحت کی شہادتیں پیدا کر لی
 چاہیں۔ مگر صحت کی شہادتیں تو کیا ملتی تھیں یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ جس مصنف کے
 نام سے وہ انجیل مشہور تھی اس نے اس کو کس زبان میں لکھا کہ مقدس مٹی کے عبرانی
 ہونے سے ظن غالب ہے کہ انہوں نے عبرانی زبان میں لکھی ہوگی۔ مگر جب کوئی عبرانی
 نسخہ اس انجیل کا مآخذ نہ آیا اور ترجموں کی نسبت اس زمانہ میں بھی یہ بات ثابت
 ہو چکی تھی کہ ترجموں میں بہت غلطیوں میں ہوا یا کرتی ہیں تو اس انجیل کو صحیح دیکھنے
 کے واسطے خواہ حواہ انکو تسلیم کرنا پڑا کہ یا تو مصنف نے اپنی انجیل یونانی زبان میں

لکھی تھی اور یاد دہانوں زبانوں میں لکھی تھی مگر مصنف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ مقدس مت ہی کیا
مخصوص لیا بلے عالم شخص اپنی مادری زبان کے سوا دوسری زبان میں کس طرح سے کتاب لکھ
سکتا ہے اور کہانیاں کی بھی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ یہ انجیل متی رسول کی لکھی ہوئی ہے
یا کسی اور شخص متی نامی کی یا کسی نے عہد یا قیاساً اسکو متی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔
اس بات کو سچی عالم بخوبی جانتے ہیں کہ سینٹ جیروم اور بہت محققین نے کتب مقدسہ
کے ترجموں کو انجیل اور اصل کے ساتھ جو مقابلہ کر کے دیکھا تو بشیار غلطیاں اور کئی پیشانیان
پائیں۔ پھر متی کی انجیل کا جو یونانی ترجمہ ملا ہے کہ جس سے باقی آجکل کے ترجمے بھی کیے گئے
ہیں اسکی صحت پر کس طرح سے یقین ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے مصنف بھی اپنی کتاب میں
کہیں اپنے مصنف ہونیکا اشارہ نہیں کرتا۔ حالانکہ متی رسول کا اس انجیل میں کئی
حکم نام آیا ہے *

مرقس کی انجیل کو سب مسیحی مرقس کی تصنیف تو بتاتے ہیں لیکن یقینی طور پر
یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کونسا مرقس ہے۔ اکثر کاٹن غالب ہے کہ یہ وہ مرقس ہے کہ جس کو
پطرس رسول نے مسیحی بنایا تھا اور پھر مدت تک یہ شخص پطرس کے ساتھ رہا۔ مگر کوئی
بات یقینی طور پر مصنف کی نسبت معلوم نہیں ہوئی اور پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ انجیل
کہاں اور کس نے مانہ میں لکھی گئی تھی گو بعض نے قیاساً سلطنت اور شہر اسکے درمیان
اسکی تصنیف کا زمانہ خیال کیا ہے اور کہتے ہیں کہ شاید روم میں لکھی گئی تھی مگر خود
رابرٹ جیمس مرقس کی انجیل کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ غالباً یہ انجیل اس سے بھی آٹھ
دس برس پہلے لکھی گئی تھی *

لوقا کی انجیل کا مصنف بھی عموماً مسیحی لوقا طبیب کو بتلاتے ہیں جبکا ذکر پاولس
نے کمالوسیمین کے چوتھے باب کی چودھویں آیت میں کیا ہے۔ لیکن اس بات کا کوئی
ثبوت نہیں کہ واقع میں یہی لوقا اس انجیل کا مصنف تھا اور نیز اس انجیل کی تصنیف
کا زمانہ کسی کو معلوم نہیں کہ کب تصنیف ہوئی تھی اور یہ معلوم ہے کہ کہاں
لکھی گئی تھی بعضوں نے گمان کیا ہے کہ شہر اور شہر کے درمیان کسی وقت
یہ انجیل لکھی گئی تھی *

ان تینوں انجیلوں کی اہلیت اور اعتبار کا حال تو ایک ایسی متحرک کتاب سے

لکھا گیا ہے کہ جو پراٹھینٹ علما کی تصنیف ہے، جسکو پراٹھینٹ صحیح مانتے ہیں لیکن
 چوتھی جمعیہ کی نسبت شروع زمانہ سے ہی بہت کچھ بحث ہوتی چلی آتی ہے۔ اور پچھلی
 صدی میں تو کئی جرمن فرخ اور امریکن محققین نے خوب ثابت کر کے دکھلادیا ہے کہ چوتھی
 انجیل اصل میں یوحنا رسول کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اُنکی ہوتے کے بعد کسی اور شخص نے لکھا اُنکی
 طرف منسوب کر دی ہے۔ اور آج میں اس انجیل کی داغ بیل اور خارجی شہادتوں سے معلوم
 ہوتا ہے کہ یہ انجیل کسی متبرصنف کی لکھی ہوئی اور الہامی نہیں ہے۔ اول تو وہ انجیل
 پہلی تین انجیلوں سے ایسی متناقض ہے کہ اگر پہلی تین انجیلوں کو صحیح سمجھا جائے تو
 یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی اور اگر اس انجیل کو صحیح خیال کیا جائے تو پہلی تینوں انجیلیں لغویں۔
 ان متناقضوں کی نظیریں ہم آگے جکر لکھینگے۔ علاوہ اس کے پہلی تین انجیلوں میں مسیح کے دوبارہ
 آمد کی نسبت واضح طور پر لکھا ہے کہ مسیح اپنے زمانہ کے لوگوں کی زندگی میں دوبارہ آسمان
 سے اترینگے لیکن یوحنا کی انجیل میں اس امر کا اظہار بالکل نہیں کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا
 ہے کہ پہلی تین انجیلیں اس زمانہ میں تصنیف ہوئی تھیں جب تو بعض اشخاص مسیح کے
 ہم عصروں سے زندہ تھے۔ اس لیے ان تینوں مصنفوں نے بلا خوف تکذیب مخالفین یہ
 بات لکھ دی کہ ابھی کوئی شخص مسیح کے معاصرین میں سے زندہ ہی ہوگا کہ مسیح آسمان سے
 بادلوں میں جہان کا فیصلہ کرنے کے لیے اتر آویں گے۔ اور اُنکے ساتھ ہی مسیح کے تائید
 کلام کی نقل کی کہ زمین آسمان ٹل جاویں گے لیکن یہ بات نہ ٹلے گی۔ لیکن خلاف اس کے
 یوحنا کی انجیل کے مصنف نے اس شہور عالم اور مسلم مسئلہ کو عمدہ لکھنا نہ چاہا بلکہ اُسکی اور
 طرح سے تاویل کر دی (جہنا پیو حنا باب ۵ پانچ آیت ۵۷) میں لکھا ہے "میں تم
 سے سچ کہتا ہوں کہ وہ چھڑی آتی ہے اور اب ہی کہ جس میں رُوسے خدا کی بیٹے کی آواز
 سنیں گے اور رُوسے سنکر جیئیں گے" باوجودیکہ یوحنا کو اس خبر کے سنانے کا موقع آیا
 تھا جس کی نسبت تین انجیلوں اوں نے بڑا زور دیکر ظاہر کیا تھا کہ مسیح کے معاصرین کے
 زمانہ میں قیامت آجادیں گے اور مسیح آجادیں گے۔ اس چوتھی انجیل کے مصنف نے جو اس
 نوٹ ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰
 چوتھ ۱۰ وغیرہ۔ مرقس باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰
 وغیرہ۔ لوقا باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰ مٹی باب ۱۱ آیت ۱ تا ۱۰

خبر کو بدل کر اور طرے لکھ دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو وقت یہ خلیل تصنیف فرمائی تھی
 مسیح کے معاصرین میں سے کوئی زندہ نہ تھا۔ اگرچہ بھی خلیل یوحنا رسول کی تصنیف ہوتی
 تو وہ خود مسیح کے معاصرین میں سے تھے اُن کو اپنی زندگی میں مسیح کے دیکھنے سے ایسی
 باتیں ہو سکتی تھیں۔ اس کے سوا کئی مہجر سے چوتھی انجیل میں طرے لکھے ہیں کہ پہلی میں
 انجیلوں میں اُن کا تذکرہ نہیں۔ مثلاً لیزر کا چوتھے دن قبر میں سے زندہ کرنا۔ اور
 پانی کے مشکوں کو شراب میں بدلنا اور ایک حوض کے کنارے پر پڑے ہوئے مریض کو
 ایک کلمہ سے تندرست کرنا وغیرہ مذکور ہوئے ہیں۔ جب کہ پہلی انجیل والوں نے
 مسیح کی سوانح عمری لکھی اور چھوٹی چھوٹی باتیں بھی اپنی کتابوں میں درج کیں تو سمجھا
 نہیں آتا کہ اگر یہ بڑے مہجر سے صحیح ہوتے تو وہ پھر بھی اُن کو اپنی کتابوں میں نہ لکھتے۔
 اور جن مہجروں سے یوحنا رسول واقف تھے تو ممکن نہیں کہ دوسرے عوامی اور اُن کے
 شاگردان سے واقف نہ ہوں پھر کس طرح سمجھیں آسکتا ہے کہ چوتھی انجیل یوحنا کی ہے
 جس میں سوانح کی باتیں درج نہیں جیسے دوسری انجیلوں کے مصنف واقف نہیں ہیں۔
 علاوہ اسکے مٹھر سے نن (Reman) فرنگ فائل اپنی مسیحی مذہب کی تاریخ کی چھٹی
 جلد صفحہ پانچ سو تین میں لکھتے ہیں کہ جین (Jenahed) شہید کے شاگرد مائشین +
 کو یا تو یوحنا کی انجیل کا علم ہی نہ تھا یا وہ اس انجیل کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ اور وہ اٹھارہ
 ستر اس (Stauas) جرمنی اپنی کتاب سوانح عمری مسیح کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں
 کہ فائل بی بی یاس (Pafias) جن نے سب سے پہلے مٹی اور مرقس کی انجیلوں
 کا حال لکھا ہے اُسکو بھی یوحنا کی انجیل کی اطلاع نہ تھی +

یہ چند دلائل ثبوت کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ سوانح کی اور بہت سی داخلی اور خارجی
 شہادتیں متاخرین محققین نے لکھی ہیں جیسے ثابت ہوتا ہے کہ چوتھی انجیل یوحنا رسول
 کی تصنیف نہیں ہے اب عیسائی بھائی جو بڑی علمیت اور تحقیق اور حق پسندی کا دعویٰ
 کرتے ہیں ذرا اضافہ کر کے بتلائیں تو کچھ کتابوں کے نہ مصنفوں کا پتہ ہے کہ کون
 تھے اور نہ اُن کی تصنیف کے زمانہ اور مکان کا حال معلوم ہے۔ لہذا کس طرح سے صحیح اور
 معتبر اور اہمائی کہہ سکتے ہیں؟ کیا تحقیق اور انصاف اس کا نام ہے کہ جن کتابوں کی
 قوت + یہ بزرگ دوسری صدی مسیحی کے اخیر میں موجود تھا +

فہرستان کتابوں کی حرج سے اس کتاب کی تالیف میں مدلی گئی

تفاسیر کبیر - کثافت - ابن جریر الطبری - خازن - سراج المنیر - ابن کثیر - مجمع البیان الطبری
صافی - اتقان - فوز الکبیر - بیضاوی - مدارک - معالم - روح المعانی - میزان الاعتدال ذہبی -
صحیح بخاری صحیح مسلم - فتح الباری - تقریب التہذیب - ابن خرم کتاب الفضل - فتح البلدان بلاذری
ابن خلکان - الفہرست ابن ندیم - کشف الظنون - شرح نخبۃ الفکر - سراج القاری - آثار عجیبہ
خطبات احمدیہ - علم الکلام -

انگریزی کتابیں بدین تفصیل بخط انگریزی

- Wellhausen. — History of Israel and Judah.
Jewish Encyclopaedia. —
Chagigah, Talmud. — Tr. by Rev. A. Streane.
Apocrypha. — Tr. by Charles Oxford Press, 1913.
Variorum Reference Bible. —
Thomson. — History of English Bible.
Encyclopaedia of Religion and Ethics.
„ Britannic a.
„ Biblica.
„ Islam.
Josephus. — Antiquities.
Helps to the Study of Bible. — Oxford Press.
S. Edwards. — Old Testament.
Westcott. — Historic Faith.
„ — Introduction to the History of Gospels.
Harnack. — What is Christianity ?

- Eusibius.—Ecclesiastical History, Tr. by Rev. C. Cruse.
 Mosheims.— Do. do.
 Berkitt.—Early Eastern Christianity.
 „ —History of Bible,
 Graetz.—History of Jews.
 R. Cowper.—The Apocryphal Gospels.
 Weinel and Widgery.—Jesus in the 19th century and after.
 P. Vivian.—The Churches and Modern thought.
 E. Clodd.—Jesus of Nazareth.
 Driver.—Introduction to the Bible.
 O. Taylor.—Sayings of the Jewish Fathers.
 Kantzsch.—Literature of the Old Testament.
 Lightfoot.—Apostolic Fathers.
 Von Soden.—The Books of the New Testament.
 Noldeke.—Sketches from Eastern History.
 Steindorff.—Religion of the Ancient Egyptians.
 H. Hirschfeld.—New Researches into the Composition and Exegesis of
 the Quran.
 E. Sell.—The Historical Development of the Quran.
 Muir.—The Quran.
 Sale.— Do.
 Margoliouth.—Life of Mohammed.
 Tylor.—Anthropology.

تحفہ
 نواب ناظم بیارنگ بہار
 ڈاکٹر ناظم حسین
 ام ایس ایس ڈی پرنٹرز

فہرست مضامین تاریخ صحف سماوی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸	عہد عتیق کے قدیم نسخے	۲-۱	دیباچہ
۱۹	وجہ اختلافات	۲	تمہید
۲۰	لطیفہ		باب اول
۲۱	تصحیحات اجبار		عہد عتیق
۲۲	عبرت		صحیفے جو معدوم ہو گئے
۲۳	سورائیان یعنی رُرواۃ یہود	۵	کتب یہودی کی بربادی کے اسباب
۲۴	ترگم	۶	تسلیم دین
۲۵	غیر زبانوں میں ترجمے	۸	دو قسم کی وحی
۲۶	نسخہ بیعینیہ کے اختلافات	۹	تالمود
	تحریفات تورات	۱۰	تالمود کا اثر ہماری تفاسیر پر
	مثال اول	۱۱	”اپوکریفہ“ یعنی پوشیدہ مکتوب
۲۷	حضرت داؤد اور قصہ اُوریا	۱۲	اپوکریفہ کنابون کی تفصیل
۲۸	تبصرہ تورات کی شہادت پر		جمع و تحریر عہد عتیق
۳۰	قرآن مجید کی شہادت		خط نسخی
۳۱	دینیوں کا قصہ اور ہمارے مفسرین	۱۵	خط تمثال
۳۲	امام ہادی کی تقریر کا لمخص		قدیم تحریرات کس چیز پر لکھی جاتی تھیں
۳۵	واقعہ کی اصلیت	۱۷	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۶	نیتہ کی کونسل	۲۶	مثال دوم
۵۷	نقشہ یہود و جنسائلمزاوران کا اثر		حضرت سلیمان اور بت پرستی
۵۸	دین عیسوی پر		توریت کی کتاب ملک اور تاریخ الامام
۵۹	مبتدع فرقوں کے عقائد		پرتبصرہ
۶۰	موجودہ فرقہ تثلیثیہ	۳۹	کلام مجید کی شہادت
۶۱	جمع و ترتیب عہد جدید	۴۰	تالمود کا قصہ سلیمان اور شاہ دیوان
۶۲	اناجیل کی فہرست		(فٹ نوٹ) بعض مفسرین نے ان
۶۳	اناجیل اربعہ		اکاذیب بلکہ کو نقل کیا مگر غلطی کھل گئی
۶۴	عیسائیوں کے تین گروہ		مثال سوم
۶۵	قدیم نسخے	۴۳	حضرت ہارون اور گوسالہ پرستی
۶۶	اختلافات اناجیل		تبصرہ تورات کی ابتدائی پانچ کتابوں پر
۶۷	وجہ اربعہ	۴۶	کلام مجید کی شہادت
۶۸	اناجیل اربعہ اور ولادت مسیح	۵۰	تحقیق سامری
۶۹	یونانی قصص		باب دوم
۷۰	مہاجرات کا قصہ		عہد جدید
۷۱	(فٹ نوٹ) تعلیم تہرانی	۵۳	حواریوں کی تعلیم
۷۲	الانقوا		پال کا اختلاف
۷۳	باب سوم		
۷۴	قرآن مجید		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۳	چند اعتراض اور انکے جواب	۸۱	نزول قرآن
"	حضرت ابن مسعودؓ اور عوف بن قین	۸۲	حفظ
۱۰۵	دعائے قنوت	۸۵	لوح محفوظ
۱۰۶	عقائد شیعہ متعلق کلام مجید	۸۶	تحریر و کتابت
۱۱۱	سورتوں کی ترتیب	"	عربی رسم الخط کی مختصر تاریخ
"	ترتیب عثمانی و ترتیب ابن مسعودؓ	"	خط مسند
"	علی مرتضیٰؓ	۸۷	خط نبوی
۱۱۲	لطائف ترتیب سورہائے قرآنی	۸۸	عربی رسم الخط
۱۱۳	سورہ فاتحہ	"	موجہین اسلام کے روایات
۱۱۵	سورۃ البقرہ	۸۹	نقشہ خطوط
۱۱۶	مقاصد تورات	۹۲	نقشہ کی تشریح
۱۲۵	سورہ آل عمران	"	کتابت کلام مجید کی شہادت
"	عہد رسول اللہؐ میں نصاریٰ کے عقائد	۹۳	کلام مجید سے
"	آسمانی باب کی تاویل	۹۵	نکتہ
۱۳۶	قرآن مجید کے قدیم نسخے	۹۷	جمع و ترتیب کلام مجید
۱۳۸	اصلاح رسم الخط	۹۸	خلافت حضرت ابو بکرؓ میں کلام مجید
۱۳۹	ابوالاسود دہلی اور نقطے	۱۰۰	کا جمع کیا جانا ایک مجلد میں
۱۴۰	خطوط المصاحف	۱۰۱	سبعہ احرف کی تفصیل
			حضرت عثمانؓ اور قرآن مجید

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۰	مار گولیتھ		حضرت امام موسیٰ الرضاؑ کے دست مبارک
۱۵۱	سرولیم میور		کا لکھا ہوا نسخہ قرآن مجید اور اسکے ایک
۱۵۲	نولدکی کے اعتراض اور انکے جواب	۱۴۱	ورق کا فوٹو
"	اعتراض اول متعلق تاریخ	۱۴۲	اس نسخہ کے خصوصیات
"	تحقیق ہامان	۱۴۳	اختلاف قرائت
۱۵۵	اخت ہارون	۱۴۴	ہفت قراء
۱۵۶	نزول ماندہ	۱۴۵	اختلاف قرائت کی مثالیں
۱۶۰	اعتراض دوم متعلق ترتیب تعلیم	۱۴۶	ابوالہذیل کا جواب
	سورہ یوسف کا موازنہ تورات	۱۴۷	یورپ اور قرآن مجید
۱۶۱	کے قصہ یوسف سے	۱۴۸	قرآن مجید کے ترجمے یورپین زبانوں میں
۲۲۲	نولدکی کے بقیہ اعتراض کے جواب	۱۴۹	مراکشی کا ترجمہ
	قرآن مجید صحف سماوی کا "مہینہ"	۱۴۹	لو تھر کا متاثر ہوتا
۲۲۳	خاتمہ		جارج سیل کا ترجمہ - دی تاسی اور فلو جل
			کے ترجمے
			کارلائل

۲۸۵۰۳

۲۵ الف



دنیا کو ۱۹۱۳ء خاص طور سے یاد رہیگا۔ اس سال مہذب یورپ باوصف دعویٰ تہذیب و شائستگی پھر وہی خوشخوار وحشی ہو گیا اور مسیح ناصری کی میمنے کی کھال اُتار کر بُت پرست رومہ کا بھیڑیا بن گیا۔ اسی سال ایک زبردست مشرقی ڈاکٹر منگانا باوجود یکہ مستشرقین یورپ تحقیق و انصاف پسندی کا دعویٰ نہایت بلند آہنگی سے کرتے ہیں قرآن مجید کو محض ثابت کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی خبر اُسی زمانے میں اُردو اخباروں نے لے لی تھی اور ماڈرن ریویو مین مسٹر کاکس نے بمصدق ”کہ آہن بہ آہن تو ان کو نرم“ انکی پوری قلعی کھول دی تھی لیکن ڈاکٹر صاحب کی یہ ناشدنی کوشش اس کتاب کی تالیف کے حق میں ”سبب خیر“ ثابت ہوئی۔

اس کتاب میں تواریکات۔ اناجیل اور قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور حفاظت کا تاریخی موازنہ ہے اور تحریف لفظی و معنوی کو مثالوں سے ثابت کیا ہے۔ آخر میں ستر اَن مجید پر

۱۵ دیکھ علامہ شبلی کا مضمون و کیسل مورخہ ۳۔ جون ۱۹۱۳ء اور روزنامہ زمیندار
بابت ستمبر و اکتوبر ۱۹۱۳ء ۶

زمانہ حال کے مستشرقین یورپ نے جو اعتراض کیے ہیں اُن کو دفع کیا ہے اور توریت کے قصہ یوسف اور قرآن مجید کے سورہ یوسف کا پورا موازنہ لکھ کر دکھایا ہے کہ کلام الہی اپنی اصلی حالت میں آیا مقدس بائبل میں محفوظ ہے یا قرآن مجید میں۔

ہنر ہائے فصاحت و بلاغت کا جنکی علم دوستی اور روشنیابی زبان زد خلایق ہے خاص طور سے ممنون ہون جھٹھون نے دورانِ تحریر میں موازنہ مذاہب کی ایک شاخ کالج میں کھول دی اور فراہمی کتب مذہبی کے لیے ایک معقول رقم عطا فرمائی۔

اس شاخ کے ناظم فلسفہ کے پروفیسر البان۔ جی۔ جری ایم۔ اے ایک انگریز عالم ہیں جنھوں نے پیرس اور جینیوا (واقع جرمنی) کی یونیورسٹیوں میں الہیات کی تکمیل کی ہے اور ہسٹنگز کی انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اور ہیرٹ جنرل کے مضمون نگار ہیں پروفیسر مدح کی عنایت کا مشکور ہوں کہ انھوں نے کتب یہود و نصاریٰ کے معتبر ماخذ دن سے مجھے اطلاع دی اور یورپ سے اُن کتابوں کو منگوادیا اور نیز اپنی پرائیویٹ کتابیں بھی مطالعہ کو دیں۔

اس کتاب کے شغل تالیف کے باعث معارج الدین حصہ دوم کی تحریر ملتوی رہی لیکن ناظرین کو اب انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ انتظار کرنا نہ پڑے گا فقط

نواب علی

بڑودہ۔ جامع مسجد

۲۴۔ فروری ۱۹۱۸ء



قُلْ أَمَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (سورہ آل عمران)

تمہید

قرآن مجید کو جس طرح ہم کلام الہی مانتے ہیں اسی طرح توریت - انجیل - زبور اور نبیوں کے صحیفوں کو منزل من اللہ یقین کرتے ہیں لیکن چونکہ مختلف وجوہات سے جنکو ہم تفصیل اس کتاب میں بیان کریں گے یہ صحف سماوی بجز کلام مجید کے اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہے اس لیے ہم مجبور ہیں کہ بحالت موجودہ ان کو خدا کا کلام جس حیثیت سے کہ وہ نازل ہوا تھا نہ مانیں لیکن اجمالاً ان کو مقدس مانکر ان کی عظمت کریں۔

انبیاء بنی اسرائیل پر جس قدر کتابیں نازل ہوئیں انکو علماء سچی نے بائبل یعنی کتاب کا لقب دیکر دھتوں میں تقسیم کیا ہے۔

اول۔ عہد عتیق یعنی حضرت عیسیٰ کے قبل جس قدر کتابیں بنی اسرائیل کے انبیاء پر نازل ہوئیں۔

دوم۔ عہد جدید یعنی اناجیل اربعہ جن کے ساتھ حواریین کے اعمال خطوط اور کاشفات بھی شامل ہیں۔

اب ہم پہلے عہد عتیق کے متعلق بحث کرتے ہیں۔

باب اوّل

عہد عتیق

مروجہ عہد عتیق میں ۳۹ کتابیں شامل ہیں لیکن علمائے یہود نے انکو ۲۴ کتابوں میں شمار کر کے تین سلسلوں میں منسلک کیا ہے۔

سلسلہ اوّل۔ تورہ جسکو قانون بھی کہتے ہیں۔ اس میں پانچ اسفار یعنی کتابیں شامل ہیں تلوین یا پیدائش۔ خروج۔ احبار۔ اعداد۔ توریت شنی۔

سلسلہ دوم۔ تلمید جنہیں یوشع۔ قضاہ۔ صموئیل اول و دوم۔ ملوکت اول و دوم یعنی ہر تلمید۔ خزفیل اور بارہ چھوٹے پیغمبر شامل ہیں۔

سلسلہ سوم۔ کتبیم انہیں زبور۔ امثال۔ تلمیدان۔ ایوب۔ رعویت۔ نوحہ۔ یرمیاہ۔ واعظ۔ اشیر۔ دانیال۔ عزرا۔ نحمیاہ ایام اول و دوم

عہد عتیق کے موجودہ مجموعہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی چند کتب سماوی تھیں جو معدوم ہو گئیں لیکن صرف انکا حوالہ عہد عتیق میں موجود ہے جیسا کہ نقشہ ذیل سے معلوم ہو گا۔

صحیفہ جو
معدوم ہو گئے

نام کتاب	حوالہ عہد عتیق
عہد نامہ موسیٰ	خروج ۲۴
عہد نامہ موسیٰ	اور اس نے (موسیٰ نے) عہد نامہ کی کتاب لیکر مجمع میں پڑھی اور حاضرین کہنے لگے خدا نے جو کچھ حکم دیا ہے ہم اس پر عمل کریں گے اور فرمان بردار رہیں گے۔
جنگ نامہ خداوند	اعداد ۲۱
	”چنانچہ جنگ نامہ خداوند میں یہ طور ہے کہ اُس نے بحر قلزم اور ارن کے چشمہ میں کیا کیا“

حوالہ عہد عتیق	نام کتاب
<p>یوشع ۱۱ ”اور آفتاب اور ماہتاب ٹھہر گئے یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے لیا۔ کیا یہ واقعہ کتاب یشیر میں نہیں لکھا ہے؟“</p>	<p>کتاب یشیر</p>
<p>ایام دوم ۲۹ ”سیلمان کے بقیہ اعمال اول سے آخر تک کیا ناتن نبی کی کتاب اور احیہ شلونی کی پیشین گوئی اور مکاشفات یعدو کا ہن بمقابلہ یروبعام ابن نباط میں مندرج نہیں ہیں؟“</p>	<p>کتاب ناتن بنی و احیہ و مکاشفات یعدو کا ہن</p>
<p>ایام دوم ۲۳ و ۲۶ ”یوشافاط کے بقیہ اعمال از اول تا آخر کتاب یاہو بن حنانی میں تحریر ہیں۔“ ”بادشاہ عوزیا کے بقیہ اعمال از اول تا آخر اشعیان بن عموص نے تحریر کیے۔“</p>	<p>کتاب یاہو بن حنانی کتاب اشعیان بن عموص</p>
<p>ملوک اول ۱۱ و ۱۲ ”اور سلیمان نے تین ہزار امثال تعلیم دیے اور اُسکے نعمات کا شمار ایک ہزار پانچ ہے اور اُس نے لبنان کے تمام شجر کا شاہ بلوط سے لیکر دیوار پر اُگنے والی بیل تک کا ذکر کیا اور اُس نے حیوانات طیور اور حشرات الارض اور ماہی کے تذکرات کیے۔“ ”اور بقیہ اعمال سلیمان اور اُسکے افعال و حکم آیا یہ سب اعمال سلیمان میں درج نہیں ہیں؟“</p>	<p>امثال و نعمات سلیمان و کتاب خواص نباتات و حیوانات و کتاب اعمال سلیمان</p>
<p>تہود کی کتب سادہ کی برابری کا سب سے بڑا سبب وہ ہولناک حوادث ہیں جو حضرت سلیمان</p>	<p>تہود کی کتب سادہ کی برابری کا سب سے بڑا سبب وہ ہولناک حوادث ہیں جو حضرت سلیمان</p>

کے بعد پے درپے واقع ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد ہی بنی اسرائیل کے اسباط میں تفرقہ پڑ گیا اور ان کی دو جداگانہ سلطنتیں جو ایک دوسرے کی رقیب تھیں قائم ہو گئیں دو اسباط یعنی یہود اور بنیامن نے رجوعام ابن سلیمان کی اطاعت کی لیکن دس اسباط بغاوت کر کے علیحدہ ہو گئے اور شمال کی جانب ساریہ کو اپنا دار الحکومت قرار دیا اور خداوند یہوہ کی عبادت کے ساتھ سونے کے بھڑون کی بھی پرستش کرنے لگے۔ آخر ۲۲۰ ق م قبل مسیح میں اسیریا والون نے اس سلطنت کو تباہ کیا اور بنی اسرائیل کو نینوا پکڑے گئے۔ اس طور سے دس اسباط فنا ہو گئے یا بت پرست قومون میں جذب ہو کر یہود سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ ہو گئے۔

دوسری سلطنت کو بھی ۵۸۶ ق م میں بخت نصر تاجدار بابل نے برباد کر دیا اور بیت المقدس کو جان حضرت سلیمان نے الواح توریت اور تبرکات کو محفوظ کیا تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور جب قدر بنی اسرائیل قتل سے بچے ان کو گرفتار کر کے بابل لیگیا۔ پچاس برس کے قورش شاہ ایران نے بابل کو فتح کر کے یہود کو آزاد کر دیا اور تعمیر بیت المقدس کی اجازت دی لیکن کچھ عرصہ تک یہ تعمیر ساریہ والون کی عداوت سے جھٹون نے بیت المقدس کے معتبہ میں کوہ جرزیم پر اپنا مسجد علیہ قائم کر لیا تھا ملتوی رہی۔ آخر ۳۳۶ ق م میں عزرا اور نحیا کی کوششوں سے بیت المقدس کی تکمیل ہوئی۔ عزرا نے تورہ یعنی سلسلہ اول کی پانچ کتابوں کو از سر نو جمع کر کے واقعات کو مورخانہ حیثیت سے قلمبند کیا۔ پھر نحیا نے نبیم یعنی سلسلہ دوم کی کتابوں کو مع زبور داود جمع کیا لیکن دوسو برس کے بعد یونانیوں کے فتوحات کا سیلاب آیا تو یہود پر پھر بلا نازل ہوئی۔ سکندر اور اسکے جانشینوں کے زمانہ میں یہود کی سلطنت کی نیم آزادیانہ حیثیت قائم رہی لیکن ۶۶ ق م میں انطاکیہ کے یونانی بادشاہ انتونیس نے یہود کی جداگانہ قومیت اور مذہب کو مٹانے کی غرض سے بیت المقدس میں یونانی دیوتاؤں میں کامنڈر بنا دیا۔ مقدس صحیفوں کو جلا دیا اور توریت کی تلاوت محکمہ بند کر کے شہر یہود کی ممانعت کر دی

لیکن بہت جلد یہود امقابی کی ہمت مردانہ نے اس فتنہ کو فرو کیا۔ شاہ انطاکیہ منہزم ہوا اور بیت المقدس پھر ناپاکیوں سے پاک کیا گیا اور مقدس صحیفے جمع کر کے محفوظ کیے گئے اور سلسلہ یوم یعنی کتبیم کی کتابوں کا بھی اضافہ کر دیا۔ لیکن یہود کا پیمانہ حکومت لبریز ہو چکا تھا۔ یکا یک رومیوں کی تلوار چمکی۔ پہلے تو یہود کو یونانیوں کے پنجہ سے نجات دلائی گئی لیکن ”خود گرگ بودی“ کی مثل آخر صادق آئی۔ ٹائٹس رومی نے ۷۰ شمیر شہداء کو بیت المقدس فتح کر کے شہر کے ساتھ ہیکل سلیمانی کو بھی مسمار کر دیا اور مقدس صحیفوں کو حرم سے نکال کر رومہ کے محل میں بطور یادگار فتح لیگیا۔ یہود جلا وطن کر دیے گئے اور یروشلم کے گرد غیر یہود کی آبادیاں قائم کر دی گئیں۔ سلسلہ ۶۰ میں قیصر طیرین کے زمانہ میں یہود نے پھر حرکت مذہبی کی اور جابجا سے جمع ہو کر آخری جان توڑ مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور قریب پانچ لاکھ کے قتل ہوئے۔ اس خوفناک جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں نے یہود کو یروشلم کے ویران کھنڈروں میں بھی آنے کی اجازت موقوف کر دی صرف سال میں ایک دن جس روز ٹائٹس نے بیت المقدس کو مسمار کیا تھا اجازت ملتی تھی کہ خداوند یہوہ کی پیادوں کے بدبخت ناخلف آئین اور قدس کی زمین کو خون کے آنسوؤں سے تر کریں۔ اُف

حلم حق باتو مواسا ہا کند	چونکہ از حد بگذر دوسوا کند
--------------------------	----------------------------

مذکورہ بالا احداث کے سبب سے اگرچہ اصل تورات اور صحف انبیاء ضائع ہو گئے لیکن انکی تعلیمات کا سلسلہ روایت بالمعنی کی طور پر جاری رہا جس کی صورت یہ ہوئی کہ بابل کی اسیری کے زمانہ میں علماء یہود نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ بہت کے دن لوگوں کو جمع کر کے عم و الم کے ساتھ یاد دہندگان کو تازہ کرتے تھے اور تورات کی آیات سے مجلس وعظ کو گرم کر کے شکستہ دلوں کو تسلی دیتے تھے یہ سیم بابل سے واپس آکر اور بیت المقدس کے دوبارہ تعمیر ہونے کے بعد بھی جاری رہی اور جابجا ایسے مکانات تعمیر ہو گئے جہاں اس قسم کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ ان مکانات کو کنیسہ کہتے تھے۔ ہر کنیسہ میں تورات کی نقلیں صندوقوں میں رکھی جاتی تھیں اور سامنے ایک شمع

روشن رہتی تھی۔ ہر دو شنبہ پنچ شنبہ اور شنبہ کو لوگ اپنے اپنے کنیسون میں جمع ہوتے تھے لیکن بڑے کیسے نماز کے اوقات ثلاثہ کے وقت ہر روز کھلے رہتے تھے۔ طریق عبادت یہ تھا کہ ”سفریم“ یعنی اجار پہلے چند آیات تورات جو قدیم عبرانی زبان میں ہوتی تھیں پڑھتے تھے پھر ان کی تفسیر ارامی زبان میں جو بابل کی اسیری کے بعد سے یہود کی مادری زبان ہو گئی تھی لوگوں کے سمجھانے کے واسطے بیان کرتے تھے۔ ہر شنبہ کو صبح کے وقت خاص اہتمام ہوتا تھا اور لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے۔ نماز میں آیات تورات پڑھی جاتی تھیں اور حاضرین بیت المقدس کی طرف منہ کر کے کھڑے ہتے تھے پھر جو مقامات تورات اس دن کے واسطے مخصوص ہوتے تھے ان کی تفسیر بیان کر کے وعظ ہوتا تھا۔ اجار نے حضرت موسیٰ کی پانچون کتابوں یعنی تورہ کو (۱۵۴) ٹکڑوں میں تقسیم کیا تھا اور یہ التزام تھا کہ ہر تیسرے سال پورے تورات کا دور تمام ہو جائے۔ انٹونیس شاہ انطاکیہ کے زمانہ میں جبکہ تورات کی تلاوت حکماً بند کر دی گئی تو اجار صرف انبیاء کے ۱۵۴ ٹکڑے کر کے کنیسون میں پڑھنے لگے لیکن یہ وہاں مقابلی نے جب پھر آزادی حاصل کی تو تورات کی تلاوت بھی جاری ہوئی لیکن اب یہود میں دو فرق ہو گئے ایک متدوتی جنھوں نے ساریہ والوں کی طرح سلسلہ اول یعنی تورہ کی پانچ کتابوں پر اکتفا کیا اور باقی صحف کو خارج کر دیا۔ دوسرے قریبی جنھوں نے صحف انبیاء یعنی سلسلہ دوم و سوم کی کتابوں کو بھی اصول دین میں شامل کر لیا انہیں یہ روایت مشہور ہوئی کہ حضرت موسیٰ پر و قسم کی وحی نازل ہوئی (۱) ”تورہ شیکتب“ یعنی وحی مکتوبی۔ (۲) ”تورہ شعلطفہ“ یعنی وحی لسانی جو حضرت ہارون اور آپ کی اولاد کی وساطت سے سینہ بسینہ عزرا کا تب تک پہنچی۔ عزرا نے کنیسہ عظمیٰ کے ممبروں کو جن کی تعداد ۱۲۰ تھی سکھایا۔ پھر وہاں سو برس تک یہ وحی ان ممبروں کی اولاد و احفاد میں محفوظ رہی شیخون عادل (المتونی مستشرق م) اس جماعت کا آخری ممبر تھا۔ شیخون سے پھر جماعت ”سفریم“ (کاتبان وحی) نے اور ان سے

دوسری

گروہ "تنام" (علماء) نے سیکھا جنکا زمانہ مسیح سے سترہ سو تک رہا پھر اس گروہ سے آجبار و ربیتین نے سیکھا اور اس طور سے یہ سلسلہ قائم رہا۔ اس عقیدہ نے آجبار و ربیتین کے اقوال کو وحی الہی کا ہم پلہ بنا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف روایات اور افسانوں کا انبار لگ گیا بلکہ تورہ کی آیات پر بھی پردہ پڑ گیا۔ یہاں تک کہ جب مقابیون کی آزاد حکومت رومیوں کے ہاتھوں تباہ ہو گئی تو پھر یہ بلا عام طور سے پھیل گئی۔ دوسری صدی عیسوی کے آخر میں ربی یہودا نے ان اقوال کو جمع کیا جن کا نام مشنا ہے جو گویا تورات کی تفسیر ہے پھر اس تفسیر کی تفسیر جمع کی گئی اور اس کا نام تلمود رکھا گیا۔ اس کل ضخیم مجموعہ کو تالمود کا لقب دیا گیا۔

تالمود

تالمود دو ہین ایک تالمود شامی دوسری تالمود بابلی جو سترہ سو عین جمع ہوئی ہر تالمود بلحاظ مضامین اس طور سے منقسم ہے :-

اَوَّل ہلکہ یعنی خالص احکام و شریع۔ چھ سو تیرہ اوامرو نواہی۔ پھر انکی جزئی تفصیل۔ احرام و حلال کی روشنگاریاں اور صغائر اور کبائر کی باریکیاں غرض کہ توریت کے احکام کے مقابلہ میں گویا ایک دوسری شریعت قائم ہو گئی جسکی پابندیوں اور سختیوں نے مذہب یہود کو آجبار اور ربیتین کے اعمال ظاہر کا گور کھ دھندا بنا دیا اور یہ حالت ہو گئی کہ ایک طرف عوام کو راہ تقلید اور جہل مرکب کے سبب سے آجبار کے اقوال کو خدا کا کلام سمجھ کر ان کی ویسی ہی عظمت کرنے لگے **وَاتَّخَذُوا أَحْبَادَهُمْ وُسْطٰیٰٓاَیٰہُمْ اَدْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰہِ** دوسری طرف آجبار کا یہ حال ہو گیا کہ فریب نفس اور جاہ پسندی کے باعث تورات کو اپنے مطلب کے موافق توڑ مروڑ دیتے تھے **يُحَدِّثُونَ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ** ۵

۵ دیا چہ ترجمہ تالمود بابلی صفحہ ۷۰ مترجمہ پادری اسٹریٹن۔

دوم ہجده یعنی روایات و سیر آثار و قصص۔ یہ ایک عجیب و غریب عجون مرکب ہے جس میں کہیں تو انبیاء کے رموز اور ملک اور ملکوت کے اسرار درج ہیں اور کہیں خدا اور اُس کے برگزیدہ انبیاء و رسل کی طرف لغو اور بہودہ افعال منسوب ہیں۔ کہیں زمین و آسمان کے عجائبات تحریر ہیں اور کہیں اجنہ اور اراجخیشہ کی خوش فعلیاں۔ جادو اور طلسمات کے کرشمے۔ تعویذ گنڈے۔ غرض کہ یہ مجموعہ عام طور سے مقبول ہو گیا اور مذہب مسخ ہو کر مجموعہ اولیٰ و ہام رہ گیا۔

انتباہ افسوس ہے کہ ان کتابوں کا زہر پلا اثر ہمارے یہاں کی تفاسیر میں بھی سراپا کر گیا اور مشہور مفسرین نے بھی اہل کتاب کی ان روایات کو اپنی تفاسیر میں بجنسہ نقل کر کے صحابہ کرام اور رسول صلعم تک انکا سلسلہ روایت ملا دیا۔ اسکی ابتداء یوں ہوئی کہ عبداللہ عمرو بن عاص کو اہل کتاب کی کتابوں کا ایک بار شتر ماتھ لگ گیا چنانچہ انھوں نے قصص بنی اسرائیل اور روایات یہود کو اس کثرت سے بیان کیا کہ ان کی حدیثوں کی تعداد حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیثوں سے بھی بڑھ گئی۔ حاشیہ تجلہ الفکر میں ابوالا ملاذ ابراہیم لکھتے ہیں :-

ومثال الصحابی الذي لم يأخذ عن الامم الاثني عشر	اور ان صحابہ میں جنھوں نے اسرائیلیات سے اخذ
ابوبكر وعمر وعثمان وعلي ومن اخذ عنها	نہیں کیا ابو بکر اور عمر و عثمان اور علی ہیں اور جنھوں نے
عبد الله بن سلام وقييل عبد الله عمرو بن	اخذ کیا ابن سلام ہیں اور کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو
عاص فانهم لما فتح الشام اخذوا حمل بعير من	بن عاص ہیں انھوں نے جب ملک شام فتح ہوا تو
كتب اهل الكتاب وكان يحدث منها۔	ایک بار شتر کتب اہل کتاب کا لیا اور اسے روایت کرنے لگے۔

شرح الشرح تجلہ الفکر میں ملا علی قاری کا بھی یہی قول ہے اور جنگ یرموک میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ ان روایات کا نام کتب احادیث میں اسرائیلیات ہے۔ اور ان کا سلسلہ آنحضرت صلعم تک منقطع ہے لیکن غلطی سے لوگ ان کو احادیث نبوی سمجھتے ہیں مقاتل بن سلیمان

المود کا اثر
ہماری تفاسیر

کے مطابق کتابین تصنیف کیں اور ان کو انبیاء سابق کے نام سے منسوب کرنے لگے۔ یہ سلسلہ دو سو برس قبل مسیح سے سو برس بعد مسیح تک زور و شور سے جاری رہا اور یہود کی طرح نصاریٰ نے بھی اختیار کیا۔ یہ کتابین زیادہ تر اخبار آئندہ اور مسیحا کے درود کی پیشین گوئیوں سے بھری ہوتی تھیں اور ہر فرقہ اپنے مطلب کے مطابق عبارت گڑھ دیتا تھا۔ عام طور سے ان کتابوں کا چرچا ہو گیا مگر اسکے ساتھ ہی اختلاف بھی بڑھتا گیا کسی نے کسی کتاب کو معتبر قرار دیا تو دوسرے نے اسکو جعلی ٹھہرایا اسطور سے ان کتب کو اپوکریفہ (جعلی) کہنے لگے۔ غرض کہ اس رد و قبول سے جسکی بناء نفسانیت اور جہل پر تھی اصلیت پر پردہ پڑ گیا۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا بِهِ ثُمَّ أَفْلَحُوا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ

اب ہم ان کتابوں کے نام ذیل میں درج کرتے ہیں :-

اپوکریفہ
کتابوں
کی تفصیل

۱	کتاب اسد راس اول و دوم	یہ سب کتابین عہد عتیق کے یونانی ترجمہ صحیحہ میں موجود ہیں اور اب تک یونانی اور رومی کلیسا میں متعدد کتابوں میں شامل ہیں اور بعض کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔
۲	توبت	
۳	یہودت	
۴	بقیہ ابواب استر	
۵	دانیل یلیمان	
۶	کتاب ابو عنظ یا ”اکلی پریشکس“	
۷	باروق	
۸	تین معصوم بچوں کا نغمہ	
۹	تاریخ یسینا	
۱۰	تاریخ بربادی یل و درگن	
۱۱	دعائے منیسس شاہ یہودیہ	
۱۲	کتاب مقابیان اول و دوم	

۱۱۔ ہم نے یہ حال معارج الدین حصہ اول باب چہارم میں لکھا ہے تحت عنوان ”تحقیق مسیحا“ ۱۱

۱۳	کتاب سوم مقابیان	۲۰	صحیفہ اول و دوم ادریس	۲۶	کتاب چہام مقابیان
۱۴	سراق	۲۱	کتاب دوم و سوم باروق	۲۸	صحائف سبہ شینٹ
۱۵	نامہ یرمی	۲۲	عہد نامہ بارہ پخیرون کا	۲۹	کتاب پیدائش صغیر
۱۶	صحیفہ آدم و حوا	۲۳	سبلی لائن پیشین گوئیاں	۳۰	صحائف قیاس و وصیت
۱۷	کتاب جوبلی	۲۴	مشاہدات موسیٰ ع	۳۱	داسرار و معراج موسیٰ ع
۱۸	نامہ ارسطیس	۲۵	کتاب چہام عزرا	۳۲	معراج اشعیا
۱۹	شہادت نامہ شعیبا	۲۶	زبور سلیمان	۳۵	ملفوظات حبقوق

ان کتابوں کے علاوہ چند اور کتابیں تھیں جو اسی زمانہ میں معدوم ہو گئی تھیں مگر انکا حوالہ ان کتب میں پایا جاتا ہے مثلاً تاریخ "یوحنا ہرکنیس" جسکا حوالہ کتاب اول مقابیان میں موجود ہے۔ اور کتاب "یوسف و اسینٹ" وغیرہا یہ اگرچہ ان سب کتابوں کو "پوکریفہ" کا لقب دیا گیا ہے لیکن زمانہ حال کے علمائے یورپ اب ان کی اہمیت تسلیم کرتے جاتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ سے تین سو برس پیشتر اور دو سو برس بعد کی تاریخ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ علاوہ اسکے تورات اور آنا جیل کے درمیان یہ کتابیں برزخ کے طور پر کام دیتی ہیں اور صاف نظر آتا ہے کہ کس طرح "مسیحا" کے متعلق پیشین گوئیوں نے نصاریٰ کے عقائد کی بنیاد قائم کی۔ ان کتابوں میں ایسے بھی مضامین ہیں جو کلام مجید میں مذکور ہیں مگر جن کو مروجہ عہد عتیق کی کتابوں سے یا خارج کر دیا ہے یا مبہم طور پر بیان کیا ہے مگر خود مروجہ عہد عتیق کی کتابیں کہاں تک قابل وثوق ہیں انکا ذکر آگے آتا ہے۔

۱۱۔ ماخوذ از دیباچہ اپوکریفہ جلد اول مؤلفہ چارلس مطبعہ آکسفورڈ پریس سن ۱۹۱۷ء
 ۱۲۔ مثلاً حضرت ابراہیم کا مناظرہ اپنے باپ آزر سے سورہ انفام میں مذکور ہے لیکن تورات کتاب پیدائش میں اسکا کچھ ذکر نہیں حالانکہ کتاب جوبلی آیت میں یہ مناظرہ بجنسہ مذکور ہے (دیکھو اپوکریفہ جلد دوم صفحہ ۲۰ و ۳۱) ۱۲

















جمع و تحریر عمیق

• روایت یہود کے مطابق حضرت عزرائل نے تورات کی تعلیم و تلقین تحریر و تفسیر کے واسطے ۱۲۰ علماء یہود کی ایک مجلس ترتیب دی تھی جو زمانہ مابعد میں ”کنیسہ عظمیٰ“ کے نام سے مشہور ہوئی۔ احبار جو اس مجلس کے رکن ہوتے تھے اُنکے فرائض میں منجملہ تصفیہ مہمات امور دین اجزائے تورات کی نقل و کتابت قرأت و روایت بھی داخل تھی۔

قدیم رسم الخط | یہود میں لکھنے کا دستور قدیم سے ہے۔ مورث اعلیٰ حضرت ابراہیمؑ کا اصلی وطن ”اورکلدانیان“ تھا جہاں ایک قدیم خط رائج تھا۔ ارض سوس میں جو پتھر کی سلین ۱۹ء میں زمین کھودتے وقت ملی ہیں اُن پر رکلدانیوں کے قدیم بادشاہ حمورابی (عہد سلطنت دو ہزار دو سو برس قبل مسیح ۶) کا قانون جہاں ۲۸۳ دفعات مندرج ہیں اور جن سے اُس زمانہ کی تہذیب کا نقشہ کھینچ جاتا ہے منقوش پایا گیا۔ اسی طرح آشور اور بابل کے آثار قدیمہ تخت جمشید اور نقش رستم کے کتبے جو گزشتہ صدی میں دریافت ہوئے اُن سب پر ایک ہی رسم الخط کا پتہ چلتا ہے۔ اس خط کا نام اصطلاح میں کئی فارم یا خط میخی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حروف پیکان یا میخ کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں ایک جرمنی عالم اسپیکل نے ایران کا سفر کیا اور اصطخر کے دھمچوں اور ویرانوں میں پُراںے کتبوں کو پڑھا اور پھر ایک کتاب میں اس خط میخی کے حروف تہجی اُن کے پڑھنے کا طریقہ اور اُن کتبوں کا ترجمہ تحریر کیا۔ خط میخی میں ۲۱ حرف ہیں لیکن ایک ہی حرف کو اکثر دو تین طرح پر لکھا ہے اس لیے ۳۲ شکلیں پیدا ہو گئیں۔ ذیل میں ایک کتبہ نمونہ درج ہے۔ یہ کتبہ مشہد مدرسلمان میں جو شیراز سے ۲۰ فرسخ دور ہے پایا گیا۔ اس پر

نقشہ میخی

لقب ملا مقرر کئے گئے۔ انھیں اشارت کو سنا کر کے اہل فنیقیہ نے ۲۲ حروف تہجی ایجاد کیے جن سے عبرانی اور یونانی خط ماخوذ ہے۔ ذیل کے نقشہ سے ان چاروں خطوط کا نمونہ معلوم ہو جائے گا۔

نام حروف	مصری ہیر گلیفک	مصری کرسیو	فنیقی	یونانی	عبری
دال					
واو					ו
راء مہملہ				ρ	
لام					ל
شین					ש

(ماخوذ از "انتھروپولوجی" مصنفہ ڈاکٹر صفحہ ۱۷۶)

حضرت موسیٰ نے چونکہ فرعون کے محل میں پرورش پائی تھی اس لیے قیاس کیا جاتا ہے کہ توریت کے احکام عشرہ جو آپ پر نازل ہوئے تھے آپ نے مصری خط میں تحریر فرمائے تھے لیکن حوادث ایام میں یہ الواح اور صحف انبیاء جو حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس میں محفوظ کیے تھے ضائع ہو گئے اور اب ان تبرکات کا پتہ نہیں۔ سب سے پرانی تحریر جو اب تک دریافت ہوئی ہے وہ ایک پتھر کا کتبہ ہے جو سنگ متوابی کے نام سے مشہور ہے اور جو نو سو برس قبل مسیح یعنی حضرت سلیمان کے بعد کا لکھا ہوا ہے اس پر قدیم عبرانی حروف نقش ہیں

قید بابل سے رہائی کے بعد حضرت عزرا نے قدیم رسم الخط کو صاف کیا اور پھر اسی خط میں احبار مقدس صحیفوں کو لکھنے لگے۔

قدیم تحریرات کس چیز پر لکھی جاتی تھیں اور ان پر ایک قسم کا رنگ پھیر کر آگ میں پکا لیتے تھے اور پھر ان پر لکھتے تھے۔ گزشتہ صدی میں جب کالڈیہ۔ بابل اور نینوا کے آثار قدیمہ برآمد ہوئے تو ہزاروں اس قسم کے الواح مدفون پائے گئے جن پر مختلف علوم و فنون شاہی فرمان قوانین سلطنت اور آداب معاشرت منقوش ہیں۔ مصر میں بھی تل عمارنہ کے کھودنے سے ایسے ہی الواح پائے گئے جن سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم مصری بھی انھیں الواح کا استعمال کرتے تھے لیکن انھوں نے ایک قسم کا کاغذ بھی ایجاد کیا تھا جسکو ”پاپائرس“ کہتے تھے وادی نیل کے نیستان سے ایک خاص قسم کے نئے کو کاٹ کر اس کے اندر کا مغز نکال کر پھیلاتے تھے اور پھر اوپر دوسرا مغز اس طور سے چپان کرتے تھے کہ زاویہ قائمہ بنکر اجزا آپس میں مل جائیں بعد ازاں سریش سے چپکاتے تھے اور جب خشک ہو جاتا تھا تو اُس پر بے تکلف لکھتے تھے۔ یہ کاغذ مصر و شام اور یونان میں بہت مستعمل تھا اور اسی پر کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ لیکن مصریوں نے جب پاپائرس کا داخلہ غیر مالک میں بند کر دیا تو شہر پر گتوس واقع ایشیا کے کوچک میں چمڑے کو صاف کر کے اُس پر لکھنے لگے۔ اس قسم کے چمڑے کو ”پارچمنٹ“ کہتے تھے قرآن مجید میں جہاں سَاقِ مَنَشُورُ فرمایا ہے وہاں ”رق“ سے یہی پارچمنٹ مراد ہے بن عیسوی سے ایک صدی پیشتر اس چرمی کاغذ کا خوب رواج ہو گیا تھا احبار صحف کو اسی پر لکھتے تھے لیکن چونکہ یہ کاغذ قیمتی ہوتا تھا اس لیے جب کوئی جدید نسخہ تحریر کرنا منظور ہوتا تھا تو اکثر قدیم تحریر کو یا پھیل ڈالتے تھے یا پُرانی روشنائی کو خوب دھو کر پھر لکھتے تھے صحف کے ایسے نسخے اب بھی موجود ہیں جن پر یہ عمل

صاف نظر آتا ہے۔ پاپائرس چونکہ کثرت استعمال سے جلد بوسیدہ ہو جاتا تھا اس لیے بہت سے قلمی نسخے جو اس کا غزپر لکھے گئے (خاص کارنا جیل کے) وہ اکثر ضایع ہو گئے۔

عہد عتیق کے قدیم نسخے | بیت المقدس کی آخری تباہی کے بعد جب یہودیت کا شیرازہ بکھر گیا تو آجبار نے دوسری صدی عیسوی میں ۲۲۴- مروجہ کتابوں کو جو عیسائیوں میں عہد عتیق کے نام سے مشہور ہوئیں ترتیب دیکر یکجا لکھنا شروع کیا ان قدیم تحریرات کے متعلق ریورنڈ ہارن اپنی کتاب دیباچہ علوم بائبل جلد ۱ حصہ اول باب فصل اول میں لکھتے ہیں :-

”عہد عتیق کی کتابیں دراصل عبرانی زبان میں پہلے ۱۲۰۰ دو ناموں سے پکاری جاتی ہیں ایک آٹو گرافس یعنی وہ کتابیں جنکو خود الہامی لکھنے والوں نے لکھا تھا ان میں کے سب نسخے ناپید ہو گئے کوئی بھی موجود نہیں ہے دوسرے ایچو گرافس یعنی وہ نسخے جو اصلی نسخوں سے نقل ہوئے تھے اور جو مکرر اور سہ کر نقل ہوتے ہوئے بہت کثرت سے پھیل گئے تھے۔ یہ پچھلے نسخے بھی دو قسم کے تھے۔ (۱) پرانے جو یہودیوں میں بہت معتبر اور سندی گئے جاتے تھے مگر یہ نسخے بھی مدت سے معدوم ہو گئے ہیں۔ (۲) نئے جو سربکاری کتب خانوں میں یا لوگوں کے پاس موجود ہیں اور یہ بھی دو قسم کے ہیں اول رولز یعنی وہ قلمی صحیفے جو معاہدین کام آتے ہیں دویم اسکویریٹو سکریپس یعنی وہ قلمی نسخے جو مربع تقطیع پر لکھے ہیں اور عام لوگوں کے کام میں آتے ہیں“

عہد عتیق کی کتابیں اگرچہ دوسری صدی عیسوی میں مرتب ہو گئیں لیکن اس وقت تک کسی خاص متن پر اتفاق نہیں ہوا تھا اس وجہ سے نقلوں میں سخت اختلاف ہوتا تھا اور یہ اختلاف روز بروز نقلوں کی کثرت کے ساتھ بڑھتا جاتا تھا۔

وجہ اختلاف | اختلافات کے چند وجوہ تھے اول عبرانی رسم الخط میں حروف علت

بالکل نہ تھے صرف ۲۲ حروف صحیح متعل تھے اور ان میں بھی بعض حروف ایک دوسرے سے مشابہ ہیں اس لیے ذرا سی بے احتیاطی میں عبارت کچھ سے کچھ ہو جاتی تھی مثلاً کتابا دل صموئیل باب ۱۸ آیت ۱۸ میں لکھا ہے
 ”اور طاووت نے اچھا سے کہا کہ تابوت کو یہاں لایا کیونکہ تابوت اُس وقت بنی اسرائیل کے پاس تھا“

لیکن محقق ہے کہ تابوت اُس وقت بنی اسرائیل کے پاس نہ تھا بلکہ کوسوں دور اُن کے دشمنوں کے قبضہ میں تھا اور اچھا کے عوض اس وقت آلیا زکابن تھا اس لیے مفسرین تورات نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ مشابہ حروف کی وجہ سے التباس ہو گیا ہے۔ زمانہ حال کے مشاہیر علمائے توریت و گمنا سن۔ کورن۔ ریوژنڈ کزک پیٹرک اور ڈاکٹر اسمتھ بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ چونکہ آفود (۶۶۵۵) یعنی جُبہ اور اُرُون (۱۶۶۵) یعنی تابوت کے حروف مشابہ ہیں اس لیے غلطی ہو گئی۔ اصل میں آیت یون ہوگی۔

”اور طاووت نے اچھا سے کہا کہ جُبہ یہاں لایا کیونکہ اُسے اُس وقت جُبہ کو پہنا،“
 دوم۔ عبرانی حروف چونکہ علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے اور چونکہ لفظون کے درمیان کوئی علامت فاصلہ درج نہیں ہوتی تھی اور نہ جگہ چھوڑ کر لکھتے تھے اس لیے غلط جوڑ ملانے سے الفاظ کچھ سے کچھ ہو جاتے تھے جیسا کہ مثلاً زبور باب ۱۳ میں اختلاف ہو گیا۔ اس طرح توریت میں بکثرت ایسے مقامات پائے جاتے ہیں۔

لطیفہ اودھ کے نواب سعادت علی خان نے شاہ ایران کو ایک خط بھیجا۔ کاتب نے نواب کو ”پیر و مرشد برحق“ لکھ دیا اسپر دربار ایران سے اعتراض ہوا کہ یہ لقب خاص جناب امیر علیہ السلام کا ہے اس لیے ایک شیعہ مومن سے ایسی بے ادبی کیسے جائز ہو سکتی ہے

۱۔ عبرانی حروف کا نقشہ باب سوم میں درج ہے ۱۲ صفحہ ۳۰۹ ”دیر یورم رننس بائبل“ ۱۲
 ۲۔ صفحہ ۱۱۶ بائبل مذکورہ ۱۲

نواب سعادت علی خان نے جو وقت یہ جواب پڑھا شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اور دربار کے منشی احسان اللہ ممتاز کی طرف خط بڑھا کر کہا کہ اس کا جواب دو۔ ممتاز نے برجستہ عرض کیا جہاں پناہ ایرانی اہل زبان ہیں لیکن آج اُن کی سخن فہمی معلوم ہو گئی۔ یہ پیرو مرشد برحق نہیں ہے بلکہ یون ہے پیرو۔ مرشد برحق یعنی مرشد برحق (علی مرتضیٰ) کا پیرو۔ نواب پھر ک گئے اور ممتاز کا ٹھہر زرد جواہر سے بھر دیا۔

ان وجوہ کے علاوہ اجبار نے تورات کے متعدد مقامات کو جہاں اُن کے

”تصحیحات اجبار“

مروجہ عقائد کے خلاف کوئی بات پائی گئی بدل دیا۔ ریورید ٹاسن اپنی کتاب ”ہسٹری آف دی انگلش بائبل“ صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں کہ اجبار نے اٹھارہ مقامات میں متن تورات کو بدل دیا جو اب تصحیحات اجبار کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے مقامات پر انھوں نے اس قدر نشان کر دینے پر اکتفا کیا کہ یہ حسن ہے اور اس امر کو انھوں نے بطور روایت بیان کیا جو بعد کو حاشیہ پر قلمبند ہونے لگا۔ مذکورہ بالا اٹھارہ مقامات کو انھوں نے پوشیدہ نہیں رکھا اور وہ اب تک عبرانی بائبل میں نقل ہوتے ہیں انہیں سے اکثر مقامات تو ایسے ہیں جہاں اجبار کی رائے میں خدا کو بطور انسان (تجسیم) بیان کرنا خلاف ادب تھا یا اس کی طرف ایسے افعال مذکور تھے جو عقائد یہود کے مطابق ذات باری تعالیٰ کی طرف منسوب نہ ہونا چاہیے۔ مثلاً کتاب پیدائش باب ۱۲ آیت ۱۲ میں اہل عبرانی متن یون تھا ”یہواہ ابراہیم کے سامنے کھڑا ہوا“ چونکہ یہ مضمون خلاف ادب تھا اس لیے اجبار نے یون تصحیح کی ”ابراہیم یہواہ کے سامنے کھڑا ہوا“

پاوری صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۳۸ میں پھر لکھتے ہیں۔

”لیکن کتاب قاضیان باب ۱۰ آیت ۳۰ کے متن میں مقصداً تحریف ہوئی کیونکہ یہ متن جو مرتد ہو کر قوم دان کا ہن بنا منستہ کا پوتا لکھا ہے حالانکہ وہ توحی کا پوتا تھا لیکن اجبار نے حضرت موسیٰ کی کسر شان کے لحاظ سے یہ مناسب نہ جانا کہ آپ کا پوتا مرتد مشہور ہو اس لیے

آپ کے نام کے عوض منسہ لکھ دیا۔
 ڈیر یو رزم بائبل کے صفحہ ۲۹۵ کتاب قاضیان کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ”جملہ نقاد دفن
 بالاتفاق اس تحریف کے قائل ہیں“ اگرچہ ان تحریفات کو حق بجانب ثابت کرنے کی بہت
 کوشش ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

عبرت

کلام مجید میں ابولہب کی بدکرداریوں اور جہنمی ہونے کا اعلان ہوتا ہے
 کرورون مسلمان تیرہ سو برس سے ثبت ید ابی لہب پڑھتے ہیں اور
 جانتے ہیں کہ یہ ابولہب حضرت خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین کا حقیقی چچا ہے لیکن نہ کسی خلیفہ نہ
 امام نہ سلطان نہ پادشاہ نہ مجتہد نہ محدث نہ فقیہ نہ مکلم کسی کی یہ جرات نہوئی کہ ابولہب کو
 مثلاً ابو جہل سے بدل دیتا لیکن یہ اجار یہود ہی کی ”دلادری“ ہے کہ ”بکفت چراغ دارد“
 کے مصداق ہیں!

اجار کے اقوال اور روایات کو جس گروہ نے سب سے پہلے جمع
 سورتیاں یعنی رواۃ یہود کر کے تحریر کیا وہ سورتیاں کے نام سے مشہور ہے۔

لفظی معنی روایت ہے اس لیے سورتیاں یہود کے رواۃ ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی سے دسویں
 صدی عیسوی تک یعنی آن حضرت صلعم کے عہد رسالت سے خلیفہ عباسی القادر باللہ کے زمانہ
 تک یہود کے دو مشہور مدرسے ایک بابل میں اور دوسرا تلمیس واقع ملک شام میں قائم
 تھے جہاں کتب مقدسہ کثرت سے نقل کی جاتی تھیں۔ بابل میں جو نسخے تحریر ہوئے اُن کو
 مشرقی نسخے اور تلمیس والوں کو مغربی نسخے کہتے ہیں۔ سورتیاں نے سب سے پہلے روایات
 اجار کو جمع کر کے حواشی اور تعلیقات مرتب کیے لیکن جب اختلافات کو جمع کیا تو معلوم ہوا
 کہ یہ تعداد ۱۳۱۴ تک پہنچ گئی۔ یہ اختلافات مع حواشی و تعلیقات اب تک عبرانی توریت
 میں نقل کیے جاتے ہیں جن سے صاف نظر آتا ہے کہ اصل توریت اور صحف انبیاء کما تک
 قابل وثوق ہیں۔

بہر حال اس وقت تک جس قدر تحریفات ہوئیں وہ ہوئیں لیکن مسوراتیاں نے یہ بڑا کام کیا کہ قرآن مجید کی صحت قرأت و کتابت (جس کا ذکر آئندہ عنوان میں کیا جائیگا) سے متاثر نہ ہو کر انھوں نے بھی عبرانی رسم الخط کے نقائص کو دور کر کے نقطے وغیرہ لگا کر متن تورات کی صحیح قرأت کی بنیاد مستحکم کر دی۔ ابتدا سے گیارہویں صدی عیسوی میں عرن بن عشر مدیر مدرسہ طائبریس اور یعقوب بن نفتالی مدیر مدرسہ بابل نے مشرقی اور مغربی نسخوں کا مقابلہ کر کے ایک متن تیار کیا جو اب تک مروج ہے۔

اختلافات جس قدر پائے گئے وہ اب حاشیہ پر درج ہوتے ہیں۔ ۱۲۷۷ء میں پہلی مرتبہ عہد عتیق کی کتاب میں چھاپی گئیں لیکن جب وائڈر ہون نے ۱۸۷۷ء میں طبع ثانی کا اہتمام کیا تو بارہ ہزار جگہ طبع اول سے اختلاف کرنا پڑا لیکن یہ اختلاف زیادہ ترقیات کے اختلاف ہیں۔

ترجمہ | ترجمہ کے لفظی معنی مفصل ترجمہ ہیں۔ قدیم عبرانی زبان حبش میں تورات نازل ہوئی تھی قید بابل کے زمانے سے یہود میں متروک ہو گئی تھی اور اسکی جگہ کالدی یا آرامک زبان نے لیلی تھی۔ حضرت عزرا کے زمانے سے یہ دستور ہو گیا تھا کہ چونکہ یہود عام طور سے عبرانی کو نہیں سمجھتے تھے اسلیے اجار تورات کی اصل آیات کا مفصل ترجمہ سنایا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ کنیسوں میں تورات اسی طریقہ سے پڑھی جانے لگی اور ان ترجموں نے مستقل حیثیت اختیار کر لی اور عہد مسیح میں کتابوں کی شکل میں مرتب ہو گئے ان سب کی تعداد قریب دس کے ہے۔ سب میں مشہور وہ تارگم ہے جو انکیلاس کی طرف منسوب ہے۔ اسکے مصنف کا حال محقق نہیں ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسکا کہنے والا ایک بابلی تھا جس نے دین یہود اختیار کر لیا تھا۔ بہر حال یہ ترجمہ اپنی موجودہ صورت میں تیسری صدی عیسوی کے آخر کا مرقبہ کیا ہوا ہے۔

غیر زبانوں میں ترجمے | عہد عتیق کا ترجمہ سب سے پہلے یونانی زبان میں ہوا جس کو

سپٹو ایجیٹ یعنی نسخہ سبعینہ کہتے ہیں۔ مشہور مورخ یہود جو تسی فس اپنی کتاب "ایٹھی کو ریز" (یاد سلف) کے باب ۱۲ میں لکھتا ہے کہ بادشاہ مصر بطلمیوس فلا دلفیوس (عہد حکومت ۱۸۰ء سے ۱۴۵ ق م) اپنے مشہور کتب خانہ اسکندریہ کے لیے یہود کی کتب مقدسہ کی ایک نقل چاہتا تھا جس کے واسطے اُسے ایک کثیر رقم خرچ کی اور بہت سے یہودی غلاموں کو آزادی دیکر ایک وفد یروشلم کے سردار کا ہنار کے پاس بھیجا چنانچہ ستر علماء یہود منتخب ہو کر روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے انکو بجزیرہ قروس میں علیحدہ علیحدہ ٹھہرا کر ترجمہ کا حکم دیا انھوں نے ۷۲ دنوں میں ترجمہ پورا کر دیا۔ جب اسکے ترجمے ملائے گئے تو معلوم ہوا کہ ہر ترجمہ کا ترجمہ لفظ بلفظ یکساں ہے اور کسی قسم کا فرق نہیں ہے اس لیے سب کو یقین ہو گیا کہ بے شک یہ ترجمہ الہامی ہے۔ یونانی زبان بولنے والے یہود میں یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا اور صدیوں تک عبادت خانوں میں عبرانی توریت کے عوض اسی کی تلاوت جاری رہی حضرت عیسیٰ کے حواری جب اقوام غیر یہود میں اشاعت دین کو نکلے تو انھوں نے اسی ترجمہ کو غنیمت سمجھ کر استشہاد کرنا شروع کیا۔ اناجیل میں جہاں تورات کی عبارت کا حوالہ دیا ہے وہاں یہی ترجمہ نقل کیا ہے مشرقی کلیسا میں اب تک یہی ترجمہ گرجاؤں میں پڑھا جاتا ہے۔

نسخہ سبعینہ کے اختلافات

لیکن مروجہ عبرانی متن سے یہ ترجمہ چند باتوں میں مختلف ہے جنکی تفصیل یہ ہے۔
(۱) انبیاء کی مدت عمر اور واقعات کی تاریخوں میں سخت باہمی اختلاف ہے مثلاً تخلیق آدم سے طوفان نوح تک عبرانی توریت میں ۱۶۵۶ سال درج ہیں لیکن اس ترجمہ میں ۲۲۲۰ سال تحریر ہیں۔ وغیرہما۔

(۲) ابو کرئیل یعنی وہ "جلی کتابین" جن کو یہود و نصاریٰ نے مروجہ عہد عتیق سے خارج کر دیا ہے وہ بھی اہمین شامل ہیں۔

(۳) امثال سلیمان۔ یہ زبیاہ اور زیور کی ترتیب بدلی ہوئی ہے۔ زبور میں ایک نغمہ کا اور اضافہ کیا ہے۔

(۴) ترجمہ لفظی نہیں ہے بعض مقامات میں فاش غلطیاں ہیں چنانچہ کتاب دانیال اس قدر لغو ترجمہ ہوئی تھی کہ اسکی جگہ جدید ترجمہ شامل کیا گیا۔

(۵) بہت سے مقامات میں تصرف کیا ہے خاصکر ان مقامات میں جہان خدا کو انسانی صفات اور جذبات رکھنے والا بیان کیا ہے تاکہ غیر یہود کو خدا کی عظمت اور روحانیت میں کچھ شبہ نہ ہو مثلاً کتاب پیدائش باب ۱۰ کی اصل عبرانی میں یوں لکھا ہے ”ہاں خداوند خفا نہونا میں عرض کرتا ہوں“ لیکن یہاں اس ترجمہ میں یوں بدل دیا ہے ”خداوند کیا یہ ایسی بات نہیں کہ میں کچھ عرض کروں“ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ قوم کو طعنے کے واسطے سفارش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا اگر اس قوم میں بچاس ایمان والے موجود ہوں تب بھی عذاب آئیرگا ارشاد ہوتا ہے اس صورت میں عذاب ٹل جائیگا۔ یہ سنکر حضرت ابراہیمؑ پھر عرض کرتے ہیں کہ اگر بچاس میں پانچ کم نکلے ارشاد ہوتا ہے کچھ مضائقہ نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ پھر دس دس کم کرتے جاتے ہیں اور ہر مرتبہ خداوند تعالیٰ انکو اطمینان دلاتا ہے آخر دس پر حضرت ابراہیمؑ خاموش ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں یہ واقعہ یوں مذکور ہے:-

فَكَذَّبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعَ وَجَاءَ شُءُ الْبُشْرَىٰ يُحِبُّ الْمُنَارِفِ قَوْمٍ لُّوطٍ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَكِيمٌ ۖ	پھر جب ابراہیمؑ سے ڈر جاتا رہا اور اسکو بشارت ملی تو قوم لوط کے مقدمے میں ہم سے جھگڑنے لگا۔ بیشک ابراہیمؑ بربد بار نرم دل خدا سے دل لگانے والا تھا۔ (سورہ ہود)
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حضرت ابراہیمؑ مقام رضا میں شانِ جلالی کا نظارہ کرتے ہوئے راز و نیاز میں مصروف ہیں۔ اس انداز گفتگو کی حقیقت ظاہر بین کیا سمجھتے اور اسلئے انھوں نے اپنے قصور فہم کو چھوڑ دیا۔

عجب ہے کہ پھر کیونکر سیٹ پال نے مسیحؑ کو ابن اللہ کہا۔ ہم نے اسکی تشریح معارج الدین حصہ اول صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ میں کی ہے وہاں دیکھنا چاہیے ۱۱

تجسیم کی بحث چھیڑ کر عبارت کو بدل دیا۔

الغرض دوسری صدی عیسوی تک یہ ترجمہ بہت مقبول رہا لیکن تیسری صدی میں جب دین عیسوی قسطنطین رومی کے عہد حکومت میں شاہی مذہب ہو گیا تو پاپا پائے روم دماسوس نے مسیحیہ میں سینٹ جروم کو مقرر کیا کہ تورات اور اناجیل کا ایک مستند ترجمہ رومی زبان میں مرتب کرے۔ جروم نے مذکورہ بالا یونانی ترجمہ کو ناقص سمجھ کر ارادہ کیا کہ رومی ترجمہ اصل عبرانی تورات سے ہو۔ چنانچہ اُسے شام کا سفر کیا اور ۱۲ سال تک بیت اللحم کے ایک غار میں قیام کر کے مختلف عبرانی نسخوں اور اجارہ یہودی اعانت سے ۳۹۲ء میں اپنا مشہور رومی ترجمہ جو وگلیٹ کے نام سے مشہور ہوا طیار کیا۔ ابتداءً کلیساؤں نے اس ترجمہ کو معتبر نہ سمجھا۔ لیکن رفتہ رفتہ کلیساے روم نے اسی ترجمہ کو قبولیت کی سند عطا کی۔ پھر تو یہ حال ہو گیا کہ قرونِ ظلمہ سے پندرھویں صدی عیسوی تک اسی ترجمہ پر مدار تھا حتیٰ کہ ۱۵۲۲ء میں جب کارڈنل ٹنس نے پاپائی گلاٹ نسخہ اس طور سے شائع کیا کہ ہر صفحہ پر بیچ میں رومی ترجمہ اور دونوں طرف اصل عبرانی اور یونانی ترجمہ نسخہ سبعینہ تحریر ہوا تو رومی ترجمہ کے قبول عام کے باعث سے خاص و عام میں یہ فقرہ چُست ہونے لگا کہ حضرت مسیح کو دو ڈاکوؤں کے بیچ میں سولی دی گئی تھی۔ پادری ٹائسن لکھتے ہیں کہ مختلف اوقات میں اگرچہ جروم کے ترجمے کی نظر ثانی ہوئی لیکن اسکا ترجمہ ناقص ہی رہا۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ جروم کو اگرچہ پُرانے صحیفے دستیاب ہوئے لیکن پھر بھی پوری صحت نہ ہو سکی۔

ان دو مشہور ترجموں کے علاوہ شامی قبطی حبشی اور آرامی زبانوں میں بھی عمدتاً کے ترجمے ہوئے لیکن یہی دونوں مذکورہ بالا ترجمے زیادہ مشہور ہیں۔

کیا عجیب بات ہے کہ صدیوں تک تمام عیسائی انجمن ناقص اور مشکوک ترجموں کو وحی و الہام سمجھتے رہے اور انجمن کو اپنا رہبر بنایا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کی جلد دوم طبع جدید

”بائبل“ پر جو عالمانہ اور مبسوط مضمون تحریر کیا گیا ہے اسکے ایک مقام میں لکھا ہے:-
 ”عرصہ دراز تک کتب مقدسہ کا مطالعہ جرح و تعدیل کے مستند اصول سے محروم
 رہا۔ یہود محض اُس عبرانی نسخہ کی پیروی کرتے تھے جس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ غالباً
 دوسری صدی عیسوی میں جمع کیا گیا اور بعد ازاں احتیاط سے محفوظ رکھا گیا۔
 لیکن اُس نسخے میں چند تحریفیں تو ایسی ہیں جو اب صاف نظر آتی ہیں اور
 غالباً ایک کافی تعداد تک ایسی تحریفیں اور بھی موجود ہیں جنکی
 شاید اب یا کبھی پورے طور سے قلعی نہ کھل سکے۔ عیسائی (اور اسکندریہ
 کے یہود) علماء کی حالت اس سے بھی بدتر تھی کیونکہ پانچویں صدی عیسوی تک
 شاؤ نادراستثنا کے ساتھ اور پانچویں صدی سے پندرہویں صدی تک بلا استثنا
 ان بزرگوں نے تاسرتر جموں پر انکشاف کیا ہے۔“

تحقیقات جدیدہ کی رو سے انصاف پسند علماء یورپ کی اب آنکھیں کھلی ہیں اور ان کو
 تحریفات کا علم ہوتا جاتا ہے لیکن تیرہ سو برس ہوئے قرآن مجید نے ان تحریفات کی پہلے ہی
 قلعی کھولی تھی۔ ذیل میں ہم چند مثالیں اہل کتاب کی ہدایت کے واسطے پیش کرتے ہیں۔

مثال اول

حضرت داؤد اور قصہ او ریا

کتاب صومیل ۱۱۳-۱۱۴ میں لکھا ہے کہ ”ایک دن داؤد نبی اپنے لیک فوجی افسر اوریا
 کی زوجین عورت بتشیع کو غسل کرتے دیکھ کر عاشق ہو گئے۔ فوراً اسکو محل میں بلوایا۔ عورت
 کو محل رکھی اب آپ نے عیب چھپانے کی غرض سے اوریا کو میدان جنگ سے بلوایا لیکن

۱۱۵ حیات کو ہم نے جلی کر دیا ہے ۲

وہ جہاد کے جوش میں اپنی عورت سے ملقت نہوا۔ تب آپ نے اسکو لڑائی کی صف اول میں اپنے سپہ سالار سے خفیہ کہلا کر متعین کر دیا جہاں اور یا نہایت جان بازی سے لڑ کر مارا گیا۔ تب آپ نے اسکی عورت سے شادی کر لی۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ آجائے اٹھارہ مقامات پر متن تورات کو عمداً بدل دیا۔ کتاب قاصیاق میں موسیٰ کے عوض منسہ بنا دیا تاکہ حضرت موسیٰ کے گمراہ پوتے کی وجہ سے خود آپکی عظمت میں فرق نہ آئے۔ یہ سب کچھ ہوا اور پھر اس اہتمام کے ساتھ کہ سلسلہ سلسلہ تصحیحات کی روایات سورا تیان تک پہنچیں اور آج تک بیان کی جاتی ہیں لیکن کیا عجیب بات ہے کہ مذکورہ بالا قصہ کی صحت کی طرف اجارے بالکل توجہ نہ کی حالانکہ داؤدؑ کو یہود اولوالعزم پیغمبر صاحب زبور مانتے ہیں اور آج تک منتظر ہیں کہ مسیح موعود آپ ہی کی نسل سے پیدا ہوگا پھر کیا زنا اور قتل عمو سے جو شریعت موسوی میں بھی گناہ کبیرہ ہیں نبوت اور عظمت داؤدی میں کچھ فرق نہیں آتا؟

اگر ذرا بھی اصول درایت سے کام لیا جاتا تو خود تورات سے اس بیہودہ قصہ کا ابطال ہو جاتا حضرت داؤدؑ کی سیرت تورات کی تین مختلف کتابوں میں مذکور ہے کتاب دوم صموئیل۔ کتاب اول ملوک۔ کتاب اول تاریخ الایام مذکورہ بالا قصہ کتاب دوم صموئیل میں تحریر ہے لیکن کتاب اول ملوک میں چند ایسے مقامات موجود ہیں جن سے یہ قصہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

اول۔ باب ۱۴ میں خداوندیہواہ حضرت سلیمان سے یون خطاب فرماتا ہے۔
 ”اور اگر تو میرے طریق پر عمل کرے گا اور میرے احکام اور شعائر کو بجالائے گا
 جس طرح تیرا باپ داؤدؑ بجالاتا تھا تو میں تجھے طول حیات عطا کر دوں گا۔“
 دوم۔ باب ۵ میں جب حضرت سلیمان بیت المقدس کی تعمیر کو ختم کر چکے تو خداوندیہواہ دوبارہ تجلی فرماتا ہے اور یون خطاب ہوتا ہے۔

تیسرے تورات
کی شہادت پر

”اور اگر تو میرے سامنے اسطور سے چلیگا جس طرح تیرا باپ داؤد و صفائے قلب اور تقویٰ کے ساتھ چلتا تھا۔۔۔“

خداوند سیواہ حضرت داؤد کی پابندی احکام شریعت اور تقویٰ اور طہارت کی خود شہادت دیتا ہے اور ان کو بطور ایک اعلیٰ نمونہ کے پیش کرتا ہے۔ پھر کیا خداے پاک کے مقابلہ میں کسی اور کی شہادت مقبول ہو سکتی ہے؟

سوم باب درس ۳۴ میں لکھا ہے کہ آجیا کاہن یروبعام ابن نباط کو ایک سکھیت میں تنہا پا کر اُس سے یوں کہتا ہے:-

”خداوند فرماتا ہے کہ میں سلیمان کی سلطنت کو پارہ پارہ کر کے تجھے دس اسباط بنی اسرائیل پر حاکم بناؤں گا۔ لیکن میں سلیمان کے ہاتھ سے کل سلطنت نہ چھینوں گا بلکہ اسکی زندگی بھر اُسکو حاکم رکھوں گا طفیل اپنے خادم داؤد کے جسکو میں نے پسند کر کے چُن لیا کیونکہ اُس نے میرے احکام اور شعائر کی پابندی کی“

یروبعام وہ شخص ہے جو آل داؤد کا سخت دشمن تھا۔ اس نے حضرت سلیمان کے بیٹے کے زمانہ میں بغاوت کر کے دس اسباط بنی اسرائیل کو توڑ لیا اور بیت المقدس کے مقابلہ میں دو بُتخانے تعمیر کیے جہاں سونے کے بچھڑوں کی پرستش جاری کی ۱۷ آجیا وہ کاہن ہے جو در پردہ یروبعام کو بھڑکاتا ہے لیکن باہر ہمہ حضرت داؤد کو برگزیدہ آئی اور پابند احکام بتاتا ہے۔

چہارم باب درس ۸ میں لکھا ہے یروبعام کا بیٹا سخت غلیل ہوا وہ اپنی بیوی کو آجیا کاہن کے پاس فال کھوانے بھیجتا ہے۔ آجیا کہتا ہے:-

”جا یروبعام سے کہدے کہ اسرائیل کا خدا کہتا ہے کہ میں نے تجھے لوگوں میں سر بلند کیا اور اپنے بندوں اسرائیل پر حاکم بنایا اور داؤد کے خاندان سے

سلطنت کو ٹکڑے کر کے تجھے عطا کی لیکن پھر بھی تو میرے بندے داؤد کی طرح ثابت نہوا جس نے میرے احکام پر عمل کیا اور جس نے دل سے میری پیروی کی تاکہ اُس سے وہی فعل سرزد ہو جو میرے حضور میں صواب ہے۔
 تعجب ہے کہ اس کھلی ہوئی شہادت سے بھی اجار کی آنکھیں نہ کھلیں۔
 اب دیکھنا چاہیے کہ تیسری کتاب جہین حضرت داؤد کی سیرت تحریر ہے یعنی کتاب تاریخ الایام اول میں کیا لکھا ہے۔ اول سے آخر تک اس کتاب کو پڑھ جاؤ کمین بھی یہ بیہودہ اور لغو قصہ تحریر نہیں ہے۔

باب ۵ میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ ”یروشلیم میں داؤد کے جو بیٹے پیدا ہوئے وہ یہ ہیں شمعٹا۔ شوباب۔ نانائیل۔ سلیمان۔ یہ چاروں بت شوع بنت عمیال سے پیدا ہوئے عجیب بات ہے کہ یہاں عورت کا نام بت شوع بنت عمیال ہے اور اوسکا ادویا کی بوی ہونا مذکور نہیں لیکن کتاب دوم صموئیل میں جہاں یہ قصہ نقل کیا ہے وہاں بت شوع بنت الیم زوجہ آویا درج ہے۔

یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ کتاب دوم صموئیل میں قصہ زنا اسطور سے بیان ہوا ہے۔
 ”اور ایسا ہوا کہ ایک شام کو داؤد..... الخ“

یعنی یہ واقعہ خبر کی حیثیت سے بیان ہوا ہے اور خبر میں کذب کا احتمال ہو سکتا ہے برعکس اسکے کتاب اول ملک سے جو چار مقامات پہنچنے اور نقل کیے ہیں وہاں حضرت داؤد کے برگزیدہ آئی اور متقی اور پرہیزگار ہونا امر مسلمہ کے طور پر بیان ہوا ہے پس خبر اور امر مسلمہ میں جو فرق ہیں ہے وہ ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ قدّر۔

اصل یہ ہے کہ کتاب صموئیل کے مضامین اس قدر متضاد اور مبہم ہیں کہ زمانہ حال کے علماء یورپ کو مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ صموئیل کی دونوں کتابوں کے اکثر ابواب الحافی ہیں مثلاً ڈاکٹر استیو اور ریورنڈ کرک پیٹرک کے نزدیک کتاب اول صموئیل باب ۱۲ الخایت ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ الخایت

اور کچھ حصہ بائبل کا الحاقی ہے۔ ان علما کے نزدیک نسخہ ”سبعینیہ“ یونانی حمیمین سے یہ مقامات حذف میں زیادہ قابل وثوق ہے۔

جان کیٹون نے ان کتابوں کی مشکوک صحت سے پریشان ہو کر آخر اقرار کر لیا کہ ”یہی کافی نہیں کہ جن مقاموں کو ہم غلط سمجھیں انہیں کو الحاقی مابین اور باقی کو بلا کم و کاست صحیح جانیں بلکہ ممکن ہے کہ جنہوں نے الحاق کیا ہے انہوں نے باقی حصوں میں بھی تصرف کیا ہو“ (انسائیکلو پیڈیا کیٹونی)۔

بیشک باقی حصوں میں بھی تصرف ہوا ہے اور اس قصہ اور مابین تو قطعاً تصرف ثابت ہے۔ اب دیکھو کہ کلام مجید میں حضرت داؤدؑ کے متعلق کیا تحریر ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قرآن مجید
کی شہادت

<p>اور بیشک ہم داؤد کو بزرگی دے چکے ہیں اب پہاڑ اور پرندو تم داؤد کے ساتھ تسبیح کیا کرو اور ہم نے لوہا اُس کے لیے نرم کر دیا تھا۔ پورے بدن کی زرین بنا اور کریان انداز سے جوڑا اور نیک کام کرتے رہو کیونکہ میں تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں۔</p>	<p>وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِثًا فَضَّلًا لِيُجِبَ آدَابَ رَبِّهِ وَالطَّيْرَ وَالنَّجْمَ لَهُ الْخَبِيرُ إِنَّهُ أَعْمَلُ سَبِّحْتَ وَقَدْ فِي السُّورِ وَأَعْمَلُ صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (سورۃ السبا)</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

<p>اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کر جو زور والا تھا۔ بیشک وہ رجوع رہتا تھا۔ ہم نے پہاڑوں کو اُس کا تابعدار بنادیا تھا وہ سورج ڈھلے اور سورج نکلنے اُس کے ساتھ تسبیح کرتے اور پرندوں کو بھی وہ جمع ہو کر سب کی طرف رجوع رہتے</p>	<p>وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَلْبَانِ إِنَّهُ آدَابَ رَبِّهِ تَعْتَرِئُ النَّجْمَ مَعَهُ لَا يُسَبِّحُ بِأَلْعَنِيِّ وَالْإِشْرَاقِ وَالطَّيْرُ تَحْسُوتُهُ كُلُّ لُغَةٍ آدَابُ</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

۱۱ ذُرِّيُّوْرَم بَابِلْ صفحہ ۳۱۳ حاشیہ ۱۱

<p>اور اسکی سلطنت کو ہم نے مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے اسکو حکمت عطا کی اور جھگڑا چکانے والی بات۔</p>	<p>وَشَكَرْنَا مَوْلَاكَ وَاتَّخَذْنَا الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (سورہ ص)</p>
<p>غرض کہ جہاں کہیں حضرت داؤد کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے آپ کی بزرگی عظمت اور نبوت صاف اور واضح الفاظ میں مذکور ہے اور کہیں بھی اس بیہودہ اور غلط قصہ کا ذکر نہیں۔</p> <p>انتباہ ہمارے یہاں جن مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس قصہ کو نقل کیا ہے انکا اصل ماخذ اسرائیلیات ہے کلام مجید اور احادیث صحیحہ میں اس غلط اور بیہودہ قصہ کا مطلق ذکر نہیں جن مفسرین نے سورہ ص کی آیات ذیل میں</p>	<p>غرض کہ جہاں کہیں حضرت داؤد کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے آپ کی بزرگی عظمت اور نبوت صاف اور واضح الفاظ میں مذکور ہے اور کہیں بھی اس بیہودہ اور غلط قصہ کا ذکر نہیں۔</p>
<p>اور کیا تجھے جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی ہے جو دیوار بچانہ کر داؤد کے پاس عبادت خانہ میں گھس آئے۔ وہ انہیں دیکھ کر گھبرا کر کہنے لگے مت ڈر ہم دونوں میں جھگڑا ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا تو انصاف سے ہمارا فیصلہ کر دے اور بے انصافی نہ کر اور ہم کو سیدھی راہ بتا۔ یہ میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دُنیان ہیں اور میرے پاس ایک دُنی ہے وہ کہتا ہے میرے حوالہ کر اور گفتگو میں مجھے داتا ہے داؤد نے کہا بیشک وہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دُنی مانگ کر اپنی دُنیوں میں ملاتا ہے اور اکثر ساجھی ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور ایسے لوگ کم ہیں۔ اور داؤد کو خیال ہوا کہ ہم نے اسکو زیادتی کیا</p>	<p>وَمَلَأْنَا شَكَّ نَبَوِّ الْخَصَمِ إِذْ تَسْوَرُهَا الْخِطَابِ إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ فَفَرَّجَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمُكَ بَغَى بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تَشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ إِنَّ هَذَا آخِجٌ لَّكَ تَسْعٌ وَتِسْعُونَ نَجْبَةً وَلِي نَجْبَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ أَكْفَيْتِنَهَا وَعَرَّيْ فِي الْخِطَابِ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَجْبَتِكَ إِلَى نِعَاحِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لِيَبْغَى بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ وَلَقَدْ دَاوُدُ إِذْ أَسَافَتْنَاهُ</p>

دُنیوں کا
قصہ اور
ہمارے غفلت

<p>پھر اس نے اپنے رب سے مغفرت مانگی اور بخیرے میں گر پڑا اور جمع ہوا آخر میں اس کا یہ قصہ مہمان کیا اور بیشک ہمارے پاس اس کا نزدیکی کا درجہ ہے اور اچھا ٹھکانا۔</p>	<p>فَاَسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَاَنَابَ فَعَفُوْا نَالَهُ ذٰلِكَ وَاَنَّ لَهُ عِنْدَنَا كُوْنُفً وَّحُسْنَ مَّآلٍ هٗ</p> <p>(سورہ ص)</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اس قصہ کو نقل کیا ہے اُنھوں نے یہ سمجھا کہ توریت میں چونکہ قصہ زنا کے بعد ناثان کا ہن کا دنیوں کی تمثیل سے حضرت داؤد کو ملامت کرنے کا حال بیان ہوا ہے اس لیے اُنھوں نے ان آیات کی تفسیر میں اُسی قصہ کو نقل کر دیا حالانکہ یہ اُنکی غلط فہمی ہے۔

سب سے پہلے ہم تمثیل ناثان اور قرآنی قصہ کی باہمی مشابہت کی جس سے ہمارے ان مفسرین کو دھوکا ہوا ہے قلعی کھولتے ہیں (۱) سورہ ص میں دو جھگڑا کرنے والے دیوار پھانڈ کر خراب میں داخل ہوتے ہیں مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دو فرشتے تھے لیکن کتاب صموئیل بائبل میں یوں لکھا ہے کہ ناثان کا ہن داؤد کے پاس آیا اور آپ کے سامنے ایک تمثیل بیان کی۔

(۲) سورہ ص میں ایک کے پاس ننانوے دُہیاں ہیں اور دوسرے کے پاس ایک دُہی ہے جبکہ پہلا زبردستی لینا چاہتا ہے مگر کتاب صموئیل میں ایک امیر ہے جس کے پاس بکثرت بھیڑ اور بکریوں کے گلے ہیں اور دوسرا غریب ہے جس نے ایک دُہی خریدی اُسے اپنے ساتھ کھلاتا ہے پلاتا ہے اور بیٹی کی طرح رکھتا ہے۔ ایک ساؤر آتا ہے جسکی دعوت میں امیر اس غریب کی دُہی کو چھین کر ذبح کرتا ہے اور ہمان کو کھلا دیتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے ننانوے دنیوں سے حضرت داؤد کی ۹۹ بیویاں مراد لی ہیں حالانکہ توریت میں سات بیویاں اور ۱۰ حرمین مذکور ہیں یہ

(۳) سورہ ص میں دو جھگڑا کرنے والوں کے قصہ کے شروع اور آخر میں حضرت داؤد کے قہقہے و عبادت نبوت اور خلافت کی تعریف مذکور ہے لیکن کتاب صموئیل میں تمثیل ناثان کی ابتدا قصہ زنا سے ہوتی ہے اور انتہا ولد الحرام کے مرنے اور حضرت داؤد کی آہ و بکا پر ہوتی ہے

اور اس کے بعد بطور سزا آسمانی کے آپکا بیٹا اپنی سوتیلی بہن سے زنا کرتا ہے اور دوسرا بیٹا باغی ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سورہ قص کے قصہ کو کتاب صموئیل کے قصہ زنا اور ثیل ناتان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مفسرین نے اس جگہ ایک قصہ ذکر کیا ہے جس کا اکثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ اس قصہ کے بارے میں حضرت معصوم صلعم سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی ہے جسکا اتباع واجب ہو لیکن ابن ابی حاتم نے اس جگہ ایک حدیث روایت کی ہے جس کی سند صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ بروایت یزید رقاشی عن انسؓ ہے۔ یزید گو خجلہ صاحبین میں لیکن ائمہ کے نزدیک ضعیف الحدیث ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں جائز نہیں ہے کہ اُس شے کی طرف التفات کیا جائے جس کو اہل کتاب کے اخباریوں نے لکھا ہے جنھوں نے تبدیلیاں کی ہیں اور تغیر کی ہے اور اُس کو بعض مفسرین نے نقل کیا ہے اور انشراک نے ہمیں سے کسی شے پر نقل نہیں فرمائی اور نہ کسی صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں مفسرین کے اقوال پر نہایت عمدہ تبصرہ کیا ہے اور روایت اور رائے دونوں طریقوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ قصہ باطل ہے ذیل میں ہم امام صاحب کی تقریر کا مختصر مہج کرتے ہیں۔

امام رازی کی تقریر کا مختصر | اس قصہ میں لوگوں کے تین فرق ہو گئے پہلا فرق اس قصہ کے ماننے سے ایک پیغمبر اولو العزم کی نسبت از کتاب کبیر کا قائل ہوتا ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ نے اس مقام پر قصہ کی ابتدا حضرت داؤدؑ کے آٹھ اوصاف سے کی ہے۔ (۱) اُن حضرت صلعم کو حضرت داؤدؑ کی اقتدا کی تعلیم اور آپ کے ذکر کا حکم (۲) "عبد اللہ ہمارا بندہ" نسبت تمام مفاخر سے بالاتر۔ (۳) "ذوالا ید" یعنی اداسے واجبات اور

اجتناب محظورات میں قوت کامل رکھنے والا (۴) اذاب یعنی خدا کی طرف زیادہ رجوع کرنے والا۔
(۵) تسخیر جبال (۶) تسخیر حیوانات (۷) استحکام ملک (۸) عطاے حکمت و فضل خطاب۔ اور قصہ
کی انتہا میں (۱) حسن مآب (۲) عطاے خلافت کا مذکور ہے۔

ان تمام صفات پر غور کرنے سے قصہ محض لغو اور باطل ثابت ہوتا ہے۔ حضرت یحییٰ بن ابراہیم
حضرت علی مرتضیٰؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تم سے حضرت داؤد کا قصہ
اس طور پر بیان کرے جسطرح قصہ گویا کرتے ہیں تو میں اُسکو ایک سو ساٹھ درے مار دوں گا یہ حد ہے
انبیاء پر بہتان لگانے کی۔

بائیں ہمہ اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس قصہ کو بہت سے محدثین اور مفسرین نے نقل کیا ہے تو
اسکا جواب یہ ہے کہ جبکہ دلائل قطعیہ اور خبر واحدین تعارض ہوتا ہو تو دلائل قطعیہ کی طرف رجوع
کرنا واجب ہے اور محققین کے نزدیک ایسی خبر مردود اور باطل ہے۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ آپ مرکب کبیرہ نہیں ہوئے ہاں صغیرہ کی صورت پیدا ہو گئی وہ
اس طرح کہ عورت کی صورت لگنی اور یا سے ہوئی تھی آپ نے باوجود کثرت ازدواج کے اپنی ایک
دینی بھائی کی نیکی سے شادی کر لی۔ یہ صورت اگرچہ جائز ہے لیکن خلافت شان انبیاء ہے
حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُفْرَاقِ (نیکوں کی نیکیاں بھی مقرب بندوں کی برائیاں ہیں)
حضرت داؤد پر اس صورت میں ترک اولیٰ کا الزام آتا ہے۔

تیسرا فریق کہتا ہے کہ صغیرہ یا کبیرہ کا کیا ذکر اس قصہ سے تو حضرت داؤدؑ کی طرح و شہ
ثابت ہوئی ہے اس طرح کہ حضرت داؤد کے چند دشمن اُس روز جب کہ آپ محراب میں خاص
عبادت کے لیے تشریف فرما تھے اور محافظ اور دربان اُسکو آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے دیوید
پہنچا نہ کر گھس آئے لیکن جب محافظین کو دیکھا تو درے اوذبات بنا کر وہابیوں کا قصہ لہرایا
لیکن حضرت داؤد کا فاسد ارادہ سمجھ گئے اور چاہا کہ اُن سے انتقام لین لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ
یہ میرے علم اور غلو کا امتحان تھا اس لیے اپنے توبہ کی۔ انتہی کلام۔ (دیکھو جلد ہفتم صفحہ ۱۸۴-۱۸۵)

واقعہ کی اصلیت

قصہ اور یا جب غلط ٹھہرا تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اصل واقعہ کیا تھا جس کا کلام مجید میں ذکر ہے۔ ہمارے مفسرین نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ امام رازی نے اگرچہ فرق سوم کی طرف سے ایک عمدہ توجیہ پیش کی لیکن کوئی ثبوت نہیں دیا۔

سورہ ص کے قصہ کی اصلیت بطورے حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھ پر منکشف کی ہے۔ یہ ہے حق تعالیٰ نے قصہ کی ابتدا میں اذ کسودوا لحداب کا ایسا بلیغ فقرہ ارشاد فرمایا ہے جو فی الواقع ایک کلیہ ہے جس سے قصہ کا قفل یکا یک کھل جاتا ہے۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد قاضیوں کے آخر عمر یعنی حضرت صموئیل کے زمانہ تک قبائل کے شیوخ اپنے اپنے خیون میں یا کھلے مقامات میں گھنے درختوں کے نیچے لوگوں کے باہمی جھگڑے اور مقدمات فیصلہ کرتے تھے یہ حضرت داؤد متفقہ اسباط بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ اور پیغمبر صاحب کتاب ہیں جنھوں نے اس طریقے کی اصلاح کی۔ آپ نے ۴۰ برس تک حکومت کی یہ اور ہمیشہ بنفس نفیس رفع خصومات فرماتے رہے یہ آپ نے اپنی دار الخلافۃ اور شلم میں شاہانہ ترک و احتشام کی بنیاد ڈالی۔ شہر پناہ کی دیوار کھجوائی اور حاجب اور دربان مقرر کیے بنی اسرائیل اس قسم کی عزت سے اب تک آشنائے تھے خاص کر دیہات میں مولشی چرانے والے ابنائے بادیه بالکل سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انھیں مولشی چرانے والوں میں سے دو شخص آپ کے پاس رفع خصومت کے واسطے آئے یہاں دیکھا کہ حاجب اور دربان پاسبانی کر رہے ہیں مگر وہ آزاد ابنائے بادیه جو سوار قبیلہ کے خیون اور درختوں کے سایہ کے نیچے مقدمات فیصلہ ہوتے دیکھتے تھے وہ حاجب و دربان کو کیا سمجھتے بے تکلفانہ دیوار بھانڈ کر حضرت داؤد کے حصون میں کھڑے ہو گئے حضرت داؤد کو چونکہ اپنے عہد خلافت میں اہل فلسطین اور دیگر قبائل کفار سے ایک نہ ایک

۱۔ دیکھ کتاب خروج ۲۱/۱۱ کتاب دعوت ۴ کتاب ملوک اول ۱۱/۱۱ ۲۔ تاریخ الایام اول ۲۹
۳۔ تاریخ الایام اول ۱۲/۱۲ ۴۔ تاریخ الایام اول ۱۱/۱۱ ۵۔ تاریخ الایام اول ۲۹

مقابلہ پیش رہتا تھا اس لیے آپ کو خیال گذر کہ یہ شخص دشمن ہیں لیکن انھوں نے فوراً آپ کو اطمینان دلایا پھر مٹی نے اپنی ایک دُوبی کا قضا در معا علیہ کا باوجود ۹۹۹ دنیوں کے مالک ہونے کے اُس ایک دُوبی کو سخت کلامی کے ساتھ پھینکے کی کوشش کا ذکر کیا۔ درعا علیہ نے اسکی تردید نہ کی جس سے معلوم ہوا کہ اُسکو جرم کا اقرار تھا اس لیے حضرت داؤد نے اُسکی اس حرص اور ذہنی کوتاہی سے تعبیر کیا اور پھر یہ کلمہ ارشاد فرمایا وَلَئِنْ كُنْتُمْ اٰمِنًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْكُمْ لَيُخَذَّ مِنْكُمْ مِثْلُ مَا بَيْنَ يَدَيْكُمْ عَلٰى بَعْضِ الْاٰتِیٰتِ اَمْسُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ اِسْرَافُوْنَ اس طور سے ضمناً درعا علیہ کو عمل نیک کی تعلیم بھی دیدی۔ لیکن جبوقت آپ فیصلہ سنا رہے تھے معاً آپ کو اپنی ابتدائی حالت یاد آگئی کہ کس طرح حق تعالیٰ نے ایک معمولی چرواہے کی حیثیت سے آپ کو خلافت کے اعلیٰ عہدہ پر فائز فرمایا تاکہ خلق خدا کی صلاح و فلاح میں مشغول رہیں پھر جبوقت خاص صیغہ کا دربان و صاحب کی روک ٹوک کے باعث دیوار پھاندا کر حاضر ہونے کا تصور بندھا آپ احکم الحاکمین کی ہیبت جلال سے مرعوب ہو گئے اور سمجھے کہ یہ قضیہ توجہ الی اللہ کے لیے تازیانہ ہے اور اس لیے خضوع و خشوع کے ساتھ سجدے میں گر بیٹھے فَاَسْتَغْفِرُ رَبِّیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِ حق تعالیٰ نے آپ کی انابت اور رجوع کو قبول فرما کر آپ کو مقام ہیبت سے مقام قرب کی طرف ترقی دی پھر لذت ہمکلامی سے مشرف فرما کر بطور خطاب نہ بطریق عتاب خلاف حقہ اور اُسکے نازک اور اہم ذمہ داریوں کی یاد دلائی یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ الایہ

حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کے قلوب آئینہ انوار ہوتے ہیں۔ آئینہ جسطرح منہ کی بھابھ سے وضو لہو جاتا ہے لیکن جہاں کسی چیز سے اُسکو رگڑ دیا پھر اور چمک اُٹھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء کے قلوب مطہر عالم رنگ و بو کے اثر سے کبھی مکدر ہو جاتے ہیں لیکن معاشیت الہی کی تیز روشنی اپنا عکس ڈالتی ہے جس سے اُن کی فطرت کا نورانی جرم اور چمک اُٹھتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے لَا یَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّةً۔ بیشک میں اپنے پروردگار سے

ہر روز دن میں ستر مرتبہ مغفرت کرتا ہوں۔ آن حضرت صلعم الرحمہ اصطفا کے مقام اعلیٰ پر فائز تھے لیکن پھر بھی دن میں ستر مرتبہ استغفار فرماتے تھے یغیحان اللہ انبیاء کے قلوب کی کیفیت ہے!۔

مشال دوم

حضرت سلیمانؑ اوقیہ بت پرستی

کتاب ملوک اول ص ۱۱۷ میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کی بیگمات نے جو بیگانہ قوم سے یقین آپ کے دل کو بوڑھا ہے میں بتوں کی طرف پھیر دیا۔ آپ نے بیت المقدس کے مقابلہ میں مندر بنوائے اور بتوں کی پوجا کرنے لگے۔

حضرت سلیمان کے حالات عہد عتیق کی دو کتابوں میں مندرج ہیں۔ کتاب ملوک اور کتاب تاریخ الایام۔ لیکن یہ کتابیں کہاں تک قابل وثوق ہیں اسکی تشریح زمانہ حال کے مشہور علمائے سخی کی زبان سے سنو۔

اسکندر یونیورسٹی کی طرف سے جو مشہور کتاب پبلشڈ ڈوی انٹرنیٹ آف بائبل، حال میں شائع ہوئی ہے اس میں ان کتابوں پر جہان تنقید کی ہے یہ عبارت لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے!۔

کتاب ملوک۔ اس کتاب کا مولف کون تھا اسکا فیصلہ نہیں ہو سکتا لیکن جس نے اسکو ترتیب دیا ہے اُسے تین ماخذوں کا حوالہ دیا ہے،

۱۔ حضرت غوث الاعظم نے اس حدیث شریف کی خوب توجیہ کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ آن حضرت صلعم منازل قرب میں ہیضہ ایک پایہ سے دوسرے پایہ پر برابر چڑھتے جاتے تھے اسلئے جب بلند پایہ پہنچتے تھے تو پہلا پایہ استغفار پر نظر ہوتا تھا کہ اس سے استغفار فرماتے تھے (دیکھو فوج العیب مظاہر مقام مغفرت)

تورات کی کتاب ملوک اور تاریخ الایام پر تبصرہ

کتاب اعمال سلیمان (دیکھو ملوک اللہ) تاریخ الایام ملوک یہودیہ (دیکھو ملوک ۱۴۴) جسکا حوالہ پندرہ مقامات میں پایا جاتا ہے۔ تاریخ الایام ملوک (سر ایل (دیکھو ملوک ۱۴۴) حوالہ سترہ مقامات میں۔ لیکن یہ تمام تحریرات سب ضائع ہو گئیں ہاں انکا انتخاب جو اس نیت سے کیا گیا کہ خدا کے معاملات اُسکے بندگان کے سامنے کیونکر ہوتے ہیں موجود ہے۔ متن کتاب میں اس کثرت سے کلدانیت (یعنی کلدانی زبان کے مخصوص محاورات وغیرہ) کا استعمال ہوا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب زمانہ مابعد کی لکھی ہوئی ہے۔

”کتاب تاریخ الایام۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مولف نے سیرت سلیمان (ان کتابوں سے جمع کی کتاب نانان کا بن۔ اٹھا شلونی کی پیشین گوئی۔ مکاشفات بعدد کاہن (دیکھو تاریخ الایام ۱۴۹) اس کتاب سے چند واقعات خارج ہیں (۱) شمالی سلطنت کے قریب تمام واقعات (۲) جنوبی سلطنت میں حضرت داؤد کے معاصی مثلاً قصہ اوریا انسان اسلم۔ شیبہ۔ ہودینا کے واقعات (۳) سلیمان کا فیصلہ انتظام اور مصیبت (۴) واقعات متعلق حدود اور زمین“

کچھ شک نہیں کہ یہ کتابین قید بابل کے بعد لکھی گئیں یعنی تھینا پانسو برس بعد حضرت سلیمان کے توفیقاً اور اُسکے بعد اور جب قدر عرصہ ہوا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف قسم کی تحریریں یادداشتوں اور دور ناچون سے جواب سب کے سب مفقود ہیں یہ کتابین مرتب ہوئیں۔ یہ امر قابل غور ہے کہ کتاب تاریخ الایام میں واقعہ بت پرستی کا مطلق ذکر نہیں کتاب ملوک میں جو یہ قصہ مذکور ہے اُسکا آخذ شمالی سلطنت اسرائیل کے روایات ہیں۔ شمالی سلطنت کا بانی پر دبعام ہے یہ شخص ہے جسے حضرت سلیمان نے سبط یوسف پر عامل مقرر کیا تھا لیکن

اس نے اچھا کام کیا کی سازش سے درپردہ فساد کرنا چاہا حضرت سلیمانؑ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے یروبعام کو قتل کرنا چاہا لیکن وہ مصر بھاگ گیا اور حضرت سلیمانؑ کی وفات تک وہیں رہا۔ جب حضرت سلیمانؑ کا بیٹا تخت نشین ہوا تو یروبعام بھروسہ آیا اور بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے دس اسباط بنی اسرائیل پر حاکم بن بیٹھا اور بیت المقدس کے مقابلہ میں دو بتخانہ دان اور بیت ایل میں بنوائے جہاں سونے کے بچھڑوں کی علانیہ پرستش کرنے لگا اور اُس کے ساتھ بنی اسرائیل بھی بت پرست ہو گئے۔ یہ کچھ شک نہیں کہ ایسے مرتد اور باغی نے جس نے حضرت سلیمانؑ کے عہد میں فساد کرنا چاہا اور اُس کے رفیق اچھا کام کیا جس نے درپردہ حضرت سلیمانؑ پر الزام بھی لگایا تھا اب علانیہ اپنی بت پرستی کو فروغ دینے کے لیے حضرت سلیمانؑ پر بھی بت پرستی کا الزام لگادیا اور اُس کے متبعین نے اُسکی تصدیق کر کے اپنی نوشتوں میں لکھ لیا جن سے کتاب ملوک کی یہ روایت منقول ہے

اب دیکھو کہ کلام مجید میں اس واقعہ کے متعلق کیا لکھا ہے۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلُوكٍ	اور پیروی کی اس علم کی جو سلیمانؑ کی سلطنت کا نام عید کی تہوار
سُكُوتًا وَمَا كَفَرًا سَكِيمًا وَلَكِنَّ	میں شیاطین پڑھتے تھے اور سلیمانؑ نے کفر نہیں
الشَّيَاطِينُ كَفَرُوا (بقرہ)	کیا لیکن شیاطین نے کفر کیا

شیاطین سے مراد یروبعام اچھا کام کیا اور اُس کے متبعین ہیں جنہوں نے ملک سلیمانؑ میں سازش کر کے ایک بعد علانیہ بت پرستی کی اور رسومِ جدیدہ اور عقائدِ باطلہ کی جن سے یہاں بھر مراد ہے تعلیم دی تھی اسرائیل نے حق و باطل میں کچھ تمیز نہ کی اور ایک اولوالعزم پیغمبر پر تحقیر حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے حکمت اور خلافت عطا فرمائی تھی ایسا ناپاک الزام لگادیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اچار اور ریتین نے زمانہ مابعد میں اس واقعہ پر ایسے ایسے حاشیہ چڑھائے کہ سیرت سلیمانؑ کو ”فساد عجائب“ کی داستان بنا دیا۔

سالمو کا قصہ
سلیمان اور
شاہ دیوان

تاملود میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا۔ اسکی تاثیر سے انسان حیوان چرند پرند سب ہی آپکے سحر سے تھے۔ آپ کی سلطنت جو بوقت خوب تحکم ہو گئی تو آپ کو اپنی طاقت اور قدرت پر غرور ہو گیا۔ یہ بات خداوند ہیوہ کو ناگوار گزری جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دیون کا بادشاہ اہمو دیس چالاک سے آپ کی انگوٹھی چرا لگیا اور فوراً آپ کا ہتھکڑی بن کر تخت پر بیٹھ گیا۔ سلیمان اپنی جان بچا کر بھاگے اور فقیروں کا بھیس بدل کر اور اپنا نام قہمت رکھ کر یہ صدالگانے لگے ”لوگو! دیکھو قہمت پہلے ایک زبردست بادشاہ تھا جسکا نام سلیمان شاہ اور شہنشاہ تھا لیکن آج وہی کاسہ گدائی لیے پھر رہا ہے“

آخر شاہ امون کے ملک میں پہونچ کر آپ نے شاہی بادچی خانہ میں نوکری کر لی اتفاقاً بادشاہ کی بیٹی آپ پر عاشق ہو گئی بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اسنے دونوں کو جنگل میں نکال دیا لیکن ایک ماہی گیر ایک مچھلی لیے ہوئے ادھر سے گذرنا ہوا نے مچھلی خرید لی اور جو بوقت اسکا پیٹ چاک کیا تو وہی انگوٹھی جو اہمو دیس کی انگوٹھی سے نکلا دیا میں گر پڑی تھی نکل پڑی قہمت (سلیمان) نے انگوٹھی پہچان کر فوراً اٹھائی اور طرفہ العین میں بیت المقدس پہونچ کر شاہ دیوان کو قتل کر کے بدستور حکومت کرنے لگے یہ

۱۵۔ اس کلاب و انترا کو ہمارے یہاں بعض مفسرین نے بھی دہب ابن منہ کی روایت سے نقل کر دیا ہے پھر دہبین اور شعرا نے ایسی رنگ آمیزیاں کیں کہ یہ جھوٹا قصہ عام طور سے مقبول ہو گیا مگر محققین علم اسلام نے ایسی اکاذیب باطلہ کی خوب قلعی کھول دی ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل لسانی میں لکھا ہے :-

بعض مفسرین نے
اکاذیب باطلہ کو
قل کیا ہے قلعی
کھول دی

ماہر دی من حدیث الخاتم والشیطان
و عبادة الوثن فی بیت سلیمان فص
ابا طیل الیہود -
اگوشی اور شیطان اور سلیمان کے گھر میں بت
بوجے جانے کی روایت یہود کے باطل قصوں
میں سے ہے۔

علامہ جبار اللہ زنجیری اپنی تفسیر میں مجسہ کی الفاظ لکھتے ہیں - امام رازی البیہن فی صول الدین
کے مسئلہ ۲۲ میں اس قصہ کی نسبت لکھتے ہیں :-

فاما الحکایة الجندیة التي یرونها للعشویہ
فکتاب الله مبرا عنها
جن کی حکایت جو عامہ نامس نے روایت کی ہے
سو کتاب اللہ اس سے بری ہے

مروجہ عقیدت کے مجموعہ میں ایک اکلینڈریٹس (کتاب الوعظ) بھی شامل ہے جسکی ابتداء یوں ہوتی ہے "ملفوظات قلمت (وعظ) ابن داؤد شاہ اور شلم"۔ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت سلیمان نے اپنے انزعاع سلطنت کے زمانہ میں لکھی تھی لیکن یہ محض جھوٹ ہے۔ زمانہ حال کے انصاف پسند علماء نصاریٰ اس بات کے قائل ہیں کہ اس کتاب میں اسٹوئک (پیردان حکیم زینو) کے خیالات ادا کیے گئے ہیں اور طرز زبان اور زبان عبرانی سے ہر حال دور ہیں۔ اس لیے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتاب حضرت سلیمان کی لکھی ہوئی ہرگز نہیں۔ قدیم زمانہ میں تو تھرنے نہایت سختی سے اس کتاب پر نکتہ چینی کی تھی اور ثابت کیا تھا کہ یہ کتاب حضرت سلیمان کی لکھی ہوئی ہرگز نہیں ہے۔ سچ ہے وَاللّٰهُمَّ مَا شَتَّوْا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَّ سُلَيْمَانَ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينُ كَفَرُوا وَابْعَدُوا النَّاسَ لِلْعَقْرِ۔

مشال سوم

(حضرت ہارون اور گوسالہ سامری)

کتاب خروج باب ۳۲ آیات اول لغایہ ۳۵ میں لکھا ہے :-
 "جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ پہاڑ سے اترنے میں دیر کرتا ہے تو وہ ہارون کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اٹھ جاوے لیے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلیں کیونکہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں ملک مصر سے نکال لایا ہم نہیں جانتے کہ اُسے کیا ہوا۔ ہارون نے کہا کہ سونے کے زیور جو تمہارے بیویوں بیٹیوں اور بیٹیوں کے کانون میں ہیں اتار اُتار کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہر لوگ زیور دن کو جو ان کے پاس تھے اتار اُتار کے ہارون کے پاس لائے۔ اُس نے ان کے ہاتھوں سے لیا اور ایک بچڑا اُجال کر اسکی صورت نکالی

کے اوزار سے درست کی۔ انھوں نے کہا کہ اسے بنی اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں ملک مصر سے نکال لایا۔ جب ہارون نے یہ دیکھا تو اُس کے آگے ایک قربانگاہ بنائی۔ ہارون نے یہ کہہ کے منادی کی کہ کل خداوند کے لیے عید ہے وہ صبح کو اُسٹھے سوختنی قربانیاں چڑھائیں سلامتی کی قربانیاں گذرانیں لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اُسٹھے۔ تب خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ اتر جا کیونکہ میرے لوگ جھین تو مصر کے ملک سے پھڑلا یا خراب ہو گئے ہیں وہ اُس راہ سے جو میں نے انھیں فرمائی جلد پھر گئے ہیں۔ انھوں نے اپنے لیے ڈھلا ہوا پتھر بنایا اُسے پوجا اور اس کے لیے قربانی ذبح کر کے کہا اُسے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ ایک گردن کش قوم ہے اب تو مجھ کو چھوڑ کہ میرا غضب اُن پر بھڑکے اور میں اُن کو بھسم کر دوں میں تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ موسیٰ نے اپنے خداوند خدا کے آگے منت کر کے کہا کہ اے خداوند کیونکر غضب اپنے لوگوں پر جھین تو شہزوری اور زبردستی کے ساتھ ملک مصر سے نکال لایا پھر نکلتا ہے.....؟ تب خداوند اُس بدی سے جو اُس نے سوچا تھا کہ اپنے لوگوں سے کوسے پھینک دیا موسیٰ پھر کرباڑ سے اتر گیا۔ شہادت کی دونوں وحین اُس کے ہاتھ میں تھیں وہ لوحین دو طرفہ لکھی ہوئی تھیں..... جب یوشع نے لوگوں کی آواز جو پکار رہے تھے مسمیٰ تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ میں لڑائی کی آواز ہے موسیٰ بولا یہ تو نہ فتح کے شور کی آواز نہ شکست کے شور کی آواز ہے بلکہ گانے کی آواز میں سنتا ہوں جب وہ لشکر گاہ کے پاس آیا اور پھر اور نایج لاگ دیکھا تب موسیٰ کا غضب بھڑکا اُس نے لوحین اپنے ہاتھوں سے چھینک دیں پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالیں۔ اُس بچپڑے کو جسے انھوں نے بنایا تھا اسکو آگ سے جلا دیا۔

خاک سا بنایا اور اُس کو پانی پر چھڑک کر بنی اسرائیل کو پلایا۔ موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ ان لوگوں نے مجھ سے کیا کیا کہ تو ان پر ایسا بڑا گناہ لایا یہ ہارون نے کہا کہ تیرے خداوند کا غضب نہ بھڑکے تو اس قوم کو جانتا ہے کہ بدی کی طر مائل ہے سو انھوں نے مجھے کہا کہ ہمارے لیے ایک معبود بنا جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسیٰ جو مین ملک مصر سے چھڑ لایا ہم نہیں جانتے کہ اُسے کیا ہوا۔ تب میں نے انھیں کہا کہ جسکے پاس سونا ہوتا رلائے انھوں نے مجھے دیا اور میں نے اُسے آگ میں ڈالا سو یہ چھڑ اٹکلا جب موسیٰ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بے قید ہو گئے کہ ہارون نے انھیں ان کے مخالفوں کے روبراہ کی رسوائی کے لیے بے قید کر دیا تھا تب موسیٰ شکر گاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور کہا کہ جو خداوند کی طرف ہوئے وہ میرے پاس آئے تب سب بنی لادی اسکے پاس جمع ہوئے اُس نے انھیں کہا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر مرد اپنی لکڑی پر تلوار باندھے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام شکر گاہ میں گزرتے پھرو۔ ہر مرد تم میں سے اپنے بھائی کو اور ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک شخص اپنے عزیز قریب کو قتل کرے بنی لادی نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا چنانچہ اُس دن لوگوں میں سے قریب تین ہزار مرد کے مارے پڑے۔

حضرت ہارون کو خدا نے تقدس کا لباس پہنا یا تھا حضرت موسیٰ کے ساتھ شریک نبوت کیا تھا۔ روحانی نعمتیں عطا کی تھیں نسل بعد نسل انھیں کے خاندان میں تقدس کو قائم رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ ایسا مقدس بزرگ اور پھر گوسالہ کا بنانے والا اور بنی اسرائیل کو جن پر وہ پیشوا مقرر ہوا تھا گمراہ کرنے والا کیا واقعی خداوند یہاں ویسے ہی ان خاص کو خلعت نبوت عطا فرماتا ہے

اور کیا اسکا ہی انصاف ہے کہ بچا رہے عامیوں کو اتنی سخت سزا دی جائے کہ بھائی بھائی کو اور باپ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے لیکن بانی فساد یعنی گوسالہ بنانے والا صاف بچ جائے اور نہ اسکا بھائی موسیٰ اسپر ہاتھ اٹھائے اور نہ غضبناک یہووا اسکا کچھ بگاڑے۔ کیا دنیا توریت کی اس روایت کو بے چون و چرا تسلیم کر لے یا پھر ہم اس قصہ کو ان اجبار کی جھینم مٹاؤں لِّلْكَاتِبِ اَلْكَاتِبِ لِّلْكَاتِبِ کا لقب ملا جو طبع آزمائیوں کا نتیجہ سمجھیں۔

تبصرہ توریت
کی ابتدائی
پانچ کتابوں پر

حقیقت یہ ہے کہ توریت کی ابتدائی پانچ کتابیں جو اہل کتاب میں نہیں موسیٰ کے نام سے مشہور ہیں کسی ایک شخص کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ ان کا ماخذ و مختلف تحریرات ہیں جنپر اگر غور کیا جائے تو انہیں باہمی تخالف اور تباہی صاف نظر آتا ہے مثلاً کتاب پیدائش ۱۲ میں لکھا ہے کہ ابراہیم نے اُس مقام کا نام جہان اُسے اپنے بیٹے اسحق کی قربانی کرنا چاہی تھی ”یہووا میری“ رکھا لیکن خروج ۱۲ میں خدا لکھتا ہے کہ ابراہیم اسحق اور یعقوب مجھے اشدرائی کے نام سے جانتے تھے اور یہووا کے نام سے واقف نہ تھے۔ یہی طرح کتاب ہمتنا ریا توریت ۱۲ میں لکھا ہے کہ خداوند نے شہادت کی دو لوہوں پر احکام لکھ دیے اور اس سے زائد نہیں منسرایا لیکن خروج ۲۴ میں لکھا ہے کہ نہیں اور احکام بھی بڑھائے تھے۔ حضرت ابراہیم اور سارہ کا واقعہ پیدائش کے باب ۲۰ میں جسطور سے مذکور ہے ویسا ہی باب ۱ میں حضرت اسحق اور آپ کی بیوی ربتہ کی طرف منسوب ہے۔ باب اول پیدائش میں پہلے جانور پیدا ہوئے پھر انسان لیکن دوسرے باب میں پہلے انسان پیدا ہوتا ہے پھر حووان۔ غرض کہ ایسے بکثرت اختلافات موجود ہیں اس بناء پر زمانہ محال کے علماء یورپ کی بدولے ہے کہ غمیں موسیٰ کے تین جدا گانہ اخذ ہیں۔

اول انتخاب دو نوشتوں کا جو اصطلاح میں ”بے“ اور ”ای“ کے نام سے مشہور ہیں کتاب پیدائش باب اول کل اور دوم کے آیات ۱ لغایت ۳ میں ۵ مقام پر خدا کے نام کے واسطے آبراہیم کا استعمال ہوا ہے اور کسی جگہ بھی یہووا

نہیں کہا برعکس اس کے اُسی کتاب پیدائش کے باب ۱۹ جگہ ہوا استعمال
ہوا ہے اور آکوہیم کا مطلق استعمال نہیں ہوا اسوجہ سے مبصرین کہتے ہیں کہ یہ دو
مختلف نوشتے تھے الوہیمی (جس کا مخفف «ای») اور یہوی (جس کا مخفف «ج»)
جن سے مروجہ کتاب پیدائش کے مضامین منتخب ہوئے۔

دوم کتاب استثنا یا تورات ثنی۔ کہتے ہیں کہ ۶۲۱ برس قبل مسیح بیت المقدس
کے پیشرو کاہنان حلقیا نے شاہ یہود یوشیا کے عہد میں ایک کتاب پیش کی جو
اُسے ہیکل میں مدفون پائی اور یہ شہور ہو گیا کہ یہی اصل توریت ہے مروجہ عہد عتیق
کی کتاب استثنا کا ماخذ وہی ہے۔

سوم ضابطہ کاہنان جسکی نسبت مشہور ہے کہ اسیری بابل کے بعد عزرا اور نحمیاہ نے
مرتب کیا۔ موجودہ کتاب اعداد اور آجاسی سے ماخوذ ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ
موسیٰ کی پانچون کتابوں میں انھیں ضوابط کے قالب میں ڈھالی گئی ہیں اس
دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ کتاب خروج ۳۱ اور استثنا ۳۱ میں خداوند حکم
دیتا ہے کہ بیگانہ عورتوں سے ہرگز شادی نہ کرنا ورنہ وہ بت پرستی کی طرف مائل
کرونگی لیکن خود حضرت موسیٰ نے بیگانہ قوم میں شادی کی (دیکھو کتاب اعداد ۱۶)
اور جب حضرت ہارون اور مریم آپ کی بہن نے بدگوئی کی تو خداوند نے خفا
ہو کر مریم کو مبرص کر دیا لیکن آخر حضرت موسیٰ کی سفارش سے یرمض دفع
ہوا۔ (دیکھو اعداد ۱۵) اسی طرح رعوٹ جس کے نام پر عہد عتیق
میں ایک کتاب معنون کی گئی ہے قوم ہواب سے تھی اس کی شادی بعاہ
سے ہوئی اور اُسی کی نسل سے حضرت داؤد پیدا ہوئے اور پھر عورت بابا انلیتا
خود حضرت داؤد نے متعدد بیگانہ عورتوں سے شادی کی (دیکھو اول تاریخ ۱۵)

ان کھلی ہوئی شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ کتاب خروج اور استثناء کا قانون مندرجہ ان پیغمبروں کے بہت عرصہ بعد کا ہونے کی قید بابل سے آزاد ہو کر مرتب کیا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ قید بابل کے بعد سے شریعت موسوی بالکل منع ہو گئی اور دین یہود وہ دین نہ رہا جس پر انبیاء کرام عمل فرماتے تھے اس نکتہ کی طرف حق تعالیٰ نے کلام مجید میں یوں اشارہ فرمایا ہے اِنَّ تَقْوٰتِیْ اِنَّ اَبْنٰہِیْمَ وَاَسْمَعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَاَلَا مَسْبَاکًا تَوَاہُوْۤا وَاَوْۤا نَصْرَہِیْ قُلْ اَاَنْتُمْ اَعْلَمُوْا اِمَّا اللّٰہُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَہَادَۃً عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ اللّٰہِ وَمَا لِلّٰہِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکے پوتے یہودی تھے یا عیسائی۔ کہہ کر کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور کون زیادہ ظالم ہے اُس شخص سے جو چھپاؤ گواہی کو جو اسکے پاس ہے اللہ سے اور اللہ پیغمبر نہیں ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔ (سورہ بقرہ)

الغرض جب تورات کی ابتدائی پانچوں کتابوں کی یہ حالت ہے تو کسی واقعہ کے متعلق جو انہیں مذکور ہو غلط فہمی یا تخیل یا تدلیس کی بہت کچھ گنجائش ہے مگر احبار نے تورات کی روایت اور کتابت کے وقت اسکا کچھ لحاظ نہ کیا اور یہود اور نصاریٰ نے آنکھ بند کر کے انکی تقلید کی اور صدیوں تک خداوند ہواہ کے برگزیدہ رسول حضرت ہارون کو بچھاڑا ہونے والا اور بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے والا سمجھتے رہے یہاں تک کہ کلام مجید نے آخر حقیقت سے پردہ اٹھا دیا ارشاد ہوتا ہے

کلام مجید کی شہادت

پھر موسیٰ اپنی قوم کے پاس غصے میں بھرا بچھتا ہوا آیا۔ کہا اے قوم تم کو تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ دیا تھا کیا تم پر مت ہو گئی یا تم نے چاہا کہ تمہارے رب کا غضب تم پر اترے۔ اس سے تم نے میرا وعدہ خلاف کیا۔

فَرَجَعَ مُوسٰی اِلٰی قَوْمِہٖ غَضَبًا اَسْفَاہًا قَالَ یٰۤاَقْوَمُ اَلَمْ یُعِدْکُمْ رَبُّکُمْ وَعَدًا حَسَنًا اَقَطَّلَ عَلَیْکُمُ الْعَصٰی اَمَّا اَرَدْتُ اَنْ یَّجْعَلَ عَلَیْکُمْ غَضَبًا فَاَنْتُمْ تَخْلَعُوْنَ

کہنے لگے مجھے اپنے اختیار سے تیرا وعدہ خلاف نہیں کیا
لیکن ہم کو کہا تھا کہ اُس قوم کا گناہ اٹھالین پھر مجھے
وہ پھینک دیے پھر سامری نے یہ نقشہ ڈالا پھر اُسکے
لیے ایک بچہ بنا نکالا ایک دھڑ جبین گائے کا ایسا چلاتا
پھر کہنے لگے یہ رب تھا را اور موسیٰ کا رب ہے سو وہ
بھول گیا۔ بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کو کسی بات
کا جواب نہیں دیتا اور نہ اختیار رکھتا ہے اُن کی
برے کا نہ بچلے گا۔ اور ان سے ہارون نے کہا تھا پہلے
سے اسے قوم اور کچھ نہیں تم کو بہکا دیا ہے اسپر اور تھا را
رب رحمن ہے سو میری راہ چلو اور میری بات مانو۔
بوسے ہم اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جیتک ہمارے پاس
موسیٰ پھر آوے موسیٰ نے کہا اے ہارون تجھ کو کیا لگاؤ
تھا جب تو نے دیکھا کہ وہ بہکے۔ تو میرے پیچھے (کیون)
نہ آیا کیا تو نے میرا حکم رد کیا۔ وہ بولا اے میرے جان چلے
میرا سراور دار میں نہ پکڑ میں ڈرا کہ تو کہے گا کہ تو نے
پھوٹ ڈال دی بنی اسرائیل میں اور میری بات
یا و نہ رکھی۔ موسیٰ نے کہا اے سامری اب تیری کیا حقیقت
ہے سامری نے کہا میں نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا
بھری میں نے ایک مٹھی رسول کے پانوں کے نیچے
سے پھونپنے دی ڈال دی اور پھلو میرے جی سے یہی صحت
سو جی موسیٰ نے کہا چل تجھ کو زندگی میں اتنا ہے

قَالُوا مَا اخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلَكِنَا وَ
لَكِنَّا خَمِينَا اذْهَبْ اِرَاقِيَّتْ زَيْنَتِ الْقَوْمِ
فَقَدْ قَتَلْنَا مَا فَكَدَ لَكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ
فَاَخْرَجَ لَهُمْ عَجَلًا جَسَدًا لَهُ خَوَاسِرُ
فَقَالُوا هَذَا اِلَهُنَا وَ اِلَهُ مُوسَى
فَنَسِيَ اَنَّهُ لَا يَذْوَنَ اَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ
قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا
وَلَقَدْ قَاتَلَ لَهُمْ هَارُونَ مِنْ قَبْلُ
يَقُولُ مِرَاحِمًا فَيَنْتَحِرِبُ اِنْ رَبُّكُمْ
الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَاَطِيعُوا اَمْرِي قَالُوا
لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَكِفَاتٍ حَتَّى يَرْجِعَ
اِلَيْنَا مُوسَى قَالَ لَهُمْ ذُنُوبَكُمْ
اِذْ لَا يَشْكُرُكُمْ اَلَا تَتَذَكَّرُ الْعَصْبِيَّتِ
اَمْرِي. قَالَ يَا بَنُو قُرَاطَةَ اَحَدٌ
بِالْحَبِيَّتِي وَلَا يَسْمَاعِي اِنِّي خَشِيتُ
اَنْ تَهْوَلَ فَرَقَمْتُ بَيْنَ بَنِي إِسْرَآئِيلَ
وَكَمْ تَرَقَّبَ قَوْلِي قَالَ فَمَا خَطْبُكَ
يَا سَامِرِيُّ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا
بِهِ فَقَبِضْتُ قَبْضَةً مِنْ اَثَرِ الرَّسُولِ
فَتَبَدَّدْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي
قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَٰتِ

کہ کہا کرتے تھے چھوڑو اور تجھ کو ایک وعدہ ہے وہ تجھ سے
خلاف نہ ہوگا اور دیکھ اپنے ٹھا کر جی کو جس پر سارے
دن لگا بیٹھا تھا ہم اس کو جلا دینگے پھر بکھیر دیں گے
دریا میں اڑا کر۔

لَنْ تَقُولَ لَامِئَاتٍ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا
لَنْ تُخْلَفَهُ وَانْظُرْ إِلَى إِلَهِكَ الَّذِي
ظَلَمْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ
فِي الْيَمِّ نَسْفًا (سورہ اہل)

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کے پہاڑ پر سے دھڑکنے
میں دیر ہوئی تو بنی اسرائیل پریشان ہوئے اور مال غنیمت کو دباں سمجھ کر پھینکنا شروع کیا کیونکہ
اس وقت تک چونکہ توریت نازل نہیں ہوئی تھی اسلئے مال غنیمت کو اسلئے بھی کوئی حکم صادر نہیں
ہوا تھا۔ غرض کہ جوقت قوم نے زیورات پھینک دیئے تو ایک شخص نے جو سامری کے لقب سے
یا دیکھا گیا ہے (اُس کی تحقیق آگے آتی ہے) قربانی سوختی کے طور پر یا جیسے ہنود میں ہوم کی
رسم ہے ان سب چیزوں کو آگ میں ڈال دیا جو گھل کر ایک سونے کا ڈالیا گیا تب اُسے
اس کو گڑھ کر ایک بھرے کی صورت بنا دی۔ بنی اسرائیل چونکہ مصریوں کو گائے بیل وغیرہ کی
پوجا کرتے دیکھا کرتے تھے اب خود بھی اسکی پوجا کرنے لگے۔ حضرت ہارون نے جو ایام غنیمت
میں حضرت موسیٰؑ کے جانشین تھے ان کو اس حرکت سے منع کیا لیکن انھوں نے نہ مانا اور
کہنے لگے کہ جب تک موسیٰؑ واپس نہ آئے ہم اسی کی پوجا کریں گے۔ حضرت موسیٰؑ جب لورح لیکر
واپس آئے تو قوم کو اس حال میں دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور انھیں ملامت کرنے لگے
انھوں نے صورت واقعہ بیان کر دی مَّا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ فَكُنَّا خِلْدًا وَلَدِيمًا مَّحْتَلًا اَوْ نَمُوتُ اَوْ
نَكُونُ زِينَةً الْقَوْمِ فَقَدْ تَبَّاهَا كَذَابُ الْقَوْمِ السَّامِرِيُّ الایہ۔ حضرت موسیٰؑ نے
قبل اس کے کہ سامری کو کچھ کہیں الراح کو غصہ میں پھینک کر سب سے پہلے اپنے حقیقی بھائی ہارون کی
ڈاڑھی اور سر کے بال حیت دین کے سچے جوش میں پھینچ کر کہنے لگے کہ کیوں تو نے انکو گمراہی سے

۱۵ بعد کو یہود میں یہ طریقہ جاری ہوا کہ جانداروں کو قتل کر دیتے تھے اور باقی اشیاء کو جلا ڈالتے تھے دیکھو
توریت منشی باب ۳۱ اور یوشع ۶

منع کیون نہ کیا اور میری مرضی کے خلاف کیا؟ حضرت ہارون نے اپنے بھائی کے غصہ کو دھیم کرنے کے خیال سے یوں خطاب کیا "اے میرے مان جائے بھائی! تجھے کون ذلیل کرتا ہے میں نے منع تو کیا لیکن زیادہ سختی اس وجہ سے نہ کی کہ کہیں انہیں تفرقہ نہ پڑ جائے اور پھر تو مجھے الزام دے۔" حضرت موسیٰ نے یہ عذر سن کر اب اصل جانی فساد سامری کی طرف توجہ کی اور اُس سے باز پرس شروع کی۔ اُس نے جواب دیا کہ "مجھے وہ بات سوچھی جو اُن کو نہ سوچھی میں اے رسول موسیٰ پہلے آپ کے نقش قدم پر چلا اور پھر اُس طریق کو چھوڑ دیا۔" میرے نفس نے مجھے ایسا ہی سمجھایا حضرت موسیٰ نے ایسے مُفسد کو اپنی قوم سے الگ ہونے کا حکم دیا پھر اُس بچے کو جلا کر خاک کر ڈالا اور اُسکی راکھ پانی میں بہا دی۔

توریت اور قرآن مجید کے بیان کو مقابلہ کر کے پڑھو پھر دیکھو کہ وہ کلام الہی اپنی پہلی حالت میں محفوظ رہا ہے کس طرح صورت واقعہ کی تصویر کھینچ کر اصل حقیقت کو آئینہ کر دیتا ہے۔ کیون نہیں یہ اجارا اور رہیں کی سنی سنائی رفاہیتیں ہیں

۱۵ یہ ترجمہ قَبَضَتْ قَبَضَتْ مِّنْ آتِهَا لَرَسُولِہَا کا موافق قول ابوسلمہ اصمغانی کے ہے جس کی نسبت امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ قول مفسرین کے اقوال کے مخالف تو ہے لیکن تحقیق کے بہت قریب ہے (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ طبع اسلامبول) لیکن اگر محض عقلی معنی لیے جائیں تو مطلب یہ نکلا کہ جس وقت سامری نے زیورات کا ڈھیر دیکھا تو اس کو یہ سوچھی کہ ایک سونے کا بھڑا بنا دے تاکہ بنی اسرائیل جو گوسالہ پرست مصریوں کی صحبت میں خراب ہو چکے تھے خود بھی پختہ بنیں پھر مکار جادو گردن کی طرح جو "چھو متیر" سے آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں سامری نے مٹی بھر خاک جھوٹ بوتل موسیٰ کے قدم کے نیچے کی کہہ کر پھڑے میں ڈال دی۔ مصری اس قسم کے شعبدے جیسے تھے کا سانپ بنا دیا کرتے تھے اور بنی اسرائیل ایسے ہی تاشون کے عادی تھے ۱۲

۱۶ اعداد ۱۶ میں لکھا ہے کہ موسیٰ نے قواحج۔ داتان اور ابیروم کو جنھوں نے آپ سے بغاوت کی تھی اسباط بنی اسرائیل سے علحدہ کر دیا۔ یہی ستر سامری کو دی گئی جو قرآن مجید میں مذکور ہے ۱۲

جن کو یہود نے مختلف مآخذوں سے جمع کر کے مرتب کر دیا اور اُس کا نام توریت رکھ دیا بلکہ

ان هٰذا القرآن يقص علي بنی اسرائیل اکثر الذی هم فیہ یختلفون وان الہدی ووصیۃ للمؤمنین (سورہ نمل)	بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو بہت سی وہ باتیں بتاتا ہے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور بے شک یہ مومنوں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے۔
----------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

یہود و نصاریٰ کو چاہیے تھا کہ کلام مجید کے اس انکشاف سے فائدہ اٹھا کر حضرت ہارونؑ کو اس غلط اتہام سے بری کرتے اور توریت کی ان آیات کی تصحیح کر لیتے۔ ایسا کرنے سے اجبار کی مشہور ”اٹھارہ تصحیحات“ میں ایک تصحیح کا اور اضافہ ہو جاتا لیکن یہ ایسا اضافہ تھا جس نے حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی کے سر سے یہ الزام اٹھ جاتا۔ بھلا جب کتابہ قاضیان باب ۱۱ میں حضرت موسیٰ کی کسر شان کے لحاظ سے آپ کے پوتے یو تاقن کو جو بت پرست ہو گیا تھا منسم کا پوتا لکھ دیا تو یہاں بھی حضرت ہارونؑ کے عوض کسی دوسرے کا نام لکھ دیتے۔ لیکن چونکہ کلام مجید نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے اس لیے اہل کتاب قائل ہونے کی ذلت کیون گوارا کرنے لگے!

تحقیق سامری سامری کون تھا؟ اسکے متعلق ضرورت ہے کہ ہم یہاں کچھ لکھیں۔

حضرت ہارونؑ اور گوسالہ کا حال کتاب خروج کے باب ۱۱ میں بیان ہوا ہے لیکن اس باب کے مقدمہ ابواب ۲۲ و ۳۱ کو اگر ملا کر پڑھو تو پھر عقدہ آسانی سے حل ہو جاتا ہے باب ۲۴-۲۵ میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر تشریف لے جانے وقت بنی اسرائیل سے فرمایا:-

”اور دیکھو ہارون اور حور تھا رے ساتھ میں تم میں سے جس کسی کو کوئی معاملہ پیش آئے تو ان دونوں کی طرف رجوع کرنا“

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون کے علاوہ ایک اور شخص بھی نیابت میں شریک تھا جس کا نام حور تھا۔ توریت میں اس آیت کے بعد پھر اس شخص کا کچھ حال مذکور نہیں ہوا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باب ۳۲ کے (جس میں قصہ گوسالہ مذکور ہے) شروع کرنے سے پہلے باب ۳۱ میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص ایک اسی حور کا پوتا بصلال اور دوسرا الکیاب جو قبیلہ دان سے تھا ایسے تھے جن کو خداوند نے زرگری اور سنگ تراشی وغیرہ میں یدِ طولیٰ عطا کیا تھا۔

قبیلہ دان (منسوب بہ دان ابن یعقوب) وہ قبیلہ ہے جس نے حضرت موسیٰ کے بعد علانیہ بت پرستی اختیار کی اور آپ کے پوتے یوناٹان کو پوجاری مقرر کیا۔ اس قبیلہ میں گوسالہ پرستی کا رواج اس وقت تک رہا جب تک کہ قبیلہ منشا اور قبائل بنی اسرائیل کے جنھوں نے حضرت سلیمان کے بیٹے کے عہد میں بغاوت کر کے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کر لی تھی گرفتار ہو کر تنیوا میں جلاوطن نہ ہوا (کتاب قاضیان ۲۱) اسی قبیلہ کے شہر دان میں باغی یروبعام نے سونے کے بچھڑے کا مندر بنوایا تھا (اول ملوک ۲۲) پھر اس کے بعد عمری یروبعام کے پوتے نے شہر سماریہ کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ اور گوسالہ پرستی کی بُری رسم جاری رکھی۔ غرض کہ شہر سماریہ آباد ہونے اور سامریہ کے بطور ایک علیحدہ فرقہ کے مشہور ہونے سے سیکڑوں برس پیشتر خود حضرت موسیٰ کے عہد سے سامریہ یعنی گوسالہ پرستی کی بنیاد قائم ہو گئی تھی۔

مذکورہ بالا واقعات کو پیش نظر رکھ کر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون کے رفیق حور یا اسکے پوتے بصلال نے بمعیت الکیاب گوسالہ بنایا ہوگا لیکن چونکہ توریت کی

ابتدائی پانچ کتابیں مختلف اور متضاد نوشتوں سے جمع ہوئی ہیں (جیسا کہ ہم نے اوپر ثابت کیا ہے) اس لیے اصل مفسد کا نام پوشیدہ رہا اور چونکہ منجملہ ۱۱ کے ۱۰ اسباط بنی اسرائیل میں عرصہ دراز تک یہ رسم بد جاری رہی اس لیے گوسالہ کے موجب حضرت ہارونؑ قرار پائے لیکن آخر قرآن مجید نے اس پیغمبر معصوم کو اس تہمت سے بری کیا پھر اصل مفسد کے متعلق بجائے اس کے کہ اُس کے نام سے بحث کی جائے اس قدر پستہ بتا دیا کہ وہ شخص اُس گروہ سے تھا جو بعد کو سامرین کہلائے اور اس لیے اسکو "السامری کے لقب سے یاد کیا۔

اب ہم ان تین مثالوں پر جن سے تحریفیات تورات کی قلعی کھل جاتی ہے اکتفا کرتے ہیں۔ (ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتب عہد عتیق کس قدر مشکوک اور محرف ہیں اور قرآن مجید کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے حقیقت سے آشنا کیا لیکن افسوس! اہل کتاب محض تعصب اور کوتاہ بینی کے باعث حق سے اعراض کرتے ہیں۔

باب دوم

عہد جدید

یہود حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھا کر سمجھتے تھے کہ آپ کے ساتھ آپ کی تعلیمات کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن یہ نہ سمجھے کہ حق وار پر بھی سر بلند رہتا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے حواریوں نے پطرس کی رہنمائی میں غریبا ساکین اور ان نادم گناہگاروں کو جھین متکبر علماء یہود مردود کر چکے تھے تلطف اور تواضع کے مقناطیسی اثر سے اپنا ہتھیال بنا کر تھوڑے ہی عرصہ میں ایک صوفیانہ حلقہ خاص بیت المقدس میں قائم کر لیا جس کی بنیاد اصول مساوات اور باہمی اشتراک پر تھی۔ حلقہ میں امیر و غریب کی کچھ تمیز نہ تھی سب یکساں زندگی بسر کرتے تھے ایک دوسرے کے یہاں سب مل جل کر کھاتے تھے اور ذکر و عبادت تعلیم و تلقین میں مشغول رہتے تھے۔ بجز اس خاص طرز معاشرت اور اس اختلاف عقیدہ کے کہ یہود و رومیوں کے منظر تھے لیکن اہل حلقہ کہتے تھے کہ نہیں سچا نازلی ہو چکا اور وہ یہی یسوع ہے اور کوئی فرق اہل حلقہ اور یہود میں عقائد اور پابندی احکام تو ریت کے لحاظ سے نہ تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ نے تو ریت کے احکام کو نہیں بدلا تھا۔ ہاں یہود کو جو محض انبیاء اور نطواہر کے پابند ہو گئے تھے روح احکام اور نور دین کی طرف متوجہ کیا تھا۔

حواریوں
کی تعلیم

پال کا
اختلاف

ابتدا میں حواریوں کا دائرہ تبلیغ صرف یہود اور ان کے شہروں تک محدود رہا۔ لیکن جبوقت پال جو پہلے دین عیسوی کا سخت دشمن تھا اور حواریوں کو ان کے متبعین کو

سخت اذیتیں دیا کرتا تھا۔ تاب ہو کر حلقہ میں داخل ہو گیا اور بر بناس کے ہمراہ انطاکیہ وغیرہ میں جہان اقوام غیر یہود جن کو جنٹائلز کہتے تھے آباد تھی منادی شروع کی تو ایک نیا قضیہ یہ پیدا ہوا کہ غیر یہود جو ایمان لائیں انہر احکام توریت کی پابندی لازم ہے یا نہیں۔ یہ قضیہ حلقہ بیت المقدس میں حواریان مسیح کے روبرو پیش ہوا اور رد و قرح کے بعد جو کچھ طے پایا اسکو ہم کتاب اعمال حواریین باب ۱۵ درس ۲۳ لغایت ۲۹ سے ترجمہ کر کے درج کرتے ہیں:-

”تب حواریان اور مشائخ مع کل اہل حلقہ کے اس بات پر رضامند ہوئے کہ پال اور بر بناس کے ہمراہ اپنی جماعت کے دو شخصوں کو جن کا نام جوآس و لمقبہ بر بناس اور سیلاس تھا روانہ کریں اور چند خطوط اس مضمون کے لکھ دیں کہ حواریان اور مشائخ اور برادران دین کی طرف سے ان جنٹائلز (غیر یہود) بھائیوں کو جو انطاکیہ شام اور سلیشیہ میں رہتے ہیں بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہمارے چند واعظوں نے اپنے اقوال سے تمہاری طبیعتوں کو خلجان میں ڈال کر تکلیف دی ہے یہ کہہ کر کہ تم لوگ بھی ختنہ کراؤ اور شریعت کی پابندی کرو مگر ہم نے انہیں ایسا حکم نہیں دیا تھا لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بالاتفاق اپنے منتخب آدمیوں کو اپنے پیارے بر بناس اور پال کے ہمراہ تمہارے پاس روانہ کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر اپنی جانوں کو مصیبت میں ڈالا۔ اس لیے ہم جوآس اور سیلاس کو بھیجتے ہیں جو تم سے زبانی بھی بیان کریں گے کیونکہ روح القدس اور ہم کو یہ پسند آیا ہے کہ تم کو بجز ان چند ضروری امور کے اور کسی بات کی تکلیف نہ دی جائے

کہ تم ان گوشتوں سے جو بتوں پر چڑھائے جائیں اور خون اور گلا گھوٹی ہوئی چیزوں (منفقہ) اور حرام کاری سے پرہیز کرو اگر تم ان امور سے اجتناب کرو گے تو تمہارے واسطے بہتری ہے خدا حافظ

حواریوں کے اس اجتہاد نے اگرچہ علماء یہود کی سخت گیر یوں اور ظاہری پابندیوں کو توڑ کر شریعت موسوی کو آسمان صورت میں اقوام غیر یہود کے سامنے پیش کر کے ان کو اپنے دین میں داخل کر لیا لیکن خرابی یہ ہوئی کہ مسیح ع میں جب کل حواری یکے با دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے اور یروشلم (بیت المقدس) کو رومیوں نے فتح کر کے تباہ و برباد کر دیا اور یہود کی قومیت کا شیرازہ پرانہ ہو گیا تو غیر یہود اقوام نے حواریوں کی رخصت شریعیہ کو اباحت اور پھر بدعت کے قالب میں ڈھال دیا بہت سے جلی خطوط حواریوں کی طرف منسوب کر دیے گئے۔ شریعت موسوی سے علانیہ بیزاری ظاہر ہونے لگی۔ نئے نئے عقائد کی بنیاد رکھی گئی اور تھوڑے ہی عرصے میں فرقہ آرائیوں کا بازار گرم ہو گیا۔ "انسائیکلو پیڈیا آف ریجن" جلد پنجم صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے:-

"یروشلم کی تباہی کے بعد عیسائی کلیسا مقام پلمہ واقع ملک شام میں پھر قائم ہوا لیکن اب یہ تبدیل شدہ کلیسا تھا۔ یہودی عنصر اب اس میں غالب نہ رہا۔ یہیکل سلیمانی کی تباہی اقوام غیر یہود کی وحیانہ فتح اور مقدس آثار قدیمہ پر ظالمانہ دستبرد و تہجیت مجموعی ایسا سخت صدمہ پہنچایا کہ جس سے شعار موسوی متزلزل ہو گئے۔ علاوہ اس کے پلمہ میں فرقہ الیسین کا عنصر بھی شامل ہو گیا۔ رفتہ رفتہ کلیسا پھر یروشلم میں منتقل ہوا لیکن بہترہ خاتمہ کن حادثہ نے فیصلہ کر دیا۔ قیصر ہڈرین کے عہد میں یہود نے مکہ میں بسرکردگی بار قبضہ شورش کر کے سعی بجاصل کی اور خاک میں مل گئے اب وہ یروشلم سے جلا وطن کر دیے گئے قریانیوں کی ممانعت ہو گئی اور ایک

نیا شہر آلیا سالہ ۶ میں آباد ہوا اور بجائے قدیم موسویت کے جو بعد کو
یہود آئے عیسائیت کی تاج ہو گئی تھی اب ایک ایسا کلیسا قائم ہوا جس کا
اسقف اعظم ایک جنٹائل (غیر یہود) تھا اور جس میں یہود اور غیر یہود سب
ایک ہو گئے۔ یہودانہ عیسائیت کا دور ختم ہو چکا اور وہ لوگ جو اب بھی اپنے
قومی شعار کے پابند رہے اور یہ کوشش کی کہ ان رسوم و شعائر کو یسوع کی
مسیحیت کے عقیدہ کے ساتھ شامل رکھیں بدعتیوں میں شمار ہونے لگے۔

نیتہ کی
کوشش

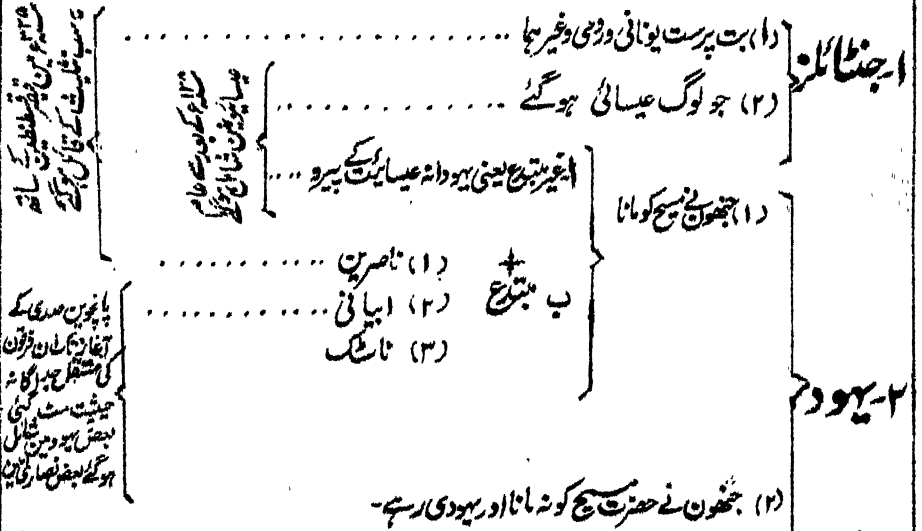
سالہ ۶ سے قیصر قسطنطین کے عہد یعنی دو سو برس تک دین عیسوی اپنے دو متضاد عناصر
یعنی یہود اور جنٹائلز کے باہمی کشمکش میں مبتلا رہ کر فرقہ آریوں کا آماجگاہ بنا رہا۔
اس کشمکش کا نتیجہ آخر یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ یہودی عنصر سلب ہوتا گیا یہاں تک کہ سالہ ۶
میں جب نیتہ کی مشہور کونسل منعقد ہوئی تو بحث صرف یہ آن پڑی کہ الہیت میں حضرت مسیح
کا کیا درجہ ہے آیا اقا نیم تلمثہ (باپ بیٹا روح القدس) مساوی پچھتیت ہیں یا کچھ فرق
مراتب بھی ہے اور ایک کو دوسرے پر کچھ فوقیت ہے۔ پادری اریوس کی رائے یہ تھی کہ
بیٹا باپ کے مقابلہ میں ازلی نہیں ہو سکتا لیکن کونسل نے بالاتفاق اریوس کے اس
عقیدہ کو کفر قرار دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اگرچہ شخص دیے ہوئے کرے کہ کسی وقت میں خدا کے فرزند
کا وجود نہ تھا یا پیدا ہونے سے قبل وہ موجود نہ تھا یا وہ نیست سے ہست کیا گیا یا کسی
ایسے مادہ یا جوہر سے اسکی تخلیق ہوئی جو ربانی نہیں ہے یا وہ مخلوق یا متغیر ہے ایسے شخص
کو کلیسائے مقدس ملعون قرار دیتا ہے۔ اس فتوے کے صادر ہوتے ہی قسطنطین نے
اسکو بزر و حکومت نافذ کر دیا۔

یہ پہلا دن تھا کہ مسئلہ تثلیث دین عیسوی کا مسئلہ مسئلہ ہو گیا اب غیر یہودی یعنی رومیوں
یونانیوں اور مصریوں کے توہمات اور رسومات دین عیسوی کے شریک غالب ہو گئے۔

ہیان تک کہ سویرس کے بعد حضرت مریمؑ کی پرستش بھی بحیثیت خدا کی مان کے جزو دین ہو گئی
اگرچہ قسطنطنیہ کے بطریق فسٹور نے (۱۸۷۲ء) میں اس نئی برکت کی سخت مخالفت کی لیکن اب
جسٹائل عنصر اس قدر غالب تھا کہ فسٹور اور اسکے متبعین بھی دین سے خارج کر دیے گئے
ذیل میں ہم ایک نقشہ درج کرتے ہیں جس سے یہ بخوبی سمجھ میں آئے گا کہ ان دو عناصر
کی کشمکش سے دین عیسوی کی کیا حالت ہو گئی۔

نقشہ

نقشہ یہود
وجسٹائل
اور انکا اثر
دین عیسوی پر



یہود
فرقوں کے
عقائد

۱۔ فوٹس ضرورت ہے کہ ان "بتسج" فرقوں کے عقائد ہم بیان بیان کریں۔
ناصرین۔ اس فرقے نے شعاریہود مثلاً ختنہ اور قربانی وغیرہ کی خود پابندی کی۔ لیکن

۱۵۔ یہ نقشہ انسائیکلو پیڈیا آف ریجن جلد پنجم تحت عنوان "ایمانزم" سے ماخوذ ہے مگر ہم نے اسکو
مورخ گبن کی کتاب "نوال دولت روم" کے باب ۱۵ سے تصحیح کر کے درج کیا ہے۔ ۱۲

جنٹا ملز کے واسطے ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ یہ لوگ پال کے منکر نہ تھے اور حضرت مسیح کو روح القدس کا اکلوتا بیٹا جو کنواری مریم سے پیدا ہوا یقین کرتے تھے۔

آبسیانی۔ یہ لوگ پال سے سخت نفرت کرتے تھے۔ شعار یہود کے پابند تھے حضرت عیسیٰ کو یوسف و مریم کا بیٹا مانتے تھے اور کہتے تھے کہ جب حضرت یحییٰ نے آپ کو بپتسمہ دیا تب سچ جسم عیسوی میں بطور حلول داخل ہوا اور صلیب پر چڑھاتے وقت پھر لاگ ہو گیا اور آسمان پر صعود کر کے اپنے عالم لاہوت میں مل گیا جو کچھ تکلیف اور اذیت پہنچی وہ صرف جسم عیسوی کو مسیح جو اصل میں لاہوت کلی ہے عالم ناسوت میں اپنا جلوہ دکھا کر غائب ہو گیا۔ یہ فرقہ جو تھی صدی کے آخر تک زندہ رہا پھر با تو عام عیسائیوں میں جذب ہو گیا یا یہودیوں میں شامل ہو گیا۔

ناشٹک بمعنی دانائے یہ فرقہ سینٹ پال کا منکر تھا ان کا عقیدہ تھا کہ مسیح روح محض ہے جو فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ اس روح کا پہلے آدم میں نزول ہوا پھر نوح و ابراہیم و موسیٰ وغیرہ میں اور آخر حضرت عیسیٰ میں جلوہ گر ہوئی اور پھر مصلوب ہو کر آسمان پر چلی گئی۔ یہ لوگ توریت کی ابتدائی پانچ کتابوں کو مانتے تھے مگر تمام انبیاء بنی اسرائیل کو گنہگار سمجھتے تھے بعض تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ توریت کا ایک ظاہر ہے ایک باطن چنانچہ فرقہ باطنیہ کی طرح توریت کے باطنی معنی سمجھنے کے مدعی تھے۔ یہ لوگ یہود کی قربانیوں کے منکر تھے۔ گوشت اور شراب سے پرہیز کرتے تھے اور راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے رفتہ رفتہ اس فرقہ کے عقائد میں عجیبوں کے عقیدہ ایزد و اہرن کی آئینہ نشینی ہو گئی جس میں مصریوں اور یونانیوں کے عقائد کی چاشنی بھی شامل ہو گئی۔

غرض کہ ان «بتدع» فرقوں کی سیکڑوں شاخیں ہو گئیں چنانچہ گن صرف ناشٹک فرقہ کی پچاس شاخیں بتاتا ہے۔ یہ سب فرقے پانچویں صدی عیسوی کے آغاز تک فنا ہو گئے اور عام طور سے فرقہ تثلیثیہ باقی رہ گیا اور اب تک دنیا میں یہی فرقہ عیسائیوں کے

موجودہ فرقہ
تثلیثیہ

نام سے مشہور ہے۔
ذیل میں ہم ایک دوسرا نقشہ درج کرتے ہیں جس سے موجودہ فرقہ تثلیثیہ کی شانوں کا علم آسانی سے ہو جائے گا

فرقہ تثلیثیہ

مشرقی کلیسا کے متبع

انہیں چودہ مختلف کلیساں مل
ہیں مثلاً کلیسائے روس
کلیسائے یونان و کلیسائے
ریاست بلقان وغیرہا۔

مغربی کلیسا کے متبع

رومن کیتھولک	پروٹسٹنٹ
انہیں آسٹریائیوں	انہیں انگریزوں
وغیرہ شامل ہیں	اور جرمن خاص
	طوسے مشہور ہیں

اس فرقہ کے اصول دین کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :-
ہم ایمان لائے ایک خدا قدرت دے باپ پر جو ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کا خالق
ہے۔ اور ایک رب یسوع مسیح ابن بشر پر جو باپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ عین ذات
ہے۔ آگہ آگہ ہے نور نور ہے۔ عین خدا ہے۔ مولود ہے مخلوق نہیں باپ اور اس کا
ایک جوہر ہے۔ اس کی واسطت سے تخلیق اشیاں ظہور میں آئی یعنی جو کچھ آسمان و زمین
میں ہے ہم انسانوں کی نجات کے واسطے اُس کا نزول و حلول ہوا اور وہ انسان بن کر آیا
مبتلا ہوا اور تیسرے دن پھر اٹھ کھڑا ہوا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اب زندہ اور مردوں
کا انصاف کرنے پھر آئے گا۔ اور روح القدس پر

(ماخوذ از ڈاکٹر وٹسکاشن ہٹارک فیتہ صفحہ ۴۴)

جمع و ترتیب عمدہ جدید | پہلی صدی عیسوی کے آخر تک عیسائی چونکہ حضرت مسیح کے

دوبارہ آسمان سے جلد تشریف لانے کے منتظر تھے اس لیے ان میں تصنیف و تالیف کا مطلق رواج نہ تھا البتہ حضرت مسیح اور حواریوں کے اقوال و افعال بطور حدیث روایت کیے جاتے تھے۔ دوسری صدی میں جبکہ یہود اور جنسائز کے دو متضاد عناصر کی کشمکش شروع ہوئی اور فرقہ بندیان عمل میں آنے لگیں تو ہر فرقہ نے اپنی اپنی انجیلیں مرتب کر لیں۔ ذیل میں ہم ایک فہرست درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ فرقوں کی تعداد کے ساتھ انجیل کا شمار بھی کس قدر زائد تھا:-

انجیل مرقس مصریوں کی	۱۳	انجیل طفولیت جو متی نے لکھی	۱
انجیل مرقس مروجہ	۱۴	انجیل پطرس	۲
انجیل برناباس	۱۵	انجیل یوحنا	۳
انجیل لوقا	۱۶	انجیل دوم یوحنا	۴
انجیل متی	۱۷	انجیل اندریاہ	۵
انجیل تھیوڈس	۱۸	انجیل فلپ	۶
انجیل پال	۱۹	انجیل بارتھالومی	۷
انجیل بسی لیڈس	۲۰	انجیل توما	۸
انجیل سترٹھس	۲۱	انجیل اول دوم طفولیت نوشتہ توما	۹
انجیل ایسانی	۲۲	انجیل یعقوب	۱۰
انجیل یودیہ	۲۳	انجیل نیکودیمیا	۱۱
انجیل جوڈ	۲۴	انجیل تھی آرز	۱۲

انجیل کی
فہرست

۲۵	انجیل مارٹین	۳۰	انجیل اپلس
۲۶	انجیل ناصرین	۳۱	انجیل انکارٹیس
۲۷	انجیل ٹاٹیان	۳۲	انجیل ولادت مریم
۲۸	انجیل ولن ٹینس	۳۳	انجیل جوڈاس
۲۹	انجیل سی تھینس	۳۴	انجیل کالمیٹ

حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کی مادری زبان ”مغربی ارامک“ تھی۔ اس زبان میں صرف مذکورہ بالا نمبر ۲۷ یعنی انجیل یہود“ لکھی گئی تھی یہ انجیل ناصرین اور بیا نیون میں سولہ سہ تک رائج رہی بعد کو ان فرقوں کی تباہی کے ساتھ یہ انجیل بھی گم ہو گئی اس انجیل کے سوا اور سب اناجیل یونانی زبان میں لکھی گئیں اس لیے صاف ظاہر ہے کہ ان میں وہ کلام الہی جو حضرت عیسیٰ پر آپ کی مادری زبان میں نازل ہوا تھا بھنسہ محفوظ نہ رہا بلکہ روایت بالمعنی یا ترجمہ کے طور پر باقی رہا یہی وجہ ہے کہ اب تک یہی سب اناجیل میں اختلاف ہو گیا اور ہر فرقہ نے اپنے اپنے طور پر روایات قلمبند کر لیے۔ ان اناجیل کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے خطوط کی تھی جو حواریوں کی طرف منسوب کیے جاتے تھے اور ہر فرقہ کے طور پر اپنے اپنے خطوط پیش کرتا تھا۔ ان نامہ جات کی تعداد (۱۱۳) ایک سو تیرہ تک شمار ہوتی تھی جن کے مضامین میں اناجیل کی طرح باہمی سخت اختلاف ہے۔

نیقہ کی مشہور کونسل کے بعد سے صرف چار انجیلیں متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا۔ اور اعمال حواریین۔ پال کے ۳۰ خطوط علاوہ نامہ جات جن میں پیٹر۔ جان۔ اور جو داؤد کا ثقات یوحنا کے منتخب کر لیے گئے باقی سب انجیلیں اور نامہ جات اپوکریفل یعنی جعلی یقین کر لیے گئے اس گل منتخب مجموعہ کا نام ”عہد جدید“ رکھا گیا جسے پوپ گلاسیوس (۴۹۵ء) نے

انسانیت (۱۹۶۷ء) نے باضابطہ طور پر پسند قبول عطا کی اور عیسائیوں میں اب تک یہی مجموعہ مروج ہے۔

اٹھارویں صدی عیسوی تک نصاریٰ عہد جدید کی کتابوں کو لفظاً اور معناً کلام الہی یقین کرتے تھے لیکن گذشتہ صدی میں علوم جدیدہ کی تجسس روشنی جرح و تعدیل کی شکل میں ان کتابوں پر بھی پڑی۔

سب سے پہلے اسٹر اس نے ۱۸۲۷ء میں ایک حرکتہ الآرا کتاب ”سیرت مسیح کچھی جہین“ اس نے ہیگل کے فلسفہ تاریخ کے اصول کے تحت میں روایات اناجیل پر بحث کی اور یہ ثابت کیا کہ روایات اناجیل مثلاً قصہ ولادت مسیح اور اسی قسم کے دوسرے معجزات جو منقول ہیں وہ ناقابل اعتبار ہیں اور ان کی حیثیت محض فسانہ ہے۔ اس کتاب نے دنیاوی عیسائیت میں ایک انقلاب پیدا کر دیا یہاں تک کہ ۱۹۷۰ء میں برنوبائیر نے اس بحث پر ایک کتاب ”کرسٹس“ لکھی جس میں یہ دعویٰ کیا کہ موجودہ اناجیل تاریخی حیثیت سے ناقابل اعتبار ہیں۔ یسوع کی شخصیت مشکوک ہے۔ وہ چند اقوال و روایات جن کو عیسائی اناجیل کے مختصات سے سمجھتے ہیں مثلاً پہاڑی والا وعظ در صلحکاء یونان و روم سے لفظ بہ لفظ سرقہ کر لیے ہیں۔ زمانہ محال میں مشہور عالم و لہاسن نے اپنی تفاسیر اناجیل میں قریب قریب ایسا ہی دعویٰ کیا ہے اگرچہ وہ شخصیت مسیح کا حامی ہے لیکن اناجیل کو بائبل کے چند مقامات مرقس جعلی قرار دیتا ہے (دیکھو داخل کی کتاب ”سچ ایسویں صدی میں“ صفحہ ۷۷ تا ۹۴ و ۱۰۰)

اناجیل اربعہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ متی کی انجیل سب سے قدیم ہے اور اس کو خود متی حواری نے لکھا ہے لیکن محققین نے اب اس کا کافی ثبوت دیا ہے کہ یہ انجیل اور انجیل لوقا دونوں مرقس کی انجیل سے ماخوذ ہیں اب پہلے مرقس کی انجیل کی کیفیت سن لو۔

انجیل مرقس (مارک)

اس انجیل کا ذکر سب سے پہلے مؤرخ یوسپی بس (المٹونی سیکسٹم) نے اپنی تاریخ کلیسا میں کیا ہے۔

یوسپی بس قیاریہ واقع ملک شام کا اسقف تھا اور عیسائیوں کے پہلے بادشاہ قسطنطین کے دربار میں بہت با اثر تھا چنانچہ نیقہ کی شہر کو نسل میں جس میں تثلیث کا مسئلہ یورپ کا مسلمہ مذہب ہو گیا اس نے خاص حصہ لیا۔ یوسپی بس لکھتا ہے کہ مرقس ایک یہودی الاصل یونانی تھا پہلے پال اور بریتاس کا رفیق تھا اور پھر اُسے علیحدہ ہو کر بطرس جواری کی خدمت میں رہنے لگا لیکن سیکسٹم عین قیصر نیرون نے جب بطرس کو عیسائیوں کے قتل عام میں شہید کر ڈالا تو مرقس نے اس حادثہ کے بعد حضرت مسیح کی سیرت تحریر کی۔ یوسپی بس نے یہ روایت پاپیاس کی ایک تحریر سے جو سیکسٹم عین لکھی گئی نقل کی۔ پاپیاس فریجیا واقع ایشیائے کوچک کا رہنے والا تھا اور دوسری صدی عیسوی کے آغاز میں گزرا ہے اس کا شمار جواریوں کے تابعین میں ہے۔ پاپیاس کہتا ہے کہ مجھ سے ایک راوی نے بیان کیا کہ اُس نے پہلی صدی کے ایک معتبر بزرگ سے مذکور بالا روایت کو بار بار سنا ہے۔ مگر پاپیاس اس راوی کا نام بیان نہیں کرتا اور نہ اس بزرگ کا بہر حال پاپیاس کے قول کی بنا پر مؤرخ یوسپی بس نے اس روایت کو مہج کیا ہے۔ گذشتہ صدی کے محققین و سٹ کاٹ اور ہورٹ کی یہ رائے ہے کہ مروجہ انجیل مرقس کا ماخذ وہی ملفوظ ہے جسکو مرقس نے لکھا تھا لیکن صورت موجودہ میں آخر کی ۱۲ آیات جن میں حضرت عیسیٰ کے زندہ ہو جانے اور آسمان پر چلے جانے کا تذکرہ ہے دوسری صدی میں الحاق کر دی گئی ہیں۔

انجیل متی

اس انجیل کے دو آخذ میں ایک "لوگیا" جسکی نسبت مشہور ہے کہ حواری متی نے لکھا تھا اور دوسرا آئین حضرت عیسیٰ کے مواعظ جمع کیے تھے لیکن یہ ملفوظ اسی زمانہ میں صنایع ہو گیا تھا اب صرف چند مواعظ مردجہ انجیل متی میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرا آخذ انجیل مرقس ہے۔ زمانہ حال کے محقق کہتے ہیں کہ مردجہ انجیل متی کے مولف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا غلطی سے لوگ اسکو حواری متی کی انجیل سمجھتے ہیں۔ پروفیسر ہارنک کے قول کے مطابق یہ انجیل مشہور سے مسئلہ کے مابین تحریر ہوئی ہے۔

انجیل لوقا

غیر یہود میں جس شخص نے انجیل کو مورخانہ حیثیت سے لکھا وہ لوقا ہے جو ایک نالی لال باشندہ اطالیہ تھا۔ لوقا طبابت کا پیشہ کرتا تھا اور کہا جاتا ہے وہ سینٹ پال کا رفیق اور اُس کے کاموں میں شریک رہتا تھا۔ پروفیسر برکٹ کے قول کے مطابق لوقا نے پہلی صدی کے آخر میں اس انجیل کو لکھا۔ اس انجیل کے علاوہ اُس نے اعمال اربعین کی کتاب بھی جو عہد جدید میں داخل ہے لکھی ہے۔

انجیل یوحنا

یہ انجیل اول کی تینوں انجیلوں سے اپنے مضامین اور طرز ادب کے لحاظ سے بالکل جداگانہ ہے آئین اُس الکیات کی چاشنی دی گئی ہے جو فلسفہ یونان کی آمیزش سے اسکنر یہ کہ یہود میں پیدا ہو گئی تھی اور جبکا پیشہ و یہودی فلاسفر فالو معاصر حضرت مسیح تھا اس انجیل کو اگرچہ حواری یوحنا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن ایسا کہیں نہیں ہے۔

بلکہ تحقیق یہ ہے کہ جو دو سکے بھائی یوحنا اور جیمس پسران زمبیدی حضرت عیسیٰؑ کے حواری تھے لیکن پاپیاس کی روایت کے مطابق یہود نے دونوں کو قتل کر دیا اور مسیح کے مابین شہید کر ڈالا تھا اس لیے اس انجیل کا جامع ایک دوسرا یوحنا ہے جو ایفوس واقع ایشیائے کوچک کا باشندہ تھا اور پہلی صدی عیسوی کے آخر میں گذرا ہے۔ گذشتہ صدی سے عیسائیوں میں اب چند مختلف انجیال گروہ پیدا ہو گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:-

عیسائیوں
کے تین گروہ

پہلا گروہ۔ عوام اور ان کے پیشوا مشنری جماعت۔ یہ لوگ اب تک عہد جدید کی کتابوں کو اول سے آخر تک لفظاً اور معناً کلام اسی سمجھتے ہیں اور اصول درایت اور تاریخی شہادت کی آنکھوں میں خاک چھونکتے ہیں۔

دوسرا گروہ۔ ان علماء مسیحی کا جو جدید تحقیقات کے اصول کے پیرو ہیں مگر اسکے ساتھ پابند دین بھی ہیں ان میں آج کل پروفیسر ہارنک بہت مشہور ہے۔ جو برلن یونیورسٹی میں تاریخ کلیسا کا پروفیسر اور پردیشاکی رائل اکادمی کا ایک ممتاز ممبر ہے ہارنک کہتا ہے ”یہ سچ ہے کہ اول کی تین انجیلیں بھی جو کتنی انجیل کی طرح تاریخی حیثیت سے گری ہوئی ہیں مگر یہ اس غرض سے تخریب نہیں ہوئیں کہ واقعات جس طور سے گذرے قلمبند کیے جائیں بلکہ غایت یہ تھی کہ ان کتابوں کے ذریعہ سے دین عیسوی کی بشارت دی جائے“ اس گروہ کے خیال میں صرف روح اناجیل پر غور کرنا چاہیے الفاظ اور واقعات ایسے مہتمم بالشان نہیں ہیں۔

تیسرا گروہ۔ آزاد خیال عیسائیوں کا جن میں اکثر طالب حق ہیں اور باقی لاندہب۔

۱۵ دیکھو برکٹ کی تاریخ انجیل صفحہ ۲۵۲، ۲۵۵ + ۲۵۷ دیکھو ہارنک کی کتاب کا انگریزی ترجمہ ”وائٹ از کریسچینٹی“

طالب حق میں ایک خاص گروہ ہے جو ٹوبنگن اسکول کے نام سے مشہور ہے اس گروہ کا پیشوا ایک جرمنی عالم فرڈیننڈ بائیر ہے جو مسئلہ اے سے شروع تک مقام ٹوبنگن میں انبیات کا پروفیسر رہا ہے۔ اسکی تحقیقات کا ملخص یہ ہے کہ عہد جدید کی کتابیں زیادہ تر سینٹ پال کے خیالات کا آئینہ ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ نیقہ کے مشہور اجلاس کے بعد جب مسئلہ تثلیث مسلمہ اصول دین قرار پایا تو حضرت عیسیٰ کی پاکیزہ تعلیمات بت پرستوں کے عقائد کے قالب میں ڈھال دی گئی گو یا رومہ کے بھیڑیے نے ناصرہ کے بڑے کی کھال ڈھلی یعنی پولوسیت عیسائیت کی شکل میں نظر آتی ہے۔

لامذہبون کے خیالات کو فلپ دیوین اپنی کتاب ”دی چرچیز اینڈ ماڈرن تھاٹ“ (کلپا اور نئے خیال) صفحہ ۹۸ و ۹۹ میں یوں ادا کرتا ہے :-

ڈاکٹر رابنسن کو اقرار ہے کہ اناجیل اربعہ شکوک ہیں لیکن اُس کا خیال ہے کہ دوسری صدی کی روایت کہ انجیل دوم کا مصنف سینٹ مارک (مقرس) ہے معتبر ہے اور یہ کہ مارک بطرس حواری کا ترجمان تھا اور اپنی انجیل کو حواری مذکور کی روایت سے رومہ میں تحریر کیا ہے بہت خوب ہم اس نتیجہ کو تسلیم کرتے ہیں یعنی یون سمجھ کہ ایک انجیل کی سماعت ایسے راوی سے ہے جو چشم دید روایت بیان کرتا ہے لیکن اس راوی کو صرف ایک سال (بقول رجوت پسند ناقدین تین سال) صحبت مسیح حاصل ہوئی۔ یہ حواری ناخاندہ تھائیس یا چالیس سال کے بعد وہ روایت کرتا ہے جسکو دوسرا شخص (مقرس) غیر زبان میں تحریر کرتا ہے اور پھر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اسکا ترجمہ کہاں تک اصل کے مطابق ہوا ہے۔ علاوہ اس کے ڈاکٹر رابنسن اپنے ابواب ”و عظم کبیر“ اور ”غیر قرسی دستاویز“ میں مقرس کے انجیل کی اہم فرد گذشتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے

یہ اہم فروگزشتین کیا ہیں؟ کیا ہم ان کو معمولی سمجھیں۔ ہم کو خود ان کا
تھوڑا سا انتخاب کر کے فیصلہ کرنا چاہیے۔ اس انجیل میں حضرت عیسیٰ کی
بطور اعجاز پیدائش کا نہ کچھ ذکر ہے اور نہ آپ کے عہد طفولیت کے حالات
جن کو سابقہ پیشین گوئی کی تصدیق سمجھتے ہیں۔ اسی طرح پہاڑی دالے
مشہور وعظ کا بھی کچھ ذکر نہیں۔ دوبارہ زندہ ہو جانے کا قصہ صرف چند
سطروں میں مذکور ہے اور آسمان پر تشریف لے جانا صرف ایک سطر میں
برقعتی سے یہی وہ سطر میں ہیں جو بالاتفاق الحاقی مانی جاتی ہیں کیونکہ
انجیل مرقس کا حقیقت میں باب ۱۶-آیت ۸ پر خاتمہ ہو جاتا ہے اس لیے
نہ حاکم نہ بعثت ثنائی محض و کسی مسئلہ کا بھی ذکر نہیں۔ زبانی روایات
گم شدہ دستاویز اور نامعلوم کاتب میں یہی ایک ذریعہ رہ گئے جس سے
ہم کو ان تفصیلی حالات کا علم ہوتا ہے جو چارے مذہب کی روح رواں
ہیں۔ کیا اس سے بڑھکر اور بھی کوئی ناقابل اطمینان امر ہے جس سے سچی
صدائیت اور انجیلی حقانیت پر شبہ عائد ہوتا ہو۔

اب ہم ان قدیم نسخوں کا ذکر کرتے ہیں جو مروجہ بائبل کی ماتخذ ہیں۔

قدیم نسخے | علماء مسیحی بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ عہد جدید کے اصلی نسخے سب
مردوم ہیں البتہ ان کی نقلیں جو مختلف زمانوں میں ہوئیں اب تک موجود ہیں۔ ایسی
نقلیں قریب ۵۰۰ کے ہیں لیکن ان میں بھی سب سے قدیم صرف تین نسخے ہیں اور
وہ بھی چوتھی صدی عیسوی کے پیشتر کے نہیں ہیں۔ ان تین مشہور نسخوں کی مختصر کیفیت ہم
میان درج کرتے ہیں :-

اول نسخہ ویٹیکن۔ یہ نسخہ کتب خانہ ویٹیکن واقعہ روم (اطالیہ) میں چارپانوں پر ہے

موجود ہے پروفیسر رگ اسکوتھی صدی عیسوی کی ابتدا کا لکھا ہوا بتاتے ہیں مگر مشپ مارش کہتے ہیں کہ نہیں یہ پانچویں صدی کے آخر کا لکھا ہوا ہے۔ ہونٹ فاکن کی رائے میں پانچویں یا چھٹی صدی میں لکھا گیا ہے اس نسخہ میں عہد عتیق اور جدید کی کتابیں یونانی زبان میں تحریر ہیں۔

مگر کامل نہیں ہیں مثلاً کتاب پیدائش کے ابتدائی ۴۶۔ باب اور زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک کم ہیں اسی طرح عہد جدید میں نامہ عبرانیان باج سے آخر بائبل تک اور سینٹ پال کے نامے بنام توتھی اور طیطوس اور فلپین اور تمام شہادت یوحنا جو گم تھے ان کو پندرہویں صدی میں کسی مکر لکھکر شامل کر دیا ہے۔ انجیل مرقس بائبل کے آیات ۹ لغایت ۲۰

کے واسطے کاتب نے سادہ ورق چھوڑ دیا ہے

دوم

نسخہ اسکندریہ۔ نسخہ سریلیو کر کے پاس تھا جو قسطنطنیہ کالائڈری تھا اسی نے مشہور میں سرطاس رو کی معرفت چارلس اول شاہ انگلستان کو یہ نسخہ نذر کر دیا جو اب تک برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ اس نسخہ میں بھی عہد عتیق اور جدید کی کل کتابیں یونانی زبان میں موجود ہیں مگر متی کی انجیل ابتدا سے باب ۲۵ آیت ۶ تک نہیں ہے اور انجیل یوحنا باب ۶ آیت ۵۰ سے باب ۸ آیت ۵۲ تک نہیں ہے۔ عہد عتیق میں زبور سے پہلے ایک نامہ اٹھانی بیس بنام ماری لینس زائد ہے اس نسخہ کی تاریخ تحریر میں سخت اختلاف ہے مگر اس قدر اتفاق ہے کہ پانچویں صدی کے پیشتر کا لکھا ہوا نہیں ہے۔

سوم

نسخہ سینا۔ اس نسخہ کے دستیاب ہونے کی عجیب داستان ہے۔ ڈاکٹر ٹنڈرف ایک مشہور جرمن عالم تھا جس کو کتب مقدسہ کے قلمی نسخوں کی

تحقیقات اور جستجو کا نہایت شوق تھا ۱۸۴۷ء میں ایک مرتبہ اسکا گذر ایک خانقاہ میں ہوا جو کوہ طوس کے نیچے واقع تھی۔ جس وقت وہ خانقاہ کے کتب خانہ کی سیر کر رہا تھا اتفاق سے اُس کی نظر ایک ٹوکری پر پڑی جس میں قلمی اوراق کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور جو آگ زد و شن کرنے کے واسطے وہاں لائے گئے تھے۔ ڈاکٹر نے مجھاکر چند اوراق ٹوکری سے نکال لیے غور جو کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یونانی نسخہ سبعینہ کی سب سے قدیم نقل ہے اور اس وقت تک اتنی پُرانی نقل کوئی اور اُسکی نظر سے نہیں گذری تھی جوش مسرت میں اُس نے فوراً راہبوں سے درخواست کر کے ۴۰ ورق نکال لیے لیکن اُس کے دفور شوق اور مبتلا بہ حرکت سے راہب سمجھ گئے کہ غالباً یہ اوراق کا ڈھیر جسے وہ آگ کی نذر کرنے چلے تھے انھیں دولت سے الامال کر دے گا اس لیے انھوں نے ٹوکری اٹھالیا اور صاف کہہ دیا کہ اب اوراق نہیں مل سکتے ناچار ڈاکٹر موصوف اپنے وطن جرمنی کو واپس آیا اور کوشش کی کہ خدیو مصر کے ذریعہ سے پورا نسخہ مل جائے مگر ناکامی ہوئی تاہم وہ مایوس نہوا اور پندرہ برس تک برابر کوشش کرتا رہا آخر زار روس کی توجہ کو اُس نے اپنی طرف مبذول کر لیا اور شاہی سفیر کی حیثیت سے اب وہ پھر ۱۸۵۹ء میں اُس خانقاہ میں آیا اور بڑی شکل سے کامل نسخہ کا پتہ لگا کر راہبوں کو رضامند کر لیا اور نسخہ اپنے ساتھ لیکر پٹر و گریڈ پاؤں تخت روس میں واپس آیا جان وہ نسخہ اب تک شاہی کتب خانہ من موجود ہے۔

یہ نسخہ چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے اس میں محمد عتیق۔ محمد جدید اور ابو کریمہ شامل ہیں۔ اس نسخہ میں انجیل مرقس کا باب آخر جس میں

حضرت عیسیٰ کا دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ جانے کا قصہ درج ہے مطلق
مذکور نہیں ہے اس لیے اب انصاف پسند علما مسیحی کو اقرار کرنا پڑا ہے
کہ واقعی یہ آیات یعنی باب ۱۶-آیات ۹ و لغایت ۲۰-احقانی میں کیونکہ ٹیکن
نسخہ میں ان آیات کی جگہ پر سادہ ورق چھوٹا ہوا تھا جس سے یہ
خیال تھا کہ کیا عجب کا تب نے سہوا چھوڑ دیا ہو لیکن اس نسخہ میں
آیت ۸ پر خاتمہ ہے اور پھر بغیر کسی فاصلہ کے انجیل آتوقا کا آغاز
ہو گیا ہے۔

الغرض مذکورہ بالا تین نسخے سب سے قدیم مانے جاتے ہیں لیکن یہ نکتہ بھی یاد
رکھنا چاہیے کہ یہ تینوں نسخے چوتھی صدی عیسوی کے پیشتر کے کلمے ہوئے نہیں ہیں
اس لیے صاف ظاہر ہے کہ ان نسخوں میں عقائد فرقہ و تشلیشہ (جس کا ہم نے اوپر حوالہ
دیا ہے) مذکور ہیں جن کے باعث سے دین عیسوی کی اصلی تعلیم کا چشمہ گن رلا ہو گیا ہے
اختلافات اناجیل علما مسیحی نے عہد جدید کے متن کی تصحیح میں گذشتہ کئی
صدیوں سے سخت کوشش کی ہے۔ انھوں نے اس اہم کام میں تین مختلف ذرائع کا
استعمال کیا ہے۔

اول قدیم نسخے جنکی تعداد قریب تین ہزار کے پہنچی ہے۔
دوم تراجم۔ انہیں بہت مشہور ہیں :- (۱) جسے دوم کا لاطینی ترجمہ جو
ولگیٹ کے نام سے مشہور ہے ۳۸۳ء میں کیا گیا۔ انگریزی مرقہ جو
عہد جدید کا ماخذ ہی ترجمہ ہے جو بعد شاہ جیس اول ۱۵۳۵ء میں شاہ
ہوا (۲) شامی ترجمہ جو پیشیتو یعنی لفظی کہلاتا ہے اور جسکی نسبت خیال
ہے کہ دوسری صدی میں ہوا ہوگا۔ اسکا قدیم قلمی نسخہ پانچویں صدی کا

لکھا ہوا ہے۔

سوم المہ دین عیسوی کے اقوال اور تحریرات جن میں عہد جدید کے مضامین بطور حوالہ کثرت سے منقول ہیں۔ ان المہ دین میں اریجین المتوفی ۵۲۷ء ع یوسی بس اسقف قیساریہ (۵۳۰ء لغایت ۵۴۲ء)۔ جروم ۴۲۷ء تا ۴۸۵ء اور ٹرولین ۲۳۰ء تا ۲۸۰ء بہت مشہور اور صاحب تصانیف ہیں۔

علمائے مسیحی کی اس تلاش و تحقیق سے امید تھی کہ اناجیل کا ایک ہی متن پر اتفاق ہو جائیگا لیکن نتیجہ برعکس نکلا۔ مشہور جرمن ڈاکٹر میتیل نے عہد جدید کے چند نسخے جمع کر کے مقابلہ کیا تو تیس ہزار اختلاف عبارات شمار کیے۔ جان جمیس ویطسٹین نے مختلف ملکوں میں پھر کے اپنے متقدمین کی نسبت بہت زیادہ نسخے، بچشم خود دیکھ کر جب مقابلہ کیا تو دس لاکھ اختلافات شمار کیے۔

یہ اختلافات زیادہ تر ویرتیس ریڈنگ یعنی قرأت اور کتابت کے اختلاف ہیں لیکن انہیں ایسے بھی اختلاف ہیں جنسے سچی اور اصلی عبارت کی تمیز و شمار ہو جاتی ہے۔ پادری ہارن صاحب اپنی مشہور کتاب ”انٹروڈکشن“ (دیباچہ علوم بائبل) جلد ۲ صفحہ ۲۱۷ میں ان تمام اختلافات کے چار علما نہ وجہ قائم کرتے ہیں جنکو ہم یہاں درج کرتے ہیں:-

وجہ اربعہ

اول ناقولن کی غفلت باطلیوں سے اختلاف کا ہونا اور یہ کئی طرح پر ہوتا ہے۔
(۱) عبری اور یونانی حرف آواز اور صورت میں مشابہ ہیں اس سبب سے غافل اور بے علم نقل کرنے والا ایک لفظ یا حرف کو بجائے دوسرے لفظ یا حرف کے لکھ کر عبارت میں اختلاف ڈالتا ہے۔

(۲) تمام قلمی نسخے بڑے حرفوں میں لکھے جاتے تھے اور لفظوں بلکہ فقرہوں کے درمیان میں جگہ نہ چھوڑتے تھے اس سبب سے کہیں لفظوں کے جزر لکھنے سے رہ گئے اور کہیں مکرر لکھے گئے یا بے پرواہ اور جاہل نقل کرنے والے نے اختصار کے نشانوں کو جو قدیم قلمی نسخوں میں اکثر واقع ہوتے ہیں غلط سمجھا۔

(۳) بہت بڑا سبب اختلاف عبارت کا نقل کرنے والوں کی جہالت یا غفلت ہے کہ انھوں نے حاشیہ پر جو شرح لکھی ہوئی تھی اُسکو متن کا جزر سمجھا۔ قدیم قلمی نسخوں کے حاشیہ میں مشکل مقامات کی شرح لکھنے کا اکثر رواج تھا اور آسانی سے سمجھا جاتا تھا کہ یہ حاشیہ کی شرح ہے پس ان حاشیوں کی شرحوں میں سے تھوڑا یا سب ان نسخوں کے متن میں آسانی سے مل گیا ہو گا جو نسخے ایسے نسخوں سے نقل ہوئے جن کے حاشیہ پر شرحیں لکھی ہوئی ہوں گی۔

دوم دوسرا سبب اختلاف عبارتوں کا اس قلمی نسخے میں غلطیوں کا ہونا ہے جس سے کاتب نے نقل لی۔ علاوہ ان غلطیوں کے جو بعض حرفوں کے شوشہ کم ہو جانے یا مٹ جانے سے واقع ہوئی ہیں چڑے یا کاغذ کے مختلف حالات سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ کاغذ یا چمڑا پتلا ہو جو جین سے ایک طرف کا لکھا ہوا دوسری طرف پھوٹ جائے اور دوسری طرف کے حرف کا ایک جزر معلوم ہونے لگے اور لفظ سمجھ میں آئے۔

سوم اختلاف عبارت کا سبب یہ بھی ہے کہ نکتہ چین قیاس سے اصلی متن کو ارادنا بہتر اور درست کرنے کی نیت سے صحیح کرے۔ جبکہ ہم ایک مشہور عالم کی مصنفہ کتاب پڑھتے ہیں اور اس میں صرف و نحو یا قواعد مناظرہ کی کوئی غلطی پاتے ہیں تو اُس غلطی کو زیادہ تر چھاپنے والے پر منسوب کرتے ہیں

بہ نسبت اسکے کہ خود مصنف کی طرف نسبت دین اس طرح ایک قلمی نسخہ کا نقل کرنے والا جو اُس کتاب میں جسے وہ نقل کرتا ہے غلطیاں پائے تو انکو ناقل اول کی طرف منسوب کرتا ہے اور پھر اُن کو اپنی دانست میں اس طرح صحیح کرتا ہے کہ مصنف نے اسکو یوں لکھا ہوگا لیکن اگر وہ اپنے خوردہ گیر قیاس کو بہت وسعت دیتا ہے تو وہ خود اُس غلطی میں پڑتا ہے جس کے رفع کرنے کا اُس نے ارادہ کیا تھا اور اُسکا غلطی میں پڑنا کئی طرح پر ہو سکتا ہے (۱) مثلاً نقل کرنے والا ایک لفظ کو جو حقیقت میں صحیح ہے غلط سمجھ لے یا جو مصنف کی مراد ہے اسکو غلط سمجھے اور یہ جانے کہ اُسے صرف وہی غلطی پکڑی حالانکہ وہ خود غلطی پر سے یا یہ بات ہو کہ خود مصنف ہی سے وہ غلطی صادر ہوئی ہو جس کو یہ صحیح کرنا چاہتا ہے۔ (۲) اختلاف عبارت کے اسباب میں بقول میکلس بہت بڑا سبب جس سے عہد جدید میں دروغ آمیز مقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوئے ہیں یہ ہے کہ یکسان مقامات کو اس طرح تبدیل کیا گیا ہے جس سے انہیں ایک دوسرے سے زیادہ کامل مطابقت کی جائے اور خامکرانا جیل کو اس طریقہ سے نقصان پہنچا ہے اور پال کے نامحاجات کو اکثر مقامات میں اس لیے الٹ پلٹ کیا ہے کہ عہد جدید کے حوالوں کو اُن مقامات میں جہاں وہ سٹیو ایجنٹ (نسخہ بدیعینہ) ترجمہ کے بعینہ الفاظ سے تفاوت رکھتے ہیں اسی ترجمہ سے مطابق کریں۔ (۳) بعض نکتہ چینون نے عہد جدید کے نسخوں میں اس طرح اختلاف عبارت ڈال دیے کہ انکو ترجمہ رومی و لکیٹ کے مطابق تبدیل کر دیا۔

چہا ر م ایک اور سبب اختلاف عبارت کا اسی خرابیاں یا تبدیلیاں ہیں جو کسی فرقہ کے مطلب برائی کے لیے دانستہ کی گئی ہوں خواہ وہ فریق درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی ہو۔ یہ بات تحقیق ہے کہ اُن لوگوں نے جو دیندار کہلاتے تھے بعض خرابیاں

ارادتا کین۔ یہ خرابیان اُس دور اندیشی سے کی گئی تھیں کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اُسکو تقویت ہو یا جو اعتراض اُس مسئلہ پر ہوتا ہو وہ نہ ہو سکے۔

مذکورہ بالا اسباب کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے کہ عہد جدید کی کتابیں کس قدر مشکوک ہیں اور ان کی اصلیت پر کیسا پردہ پڑ گیا ہے۔ مثلاً ہم بیان چند مقامات کا حوالہ دیتے ہیں یہ وہ مقامات ہیں جنکو ۲۷ مشہور علماء مسیحی کی ایک انجمن نے الحاقی ثابت کیا ہے۔ اس انجمن کی کیفیت یہ ہے کہ ۱۸۷۷ء میں شہر کنٹربری (واقع انگلستان) میں علماء مسیحی کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔ بحث یہ تھی کہ مروجہ انگریزی ترجمہ بائبل جو شاہ جیس اول کے حکم سے ۱۵۷۷ء میں ہوا تھا اور جس کا مآخذ رومی ترجمہ ولگیٹ تھا اب اسوجہ سے ناقص ہو گیا کہ اُس زمانہ میں دوسب سے قدیم مشہور و معروف نسخے یعنی نسخہ اسکندریہ اور نسخہ سینا (ان کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں) دستیاب نہیں ہوئے تھے علاوہ برین زمانہ حال کے انکشاف متعلق آثار قدیمہ بھی اُس وقت نہیں ہوئے تھے اس لیے ایک دوسرا ترجمہ قدیم مآخذ دن اور جدید انکشافات کی مدد سے تیار کرنا چاہیے چنانچہ ۲۷۔ اکرین اس خاص مقصد کے واسطے منتخب ہوئے جنھوں نے ۱۸۷۷ء میں نہایت جانفشانی سے ایک نیا ترجمہ جواب ردائزڈ ورژن کے نام سے مشہور ہے چھاپ کر شائع کر دیا۔

اب ہم ان مقامات کا حوالہ دیتے ہیں جو بالاتفاق الحاقی ثابت ہوئے ہیں:-

نامہ جان اول باب ۱ درس ۱۷ ایمین مسئلہ تثلیث کا ذکر ہے

اعمال حواریین باب ۱ درس ۳۷ ایمین ایک خواجہ سرا کا یہ عقیدہ کہ مسیح ابن اللہ ہے بیان ہوا ہے

انجیل مرقس باب ۱ درس ۹ لغایت ۲۰ ایمین حضرت مسیح کا دوبارہ زندہ ہو کر حواریین کے لئے اتر کر آسمان پر چڑھ جانا مذکور ہے

انجیل یوحنا باب ۱ درس ۱۱ ایک زانیہ کا سنگاری کی حد سے بچنا

انجیل یوحنا باب ۱ درس ۳ و ۴ فرشتہ کابٹ شہداء کی تالاب کو جنبش دینا

انجیل متی باب ۱ درس ۱۳ دعا ہے مسیح

ہم نے مذکورہ بالا مقامات پر جن کو خود علما مسیحی نے اب الحاقی ثابت کیا ہے اکتفا کیا ہے ورنہ اگر عہد جدید کی مختلف کتابوں کا باہمی مقابلہ کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو بکثرت ایسے مقامات نظر آتے ہیں جنہیں صریح تناقض اور تخالف ہے۔ منوہ کے طور پر ہم بیان ولادت مسیح کے متعلق اناجیل اربعہ کے اختلافات کو بیان کرتے ہیں:-

اناجیل اربعہ اور ولادت مسیح

حضرت مسیح کی مافوق العادات ولادت کا قصہ انجیل متی اور انجیل لوقا میں مذکور ہے لیکن عجیب بات ہے کہ نہ مرقس کی انجیل میں جو ان دنوں اناجیل سے سابق اور اصل آخذ ہے یہ قصہ بیان ہوا ہے اور نہ انجیل یوحنا میں حالانکہ یوحنا کو عیسائی برگزیدہ حواری نقیینہ کرتے ہیں اور حضرت مسیح نے صلیب پر اسی حواری سے وصیت کی تھی کہ میں اپنی ماں کو تمہارا سپرد کرتا ہوں تم کفالت کرنا چنانچہ حضرت مریم یوحنا کے گھر میں رہیں (دیکھو انجیل یوحنا ۱۹:۲۷) اس لیے اس امر میں یوحنا کو سب سے پہلے واقفیت ہونا چاہیے تھی خاصکر جبکہ یوحنا نے اپنی انجیل میں بہت شد و مد سے حضرت مسیح میں انہی شان کا جلوہ گر ہونا بیان کیا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ متعدد مقامات پر یوحنا نے صاف صاف حضرت مسیح کو یوسف اور مریم کا بیٹا لکھا ہے اور آپ کے اور بھائیوں کا بھی حوالہ دیا ہے (دیکھو انجیل یوحنا ۱:۶)

و ۳۶ و ۵ و ۳۲ -

اب متی اور لوقا کے حوالوں کو لو۔ انجیل متی ۱۸-۲۱ میں لکھا ہے:-

”یہ مسیح کی ولادت اسطور پر ہوئی کہ جب اُسکی ماں مریم یوسف کے ساتھ منسوب ہوئی تو قبل اسکے کہ ہم بستی کی نوبت آئے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اُسکے شوہر یوسف نے جو ایک نیک آدمی تھا اس اندیشہ سے کہ کہیں اُسکی حام تشہیر نہ ہو جائے چاہا کہ مریم کو چپکے سے چھوڑ دے لیکن جب وہ یہ ارادہ کر رہا تھا

ناگہ خدا کا فرشتہ اُسے خواب میں نظر آیا اور کہنے لگا یوسف ابن داؤد میری کو اپنی
بی بی بنانے میں کچھ خوف نہ کر کیونکہ جو کچھ اُسکے شکم میں ہو روح القدس سے ہے
اور وہ ایک بیٹا بنے گی جس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہ اپنی قوم کو اُنکے گناہوں
سے بچائے گا۔ یہ سب ایسے ہو اتنا کہ خدا نے جو کچھ رسول کی معرفت فرمایا تھا وہ
پورا ہو۔ وہ پیشین گوئی یہ ہے کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو کر بیٹا بنے گی جس کا نام
عمائیل رکھا جائیگا۔

متی نے یسوع کی مافوق العادت ولادت کو اُس پیشین گوئی کی تصدیق میں پیش کیا
ہے جو عہد عتیق کی کتاب یسعیاہ ۷۰ میں مذکور ہے لیکن زبان عبرانی کا مشہور عالم
ڈاکٹر ڈیوڈ سن نے کتاب یسعیاہ کی شرح میں جو پمپل بائبل میں شائع ہوئی ہے لکھا ہے کہ
یسعیاہ نبی نے اصل میں ”المہ“ کا لفظ ارشاد فرمایا تھا جسکے معنی ہیں ”ایک نوجوان لڑکی
جو شادی کے قابل ہو گئی ہو۔ لیکن عہد عتیق کے یونانی ترجمہ یعنی نسخہ سبعینہ میں ”پار تھی یوس“
یعنی ”باکرہ“ استعمال ہوا اور چونکہ اناجیل اربعہ میں عہد عتیق کے حوالے اسی یونانی ترجمہ
نسخہ سبعینہ سے اخذ کیے گئے ہیں اس لیے متی نے بھی وہی باکرہ کا لفظ استعمال کر دیا۔
فرانس کا مشہور ڈاکٹر ریوس اپنی کتاب لاپروفٹ (کتاب الانبیاء) جلد اول صفحہ ۲۳۳
میں اس پیشین گوئی کے متعلق ایک تاریخی لطیفہ لکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یسعیاہ نبی نے
احاز شاہ یو دیہ کو جب اسپر شام اور ساریہ کے حاکمون نے حملہ کر کے سخت پریشان کر دیا
تھا تسلی دے کر یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یہ دشمن جلد تباہ ہو جائیں گے اور نشان کے طور پر
فرمایا تھا کہ جب ایک کنواری سے ایک لڑکا پیدا ہو جن کا نام عمائیل رکھا جائے اور وہ
مسکے اور شہد کھائے اور قبل اسکے کہ بُرائی سے بچنے اور اچھائی اختیار کرنے کی تمیز اُسکو
آئے یہ دونوں بادشاہ جو تیرے دشمن ہیں تباہ ہو جائیں گے۔ اب اگر عمائیل سے یسوع مسیح
مراد ہیں تو گویا یسعیاہ نبی شاہ یو دیہ کو یون تسلی دیتے ہیں کہ ۵۰ برس بعد یعنی جب

حضرت عیسیٰ پیدا ہونگے تو تیرے دشمن تباہ ہو جائیں گے۔ بھلا ایسی پیشین گوئی سے شاہ یہوذا کو جو اسوقت دشمنوں کے نرغہ میں تھا کیا تسلی ہوتی۔ طرہ یہ ہے کہ اسی کتاب بشمیاہ کے باب ورس ۱ لغایت ۸ میں ایک کاہنہ کے بطن سے ایک لڑکے کا پیدا ہونا اور قبل اسکے کہ وہ سن رُشد کو پہنچے شاہ یہودیا کے دشمنوں کا اسیر یا کے بادشاہ کے ہاتھوں تباہ ہو جانا مذکور ہے۔

اب انجیل لوقا کو باب اول ورس ۲۶ لغایت ۳۵ میں لکھا ہے :-
 ”تو بڑھ کر کیا کے حل کے چھ ماہ بعد جب بریل خدا کی طرف سے حلیل کے ایک نثر ناصرہ میں ایک کنواری کے پاس آیا جو نسل داؤد کے ایک شخص یوسف نام سے منسوب تھی اس کنواری کا نام مریم تھا۔ فرشتہ آیا اور کہنے لگا بشارت ہو اے وہ جسپر رحمت کی گئی ہے۔ خدا تیرے ساتھ ہے تو عورتوں میں متبرک ہے۔ مریم نے جب اُسے دیکھا تو مترودد ہوئی اور دلیں کہنے لگی کیس قسم کی بشارت ہے فرشتہ کہنے لگا اُسے مریم کچھ خوف نہ کر تو نے خدا کی رحمت کو پالیا اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا جنمے گی اور اُس کا نام یسوع رکھے گی وہ بزرگ ہوگا اور ابن اعلیٰ کہلائے گا اور خداوند اُسے اُسکے باپ داؤد کا تخت عطا فرمائے گا اور وہ نسل یعقوب پر ہمیشہ حکمران رہے گا اور اُسکی حکومت کا خاتمہ ہوگا۔ تب مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیسے ہوگا جب کہ میں کسی مرد سے نہیں ملی تب فرشتہ نے کہا تجھے روح قدس نازل کیگی اور رب اعلیٰ کی قدرت تجھے ڈھانک لے گی اور اسلئے وہ پاک شے جو تجھ سے پیدا ہوگی ابن اللہ کہلائے گی۔“

تو قاضی کا یہ بیان مٹی کے بیان سے کس قدر مختلف ہے پھر حضرت مسیح کا نسب نامہ جسکو لوقا نے باب میں درج کیا ہے آپ کے اُس نسب نامہ سے جسکو مٹی نے باب اول ورس ۱ لغایت ۸ میں لکھا ہے کیسے مطابقت نہیں رکھتا علاوہ اسکے خود لوقا نے اپنی انجیل کے متعدد مقامات پر

حضرت مسیح کو یوسف و مریم کا بیٹا لکھا ہے دیکھو لوقا ۲: ۴۱ ”مریم نے عیسیٰ سے کہا دیکھ تیرا باپ اور میں نکلے ہیں ہو کر تجھے ڈھونڈتے تھے“ اسی طرح لوقا ۱: ۳۴ کے موجوہ نسخوں میں یہ لفظ ہیں ”تب یوسف اور اُس کی ماں“ مگر ڈاکٹر گریساخ کی صحیح اور مقابلہ کر کے چھاپی ہوئی انجیل مطبوعہ پلسک (واقع جرمنی) ۱۸۵۷ء اور سنڈروٹ کی انجیل مطبوعہ ۱۸۴۹ء اور رومن دگلٹ کے انگریزی ترجمہ میں یوسف کا نام نہیں ہے بلکہ یون ہے ”تب اُس کا باپ اور اُس کی ماں“ اور ٹروٹپ نے یونانی انجیل کی شرح میں اسی کو صحیح مانا ہے جس سے یوسف کا پدرسیج ہونا صاف ظاہر ہے۔ سیطرح لوقا ۲: ۴۱ میں یوسف و مریم کو حضرت عیسیٰ کے ماں باپ کہ کر تعبیر کیا ہے۔

مسٹر کانی بیر نے ۲۲ جون ۱۹۰۳ء کے اخبار ڈیلی کرائسل میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ حضرت مسیح کے متبع اور معاصرین یوسف کو آپ کا انسانی باپ مانتے تھے اور حواری بھی اس سے زائد نہیں جانتے تھے۔ آپ کی مافوق العادت ولادت ایک خاندانی راز تھا جسکو آپ کی ماں نے اُس وقت تک ظاہر نہیں کیا جب تک پال اور اُس کے رفیق دُنیا سے رخصت نہ ہو گئے۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ یو دیم کا پہلا کلیسا اس مافوق العادت ولادت کا صاف منکر تھا..... غرض کہ حضرت مسیح کے دو سو برس بعد تک ہر جگہ عیسائیوں کے ایک نہ ایک فرقہ نے اس عجوبہ سے انکار کیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا بلیکا (تحت لفظ مسیح) میں صاف لکھا ہے کہ:-

”کچھ شک نہیں کہ باکرہ سے پیدا ہونے کا یہ قصہ ہم کو کفار کے خیالات کے دائرہ میں داخل کر دیتا ہے“

۱۵ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَعَنَّا كَعْبَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ رَبِّنَاكَ وَهَذَا كَافِرٌ ہو گئے جو کہتے ہیں مسیح ابن مریم وہی خدا ہے (سورہ المائدہ)۔ کلام مجید کے نزول کے زمانہ میں دو متضاد خیالات حضرت عیسیٰ کے متعلق اہل کتاب میں پھیلے ہوئے تھے۔ یہود آپ کو سادو انڈر دلہا (رائی حاشیہ ص ۱۵۷)

بیشک عیسائیوں نے اس قصہ کو اس طرح مان لیا ہے جس طرح بت پرست قوموں نے اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) یقین کرتے تھے اور حضرت مریم کو ایک شخص پتھر اتالی کے ساتھ تھمت لگاتے تھے برعکس اسکے نصاریٰ آپ کو لوگاس (یعنی کلمتا اللہ و روح اللہ) مسیح موعود اور ابن اللہ اور حضرت مریم خاوند کی کنواری مان یقین کرتے تھے۔ کلام مجید نے یہود کی تھمت کو قطعاً باطل کیا اور نصاریٰ کی گمراہیوں کی اصلاح کر دی ارشاد ہوتا ہے: وَمَرْيَمُ ابْنَتْ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَيْنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا (اور مریم عمران کی بیٹی جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا یعنی بدکاری نہیں کی) پس ہم نے اپنی روح اُس میں پھونک دی۔ سورہ تحریم۔ یہ یہود کے مقابلہ میں حضرت مریم کی عصمت اور محصنہ ہونے کی گواہی اور آپ کے بیٹے کو اپنی روح سے نسبت دیکر عظمت و تقدس عیسوی کی شہادت ہے۔ اب دوسرے مقامات پر ارشاد ہوتا ہے: يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلِبُوا دِينَكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ الْإِلَٰهَ الْأَحْيَ الْأَمْيَاتِ السِّيمُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ سَأَلَ اللَّهُ وَكَلَّمَهُ الْقَهْلَانِ مِنْكُمْ دَسُوحٌ مِنْهُ فَأَمَّا إِبْرَاهِيمُ وَرَسُولُهُ كَلَّا تَقُولُوا إِنَّكُم مِّنْكُمْ (اے کتاب والو! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو و خدا پر بجز سچ کے کچھ نہ کہو بیشک مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا خدا کا رسول ہے اور اسکا کلمہ ہے کہ اُسکو مریم کی طرف والا اور روح ہے اس کی طرف سے پھر ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر اور مت کہو کہ تین خدا ہیں اس کہنے سے باز رہو تمہارے واسطے بہتر ہے۔ سورہ انشا۔ یہ نصاریٰ کے مقابلہ میں انکے خیالات کی اصلاح ہے ناشاک فرقہ حضرت عیسیٰ کو روح محض اور لاہوت کلی کہتے تھے بطرح اسکندریہ کے عیسائی اہلیات کے رنگ میں آپ کو لوگاس یعنی کلام انبی یا کلمہ اللہ کہتے تھے۔ ایبانی فرقے آپ میں ناسوتی اور لاہوتی صفات ثابت کرتے اور فرقہ تغلیثہ آپ کو ثالث ثالثہ اور ابن اللہ کہتا تھا غرض کہ یہود کے مقابلہ میں عیسائی نہایت غلو سے کام لیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ سب حاکمیت دین اسی کا نام ہے۔ کلام مجید نے اس غلو کو باطل کیا اور فرمایا کہ بیشک حضرت عیسیٰ مسیح موعود میں کلمہ اللہ ہیں روح اللہ ہیں لیکن ان با عظمت خطابات کے ساتھ آپ مثل اور پیغمبروں کے ایک رسول ہیں اور اُس خدا سے لم یلد ولم یولد کے ایک بندے ہیں پھر صافات صاف فرمادیا: مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَقْنَا مِنْ قَبْلِهِ وَالرُّسُلُ أَمْثَلُ صِدْقٍ كَانُوا يَكْفُرُونَ (مسیح ابن مریم فقط ایک پیغمبر تھا اُس سے پہلے کئی پیغمبر گذر چکے اور انکی مان سچے دل سے خدا کو ماننے والی تھی۔ دونوں کھا نا کھاتے تھے [یعنی بشر تھے] سورہ مائدہ) حضرت عیسیٰ کے تعلق کلام مجید کی اصلی تعلیم یہی ہے باقی رہے وہ آیات جن میں آپ کی ولادت کا ذکر ہے یعنی سورہ آل عمران کی یہ آیت: وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ... آئید اور سورہ مریم کی یہ آیات: وَادْكُرِي فِي الْكِتَابِ مَرْيَمُ... آئید یہ صریح اعلان ہے کہ عیسائیوں نے اس قصہ کو اس طرح مان لیا ہے جس طرح بت پرست قوموں نے اپنے

بعض بزرگوں کے متعلق مشہور کیا تھا مثلاً قدیم یونانی کہتے تھے کہ افلاطون آپا لو دیوتا کا بیٹا ہے اور اُسکے حل کا قصہ بھی حضرت سیح کے قصہ کی طرح مشہور تھا۔ مورخ پلوٹارک اسکندر رومی کے متعلق لکھتا ہے کہ جو پیٹر امون دیوتا سانپ کی شکل میں اسکندر کی مان کے خوابگاہ میں آیا کرتا تھا ایک دن فیلقوس نے روزن دیوار سے اس حرکت کو دیکھ لیا فوراً اسکی ایکٹ لکھ جاتی رہی غرضکہ اس طور سے اسکندر کی مان دیوتا سے حاملہ ہوئی۔ اسکندر کی زندگی ہی میں یہ قصہ کہ وہ جو پیٹر امون کا بیٹا ہے مشہور ہو گیا تھا۔

مہا بھارت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کی کنواری لڑکی کو رشیوں نے اُسکے حسن خدمات کے عوض چند ایسے منتر سکھا دیے تھے جن کو پڑھکر وہ جس آسانی دیوتا کو چاہے بلا سکتی تھی۔ ایک دن اُس لڑکی نے آزمانے کی غرض سے سو ریا دیوتا کے لیے منتر پڑھا فوراً دیوتا ایک جوان خوش رو کی شکل میں متشکل ہو کر سامنے موجود ہوا اور کہنے لگا مجھے کیوں تکلیف دی ہے لڑکی نے کہا میں نے تو محض آزمائش کے طور پر منتر پڑھا تھا۔ دیوتا نے کہا یہ ہو نہیں سکتا اب میں آیا ہوں تو اپنی ایک یادگار بھی چھوڑتا جاؤں۔ لڑکی بھچکی اور کہنے لگی کہ دیوتا میں بدنام ہو جاؤنگی۔ دیوتا نے جواب دیا نازنین! تو ڈرتی کیوں ہے اس حل کے رہ جانے سے تیری بکارت وائل نہونے پائے گی۔

غرضکہ اسطور سے کرآن پیدا ہوا یہ وہی مشہور سورما کرن ہے جو مہا بھارت کی جنگ میں پانڈوں سے لڑا اور آخر میں آرجن کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور یہ لڑکی پانچون پانڈوں کی مان کنٹی ہے۔ تاریخ حبیب السیر میں خانان مغول کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک خان کی ماہ پیکر دختر آلا نقوا ایک رات اپنے خیمہ میں سو رہی تھی ناگاہ روزن خیمہ سے ایک روشنی داخل ہوئی اور اُسکے دہن میں نفوذ کر گئی جس سے وہ فورا حاملہ ہو گئی۔ چنگیز اور تیمور کے اجداد اسی منورانی حل کی یادگار ہیں۔ تَعْبُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هَفْوَاتِ رَہِم۔

مہا بھارت
کا قصہ

آلا نقوا

باب سوم

قرآن مجید

آؤ: تاریخ کی دور بین کو بصیرت کی آنکھوں پر رکھ کر تیرہ سو برس پیشتر یعنی ساتویں صدی عیسوی میں اہل کتاب کے حالات کا معائنہ کریں۔ دیکھو یہودی قومیت کا شیرازہ کبھر گیا ہے۔ وہ اقصائے عالم میں منتشر ہو کر محکوم اور مخدول ہو گئے ہیں۔ تورات کے اصلی نسخے فنا ہو چکے ہیں اور ان کی سچی تعلیم پر جو نور و ہدایت تھی رہیں و اجار کے اقوال کا پروردہ بڑ گیا ہے اور اب یہی اقوال تامل و دکی ضخیم جلدوں میں مرتب ہو چکے ہیں اور ہنزلہ کلام الہی سمجھے جاتے ہیں۔ عہد عتیق کی کتابوں کا نہ اب تک کوئی ایک اصلاح شدہ متن تیار ہوا ہے اور نہ مسوراتیان کی تصحیحات پیش ہوئی ہیں اختلافات کی کالی گھٹا چھائی ہوئی ہے اور تحریف کا طوفان اٹھا ہوا ہے۔

دوسری طرف نصاریٰ کا حال دیکھو۔ مذہبی فرقہ آرائیوں اور باہمی خونریز معرکوں کا دودھ ختم ہو چکا ہے آبیانی اور ناشک فرقے مع اپنی اپنی مذہبی کتابوں کے غارت ہو چکے ہیں۔ اسکندریہ کا مشہور کتب خانہ جو علم و حکمت کا خزانہ تھا پادریوں کے تعصب سے برباد ہو چکا ہے۔ فرقہ تنلیشیہ رومی سلطنت کے آہنی پنجہ سے سب فرقوں پر غالب آچکا ہے اور اب مصر و یونان و روم کے بت پرستانہ خیالات کے قالب میں ڈھالی ہوئی عہد جدید کی کتابیں جن میں مسائل حلول و کفارہ اصول دین قرار پائے ہیں متداول ہیں اور اصل انجیل یعنی حضرت مسیح کی سچی تعلیمات جو نور و رحمت تھیں مسخ ہو گئی ہیں۔

غرض کہ صحف سماوی کی یہ حالت تھی کہ یکایک وہ آواز جو طور پینا پر سنائی دی تھی مگر کالواری کی پہاڑی پر صلیب کی دھیانہ قوت سے خاموش کر دی گئی تھی اب غار حرا سے بجلی کی طرح جبکہ کر بعد کی طرح گرجنے لگی۔

نزول قرآن آنحضرت صلیم کی رسالت کی مدت قریب ۲۳ سال کے تھی ۱۳ برس مکہ معظمہ میں اور دس برس مدینہ منورہ میں اس کل مدت میں جبکہ کلام الہی آپ پر مختلف اوقات میں نازل ہوا اُس کے مجموعہ کو قرآن کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت ابتدائی نزول سے دو طرح پر ہوئی اول حفظ دوم تحریر و کتابت ہم ان دونوں طریقوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

۱۔ حفظ

عرب میں قبل اسلام یہ عام رواج تھا کہ مشہور اشعار اور خطبات کو زبانی یاد کر لیتے تھے۔ شعراء جاہلیت کا کلام اسی طور سے محفوظ رہا ہے امر اقبیس۔ زہیر نابغہ۔ حاتم طائی وغیرہا کے دیوان جو عہد بنو امیہ میں قلمبند ہوئے اسی طور سے محفوظ رہے۔ جاہل قریب کا حافظہ عموماً قوی ہوتا ہے اور عرب اس خصوصیت میں مشہور تھے۔

نزول کلام مجید کی کیفیت یہ تھی کہ ابتداء میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل ہوئیں اور پھر پھر تھوڑا تھوڑا مختلف اوقات اور خاص خاص مواقع پر اسکی وجہ خود کلام مجید میں یہ بیان ہوئی ہے:-

۱۔ یروثلم میں ایک پہاڑی کا نام ہے جہاں حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔

اور قرآن کے ہم نے حصے حصے کر دیے اس لیے کہ تو اُسے لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائے اور ہم نے اُس کو آہستہ آہستہ اُتارا۔	وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْنٍ وَنُزِّلْنَاهُ تَتْرِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل)
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

پھر کفار کا اعتراض بیان کر کے جواباً ارشاد ہوتا ہے:-

اور کافروں نے کہا کہ اس (پیغمبر) پر قرآن سب کا سب ایکبارگی کیون نہ اُتر لایے ہی تاکہ تیرے دل کو ہم اُس سے مضبوط کریں اور ہم نے اُسے تھم تھم کر پڑھا۔	وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِي لَا تَنْزِيلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَلِكَ يَنْتَضِبُّ بِهٖ فُتُوْدًا لَّكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيْلًا (سورہ فوکان)
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اسطور سے صحابہ آسانی کے ساتھ جس قدر حصہ نازل ہوتا جاتا تھا یاد کر لیتے تھے اور
چونکہ ابتداءے بعثت سے نماز فرض ہو چکی تھی اس لیے نازل شدہ حصہ کی تلاوت نماز
میں بار بار ہوتی تھی اور آسانی سے حفظ ہو جاتا تھا۔ خود آنحضرت صلم قرآن مجید
کے پڑھنے پڑھانے کی ترغیب اور تاکید فرماتے تھے اور صحابہ نہایت اہتمام اور شوق سے
یاد کرتے تھے۔ ذیل میں ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں:-
پہلی حدیث جو بخاری و مسلم دونوں میں منقول ہے۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلم نے فرمایا کہ رشک کے قابل صرف دو شخص ہیں ایک وہ جس کو خدا نے قرآن دیا ہو اور وہ برابر دن رات تلاوت کرتا رہے اور ایک وہ جس کو خدا نے مال دیا ہو اور وہ برابر دن رات (راہ خدا میں) خراج کرتا رہے۔	عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم لا جسد الا على اثنين رجل اتاه الله القرآن فهو يقر به اناء الليل و اناء النهار ورجل اتاه الله مال فهو ينفق منه اناء الليل و اناء النهار۔
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

دوسری حدیث۔ یہ بھی متفق علیہ ہے :-

عن عائشة قالت قال رسول الله صلعم الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة والذي يقرأ القرآن ويتتقن فيه وهو عليه شاق له اجران

عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو قرآن کا ماهر ہو وہ پاک لکھنے والے بزرگ نیکون کے ساتھ ہو گا اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اسکی زبان اٹکتی ہے اور یہ اُچھتر تکلیف دہ ہے اسکو دُہرا ثواب ہے۔

تیسری حدیث بھی متفق علیہ ہے :-

عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلعم على المنبر اقراء على قتل افتراء عليك وعليك انزل قال اني احب ان اسمع من غيري فقرأت سورت النساء حتى اتميت الى هذه الآية فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيداء قال حسبك الان فالتفت اليه فاذا عيسى عليه السلام تذر فان -

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ مجھ پر مجھ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ”قرآن سناؤ“ میں نے کہا آپ کے آگے میں پڑھوں اور آپ پر تو نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا ”مجھے بہت پسند ہے کہ دوسرے سے سنوں“ پس میں نے سورہ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر آیا وہ پس کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھ کو اسے محمد اُن سب گواہوں پر گواہ لائیں گے، آپ نے فرمایا اچھا بس میں نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

الغرض کلام مجید اسطورے سینوں میں محفوظ رہتا تھا۔ بخاری میں منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ میں نے ستر سو تین وز زبان مبارک رسول اللہ سے شکر یاد کی ہیں سطح اور کثرت سے صحابہ پر تھے

۱۔ مشہور خطاط صحابہ کے نام یہ ہیں :- ابو بکر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ طلحہ رضی اللہ عنہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابن سائب رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ عمارہ بن العاص رضی اللہ عنہ مسلم بن علقمہ رضی اللہ عنہ قاری رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ۲۔

جو قرآن کو حفظ کر لیتے تھے۔ رسول اللہ صلیع کی وفات کے دوسرے ہی سال جب عہد حضرت ابوبکرؓ میں یمامہ کا خونخوار معرکہ سیلمہ کذاب کے مقابلہ میں پیش آیا تو اس میں شہر صحابہ ایسے شہید ہوئے جنکو قرآن حفظ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ابتداء سے نزول سے آج تک کلام مجید سینوں ہی میں خاص طور سے محفوظ رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان آبا دہین مئی بستی ایسی نہ ملے گی جہاں حفاظ قرآن موجود نہ ہوں۔ فرض کرو کہ تورات اناجیل قرآن مجید اور دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں کے قلمی اور مطبوعہ نسخے سب کے سب ایک ساتھ ضائع کر دیے جائیں تو بتاؤ کہ بحجز کلام مجید کے جو سینہ مسلم میں بحسنہ محفوظ ہے اور کون سی الہامی کتاب پھر دنیا میں اپنی اسی اصلی حالت میں ضائع ہو سکتی ہے۔ یہ اس کلام الہی کے مختصات میں سے ہے۔ کیون نہیں :-

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ بلکہ یہ سران بزرگ ہے لوح محفوظ میں لوح محفوظ سے سینہ مسلم کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ چونکہ اس آیت کے پہلے فدعون کا ذکر آیا ہے اسلئے لامحالہ ذہن توریت کی طرف منتقل ہوتا ہے حضرت موسےؑ پتھر کی چند لوحیں کوہ طور سے اپنے ساتھ لائے تھے جن پر احکام شریعت کندہ تھے لیکن بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی میں مشغول دیکھ کر آپ نے جوش غضب میں ان الواح کو زمین پر ڈال دیا اور وہ ٹوٹ گئیں بعد کو پھر آپ کوہ طور پر تشریف لیگے اور دو لوحیں صندوق میں بند کر کے لائے۔ اس صندوق کی نہایت حفاظت کی جاتی تھی لیکن حوادث اور انقلاب میں وہ صندوق مع الواح ضائع ہو گیا۔ تورات کی اصلی نسخے بھی برباد ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے اس آیت میں الواح توریت سے مقابلہ کیا ہے اور کلام مجید کا ایک ایسی لوح میں موجود ہونا مذکور ہے جو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ ہے۔ وہ لوح سینہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے قرآن مجید

لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ لَوْ پھر اس سینہ پاک سے امت محمدی کے سینوں میں آج تک محفوظ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ يٰلَهُوَ إِلَٰهٌ جَبَّارٌ فَذَلِكُنَّ الْأَوَّلُ وَالْآخِرَةُ

۲- تحریر و کتابت

قبل اسکے کہ ہم قرآن مجید کی تحریر و کتابت کا ذکر کریں پہلے عربی رسم الخط کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہیں :-

عربی رسم الخط کی مختصر تاریخ [قدیم الایام میں بین عربی تمدن اور شائستگی کا گواہ]

تھا۔ یہیں سہا اور حمیر کی زبردست سلطنتیں بن عیسوی سے سیکڑوں برس پیشتر قائم ہوئیں جن کے فتوحات کا اثر ایران و روم تک پہنچ گیا تھا۔ انھوں نے ایک خط ایجاد کیا تھا جسکو خط مسند یا حمیری کہتے تھے۔

مورخ ابن خلدون لکھتے ہیں :- ”کہ دولت تباہ کے عہد میں خط عربی ضبط و تحکام و خوبی کے لحاظ سے انتہائی حد پر پہنچ گیا تھا کیونکہ انہیں تمدن اور شائستگی تھی اسی خط کا نام

۱۔ بیشک اسکو عالموں کے پروردگار نے آنا ہے۔ اسکو آنا ہے روح الامین نے ترسے دل پر تاکہ تو ڈرانے والوں سے ہو (سورہ شعرا) ۱۷ بلکہ یہ کھلی ہوئی آئین ہیں اُن لوگوں کے سینوں میں جو کو علم دیا گیا ہے۔ (سورہ عنکبوت) تفسیر میں بالعموم لوح محفوظ سے وہ لوح مراد ہے جو آسمان پر ہے۔ چنانچہ لغوی تفسیر معالم میں برہنہ ابن عباس لکھتے ہیں کہ لوح محفوظ سفید موتی کی ہے طول اسکا جیسے زمین سے آسمان اور عرض جیسے مشرق سے مغرب اور کنارہ نیچر اس کے یا قوت جیسے ہین اور دونوں دفتیان یا قوت سُرخ کی ہین اور نور کے قلم سے کلام قدیم یہیں لکھا ہے اس روایت کے بعض لوگ نقلی معنی لیں گے بعض امام غزالی کے اصول پر تاویل کریں گے بعض شاہ ولی اللہ کے عالم مثال میں اُس کا وجود یقین کریں گے۔ ہم کو یہاں لوح محفوظ کی اصلیت سے بحث نہیں بلکہ اس آیت میں لوح محفوظ سے جو لطیف کنایہ پیدا ہوتا ہے اسکو ظاہر کرنا ہے والکتابۃ ابلغ متن الصواعق ۱۲۔

خط حمیری ہے۔ علمائے آثار قدیمہ نے اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں بھی پائے ہیں۔ اعلیٰ مدین، تبوک اور صفا کے قرب و جوار میں مشہور مستشرق یونٹنگ نے بہت سے ایسے پرانے کتبے ڈھونڈ نکالے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر یونانی کے حملہ تک شمالی عرب میں اسی خط کا رواج تھا لیکن جب بنیویوں کا زور ہوا اور انھوں نے اپنی مستقل حکومت شمالی و مغربی حصہ عرب پر قائم کر کے پشرا کو اپنا پایہ تخت قرار دیا پشرا کورومیون نے مسئلہ عین تخمیناً پانسو برس کی حکومت کے بعد تباہ کر دیا تو ایک دوسرا خط جو آرامک کی شاخ سرانی سے ماخوذ تھا خط نبطی کے نام سے رائج ہو گیا۔

خط نبطی

بنیویوں کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ اصح یہ ہے کہ یہ لوگ قیدار ابن اسمعیل کی نسل سے ہیں۔ پہلی صدی عیسوی کا مشہور یہودی مورخ جو سیفیس کی ہی راے ہے اور توریت کتاب پیدائش ۲۶ و کتاب یسعیاہ ۲۹ سے بھی اسی راے کی تائید ہوتی ہے خط نبطی کے بہت سے کتبے جو پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی تک کے لکھے ہوئے ہیں دمشق سے مدینہ تک منتشر پائے گئے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی خط اسی نبطی خط کی ارتقائی صورت ہے جسے بنیویوں کی تباہی کے بعد بنی لخم نے حیرہ میں ترقی دی۔

اُس زمانہ تک جب قد خطوط مروج تھے ان کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے اور شمار میں ۲۲ حروف بھی تھے اور کمین اس سے بھی کم مثلاً عبرانی و سریانی نبطی وغیرہا میں ۲۲ حروف بہ ترتیب ابجد تاقرشت استعمال ہوتے تھے لیکن خط سنجی جو ایران کا قدیم خط تھا اور جس کا نمونہ ہم عہد حقیق میں درج کر چکے ہیں ان میں صرف ۲۱ حروف تھے بعض حروف کی متعدد شکلیں تھیں بطور سے کل ۳۲ شکلیں تھیں۔ سامی خطوط کے برعکس ان میں خاصے ترجمہ اور ثنائے مثلثہ بھی موجود تھے لیکن ح۔ ذ۔ ص۔ ط۔ ظ۔ ع۔ غ۔ ق۔ ل۔ مستعمل نہ تھے۔ عربی رسم الخط نے جب ارتقائی صورت اختیار کی تو خصوصیت کے ساتھ دو باتیں اضافہ کیں

۱۔ ماخوذ از ان ایگلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۳۸۱ لطیف ۳۹۳۔ یہ قابل قدر تالیف ابھی ناتمام ہے۔

اول حروف کے جوڑ ملائے جس سے جلد لکھنے میں سہولت پیدا ہو گئی دوئم چھ اور حروف یعنی
ثخہ منقطع کا اضافہ کر کے نقطون کی بنیاد قائم کی کیونکہ یہ حروف صورت کے لحاظ سے وہی
سابقہ حروف ہیں صرف نقطے ماہ الامتياز قرار پائے۔ اسطور سے عربی رسم الخط نے جامعیت
کی شکل پیدا کی جس طرح اردو حروف تہجی عجم اور ہند کے حروف تہجی کے جامع ہیں۔

عربی رسم الخط

مذکورہ بالا تشریح کی روشنی میں جب مورخین اور علمائے اسلام کی روایات پر جو بظاہر
ایک دوسرے کی مخالف ہیں نظر ڈالی جائے تو اصل مطلب ظاہر ہو جاتا ہے۔ ذیل میں ہم
ان روایات کو درج کرتے ہیں:-

پہلی روایت۔ الفہرست ابن ندیم صفحہ ۴ و کشف الظنون بحث علم الخط میں لکھا ہے
کہ ملوک مدین میں سے چھ شخصوں نے جبکہ طلسمی نام ایجاد ہو چکی کلین متعص قرنت تھے عربی
خط کو ایجاد کیا۔ لیکن طلسمی نام نہیں ہیں اصل میں وہی عبرانی اور بنی ۲۲ حروف تہجی ہیں
زبور نمبر ۱۱۹ میں ۲۲ مناجات کا ایک مجموعہ ہے ہر مناجات ایک ایک حرف تہجی سے
شروع ہوتی ہے اور وہی اس مناجات کا نام بھی رکھ دیا گیا ہے جس طرح کلام مجید میں
سورۃ ق۔ ن۔ ص۔ اور اس طرح اور حروف مقطعات۔ الغرض مذکورہ بالا روایت سے صرف
اس قدر پتہ چلتا ہے کہ عربی رسم الخط کا ماخذ بنیادیوں کا شہر مدین ہے۔

مورخین
اسلام کی
روایات

دوسری روایت فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۶۷۶ میں عباس بن ہشام بن محمد
بن السائب الکلبی سے روایت ہے اور اسکو الفہرست۔ کشف الظنون اور ابن خلکان نے
ابن بواب کا تب میں بھی نقل کیا ہے کہ عربی خط کو قبیلہ طے کے تین شخصوں نے جو شہر
ہماہر میں رہتے تھے ایجاد کیا۔ مرازم بن مرو نے حروف کی شکلیں سلم بن سدرة نے
حرفون کے جوڑ اور عامر بن جدرہ نے نقطے اور حرکات ایجاد کئے۔ ابن سیرین نے خط حیرہ
میں یہونچا جہان سے قریش نے سیکھا۔ یلعہ رسالت میں سترہ شخص لکھنا جانتے تھے جن میں سے

۱۔ بلاذری کی روایت کے مطابق ایک نصرانی شخص اشیر کندی نے حیرہ میں عربی خط سیکھا (باقی یہودیہ)

چند مشہور نام یہ ہیں :- عمر بن الخطاب - علی بن ابی طالب عثمان بن عفان - ابو عبیدہ بن الجراح
ابوسفیانؓ - ابو حذیفہ بن یمانؓ ابان بن سعید بن العاصی رضی اللہ عنہم - اس روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ عربی خط شہر انبار میں جو ساسانیوں کے پایہ تخت مدائن سے قریب آباد تھا
ایجاد ہوا اور حیرہ میں جہان آل مندر حکمران تھی اور جنھوں نے عجمی اور عربی تمدن کو
باہم ملا دیا تھا اسکی ترقی ہوئی اسطور سے خط میخی اور سامی خطوط کی آمیزش سے اٹھائیس
حروف تہجی بشمول چھ حروف منقوطہ یعنی فخذ وضطخ ستعل ہوئے اور حروف کے جوڑ ملا کر
تحریر میں آسانی پیدا ہوئی اور بالعموم مقبول ہو کر اسی خط کا رواج ہو گیا پھر اسلام کی سرپرستی
میں مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔

نقشہ خطوط

اب ہم ایک نقشہ درج کرتے ہیں جس سے عربی خط کا بنیادی خط سے ماخوذ ہونا سمجھ میں
آجائے گا۔ مستشرقین یورپ نے اس نقشہ کو قدیم کتبوں اور تحریرات سے مرتب کیا ہے اور
پہلی صدی عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک یعنی قدیم عہد جاہلیت سے عہد رسالت
و خلافت تک بنیادی عربی خط جس طور سے پتھر اور مصری پیپر (کاغذ) اور سگون پر لکھا جاتا
تھا بطور موازنہ درج کیا ہے۔

ہم نے ایک خانہ میں خط حمیری کے حروف تہجی بھی مقابلہ کے واسطے نقل کر دیے ہیں
مع خط عبرانی کے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸) اور پھر کہ میں اگر سفیان بن امیہ اور ابوقیس بن عبد مناف کو سکھایا پھر ان دونوں تاجران
کے ساتھ جب طائف گیا تو وہاں غیلان ثقفی نے یہ خط سیکھ لیا۔ پھر دیا رمصر میں عمرو بن زرارہ نے
غرضکہ اس طور سے مختلف قبائل عرب میں عربی رسم الخط جاری ہو گیا۔ ابن خلدون نے لکھا ہے
کہ حرب بن امیہ والدہ ابوسفیان نے حیرہ میں جا کر یہ خط سیکھا تھا اور پھر واپس آ کر مکہ میں
اپنے احباب کو سکھایا۔ بہر حال حیرہ وہ مقام ہے جو عربی رسم الخط کا گہوارہ تھا ۱۲

۱۲ ماخوذ از انسائیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۳۸۲ -

عربی			
ساتویں صدی عیسوی			
پہلی صدی عیسوی	سکون پر	پتھر پر	(مختلف نشان تحریر) مصری کاغذ پر
L / / / /	L \ C C I I	L L L /	((I I) / + + + +)
r r	r r r r	r	r r r r r r
x x	m + d d d	d . d	d m m m m
z z k	k k k	k k k	k k k k k
n	a a a a	b b a d o	b b b b b a a a
w w w	w w w w	w w	w w w w
			r r r
d	c c c x c	c	c c c c c
k	p p k	p p	p p p p p
s s	r r r r	r s s	r r r r r r r r
	k k k	k k k	k k k k k
r r l	r r l l l	r l l l l	r l l l l l
m m	m m m m	m m m m	m m m m m m
r r	r r r r	r r r r	r r r r r r r
x x	y y y	y	y y y y y
w w	w w w w	w	w w w w
	v v v	v	v v v v v
	w w w	w w	w w w w w
r r	r r r	r r r r	r r r r r
s s r	s s s s	s	s s s s s s
r	t t r	t t t	t t t t t
x	x x x	y	x x x x x

شماره	نمونه	نمونه	
		پهلوی	فارسی
۱	𐬀	𐬀	𐬀
۲	𐬁	𐬁	𐬁
۳	𐬂	𐬂	𐬂
۴	𐬃	𐬃	𐬃
۵	𐬄	𐬄	𐬄
۶	𐬅	𐬅	𐬅
۷	𐬆	𐬆	𐬆
۸	𐬇	𐬇	𐬇
۹	𐬈	𐬈	𐬈
۱۰	𐬉	𐬉	𐬉
۱۱	𐬊	𐬊	𐬊
۱۲	𐬋	𐬋	𐬋
۱۳	𐬌	𐬌	𐬌
۱۴	𐬍	𐬍	𐬍
۱۵	𐬎	𐬎	𐬎
۱۶	𐬏	𐬏	𐬏
۱۷	𐬐	𐬐	𐬐
۱۸	𐬑	𐬑	𐬑
۱۹	𐬒	𐬒	𐬒
۲۰	𐬓	𐬓	𐬓
۲۱	𐬔	𐬔	𐬔
۲۲	𐬕	𐬕	𐬕
۲۳	𐬖	𐬖	𐬖
۲۴	𐬗	𐬗	𐬗
۲۵	𐬘	𐬘	𐬘
۲۶	𐬙	𐬙	𐬙
۲۷	𐬚	𐬚	𐬚
۲۸	𐬛	𐬛	𐬛
۲۹	𐬜	𐬜	𐬜
۳۰	𐬝	𐬝	𐬝
۳۱	𐬞	𐬞	𐬞
۳۲	𐬟	𐬟	𐬟
۳۳	𐬠	𐬠	𐬠
۳۴	𐬡	𐬡	𐬡
۳۵	𐬢	𐬢	𐬢
۳۶	𐬣	𐬣	𐬣
۳۷	𐬤	𐬤	𐬤
۳۸	𐬥	𐬥	𐬥
۳۹	𐬦	𐬦	𐬦
۴۰	𐬧	𐬧	𐬧
۴۱	𐬨	𐬨	𐬨
۴۲	𐬩	𐬩	𐬩
۴۳	𐬪	𐬪	𐬪
۴۴	𐬫	𐬫	𐬫
۴۵	𐬬	𐬬	𐬬
۴۶	𐬭	𐬭	𐬭
۴۷	𐬮	𐬮	𐬮
۴۸	𐬯	𐬯	𐬯
۴۹	𐬰	𐬰	𐬰
۵۰	𐬱	𐬱	𐬱

نقشہ کی
تشریح

اس نقشہ میں چند امور غور طلب ہیں :-
 اول ۲۲ حروف تہجی کے علاوہ آخر میں لا (لام الف مرکب) درج ہے اور اسکا پتہ
 صرف چوتھی صدی عیسوی تک چلتا ہے عبرانی میں اور تیسری صدی عیسوی تک نبطی میں اسکا
 وجود نہیں۔ عربی رسم الخط کا سب سے قدیم کتبہ جو اب تک دریافت ہوا ہے وہ ۳۲۵ء کا ہے
 جو مقام نمار متصل حوران واقع ملک شام میں دستیاب ہوا ہے۔ یہ کتبہ حیرہ کے قدیم بادشاہ
 امرالقیس بن عمرو بن عدی کی قبر پر بطور یادگار کندہ پایا گیا۔ امرالقیس چوتھی صدی عیسوی
 کے آغاز میں گذرا ہے اور بادشاہ عجم شاپور ذوالاکتاف کا جس نے شہر انبار کو دوبارہ آباد
 کیا معاصر تھا۔

دوم عبرانی میں جس اورش کی علیحدہ شکلیں ہیں اور نام بھی الگ ہیں یعنی تس کو سمک اور
 ش کو شین کہتے ہیں۔ تیسری صدی عیسوی تک نبطیوں میں بھی یہ دونوں حروف علیحدہ
 تھے لیکن چوتھی صدی سے نمار میں پہلے پہل حروف تس (سمک) غائب ہو گیا اورش کی طرح لکھا
 جانے لگا فرق صرف نقطوں کا قائم کر دیا گیا۔

سوم مختلف صدیوں کے حروف کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی شکلوں کا فرق
 زیادہ تر ان اشیاء کی نوعیت پر منحصر تھا جن پر یہ حروف لکھے جاتے تھے مثلاً پتھر یا سخت چیزوں
 انہیں اس قدر انحناء اور باہمی وصل نہ تھا جس قدر نرم چیزوں مصری کا غذا یا پتھر پر
 پایا جاتا ہے۔

چہارم موجودہ عربی رسم الخط کا آغاز اگرچہ چوتھی صدی عیسوی میں خیال کیا جاتا ہے
 لیکن خط سند یا حمیری جو قدیم عربی خط ہے وہ سن عیسوی سے سیکڑوں برس پیشتر کا ایجاد
 کیا ہوا ہے اسکی شان خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم خط سنجی کا (جس کا نمونہ ہم نے
 عہد عتیق میں دیا ہے) ہم عصر ہو گا۔ لیکن یہ خط تبالعہ میں کے ساتھ ہی مٹ گیا تھا۔ بطور عام
 کے وقت اسکا کوئی جاننے والا باقی نہ تھا۔

پنجم اگرچہ حروف منقوطہ رائج ہو گئے تھے لیکن نقطون کا استعمال ساتویں صدی
عیسیٰ یعنی عہد اسلام سے نظر آتا ہے اسکے متعلق ہم آگے چلکر بیان کریں گے یہاں اب کلام مجید
کی تحریر و کتابت کا ذکر کرتے ہیں۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ قریش میں سترہ آدمی فن کتابت سے واقف تھے جن میں
حضرات علیؓ - عمرؓ - عثمانؓ - ابو عبیدہ بن الجراحؓ - طلحہؓ - زیدؓ - ابولکثمہؓ - خالد بن سعیدؓ - ابان بن سعیدؓ شروع ہی
سے مکہ معظمہ میں دولت ایمان سے فائز ہو چکے تھے۔ کلام مجید جب قدر نازل ہوا تھا رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے جو مکہ معظمہ میں کاتب وحی مقرر ہوئے تھے لکھوا دیتے تھے
اور جو اصحاب بھی لکھ لیتے تھے۔ اسکا ثبوت کلام مجید ابتداء ہی سے لکھ لیا جاتا تھا خود
کلام مجید کی اندرونی شہادت ہے ذیل میں ہم چند آیات پیش کرتے ہیں:-

کتابت
کلام مجید
کی شہادت
کلام مجید سے

سن لے (قرآن) تو ایک نصیحت ہے جب کاجی چاہے
نصیحت لے عزت والے درقون میں لکھا ہے اونچے
رکھے ہوئے پاک لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو
سردار ہیں نیک۔

كَلَّا اِنَّمَا تَذَكَّرُ ۙ فَتَسْنِ ۙ مَشَاءَ
ذِكْرًا ۙ فِي صُحُفٍ مُّكْتَسَبَةٍ مِّنْ قُرْآنٍ
مُّطَهَّرَةٍ ۚ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۚ كِرَامٍ
بَوَّاهٍ (سورہ عبس)

یہ سورت نبوت کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اور کی ہے اس میں کتابت وحی کا صحیفوں میں
لکھا جانا اور کاتبان وحی کی تعریف و توثیق مذکور ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے والسفرۃ الکرام البرہاء
ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قیل ہم القراء۔ یعنی سفرائے کرام سے
مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں اور بعضوں نے کہا کہ حفاظ قرآن مراد ہیں۔ آنحضرت اور

تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۴۷۳ باب اول عہد عتیق میں ہم لکھ آئے ہیں کہ
سفریم، توریت کے حامل اور کاتب تھے یہاں سفرہ کرام صحابہ ہیں جو کاتب اور حافظ
قرآن تھے ۱۲

آپ کے اصحاب خوب سمجھتے تھے کہ سابقہ کتب سہادی کا تبون کی بے احتیاطی غفلت اور خود رائی سے کس طرح تحریف ہو گئی ہیں اس لیے یہ امر یقینی ہے کہ قرآن مجید کی تحریر میں نہایت احتیاط عمل میں آتی ہوگی یہاں تک کہ اگر مشابہ الفاظ میں بھی کسی نے بے احتیاطی کی تو وہ نکال دیا جاتا تھا۔ چنانچہ عبداللہ ابن ابی سرح جو مدینہ میں وحی کی کتابت کرتا تھا غالمین کی جگہ کافرین اور سمیعِ عیلم کے عوض غفور رحیم لکھ دیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو نکال دیا وہ مرتد ہو کر مکہ میں بھاگ آیا فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے قتل کا حکم دیا تھا مگر حضرت عثمان کی سفارش سے درگزر فرمائی۔

و کتاب مسطوطہ فی ذی قیامہ (دوہ طور) اور (قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق میں

رق چمڑے کہتے ہیں صراح میں پوست آہو لکھا ہے انگریزی میں اسکو پارچمنٹ کہتے ہیں اس کے متعلق ہم عبدعقیق میں لکھ آئے ہیں کہ کس طرح سن عیسوی سے ایک صدی پیشتر مصری پیپرس کے مقابلہ میں اسکا رواج شہر پرگوس واقع ایشیائے کوچک سے شروع ہوا منشور کے معنی پھیلے ہوئے ہیں جس سے مراد ہے کہ اسکو ملاطفہ کی صورت میں جیسے کہ توریت لکھی جاتی تھی نہیں لکھا ہے بلکہ کشادہ ورق کی کتاب کی شکل میں لکھا ہے کتاب مسطوطہ سے تفسیر کبیر میں قرآن مراد لیا ہے ۱۰

یہ آیت بھی لکھی ہے۔ چونکہ انجیل کے نسخے مصری پیپرس پر لکھے جاتے تھے جو ناپائیدار اور ہست ہوتا تھا اور بار بار کے استعمال سے جلد بویہ اور تلف ہو جاتا تھا اس لیے زیادہ حفاظت اور میانہ کے لحاظ سے قرآن مجید شرف میں چمڑے کے ورقوں پر لکھا جاتا تھا اور حفاظت کا خاص اہتمام ہوتا تھا اور بغیر طہارت کے لوگ ہاتھ نہیں لگاتے تھے جیسا کہ

لَا يَسْتَأْذِنُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ اَوْ صُحُفٌ مُّطَهَّرَةٌ سے صاف ظاہر ہے حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے واقعہ میں آپ کا اپنی بہن کے مکان پر صحیفہ کا لکھا ہوا دیکھنا اور پھر اسکی تلاوت سے متاثر ہو کر ایمان لانا ثابت کرتا ہے کہ عہد رسالت کے آغاز ہی سے کلام مجید صحیفوں میں تحریر کر لیا جاتا تھا اور اسکی نہایت حفاظت کی جاتی تھی۔

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (بقرہ)	یہ کتاب ہے کچھ شک نہیں اس میں۔
رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرًا	رسول اللہ کا پڑھتا پاک صحیفے جنہیں مضبوط
فِيهَا كُتِبَ قِيمَةٌ (بینہ)	کتاب میں ہیں۔

یہ آیات مدنی ہیں۔ مکہ میں جب اسلام کو دنیاوی عروج نہیں ہوا تھا اور دشمنوں کے پنجہ میں تھا وحی کی کتابت خاص اہتمام سے ہوتی تھی مدینے میں جب دین حق کو غلبہ ہوا اُسوقت لامحالہ بہت کچھ تحریر و کتابت کا انتظام اور اہتمام کیا گیا جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے اور کثرت سے ایسی مدنی آیات ہیں جن میں کلام مجید کو کتاب کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ مدینہ میں حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت جنہوں نے رسول اللہ صلیم کے ارشاد کے مطابق عبرانی بھی سیکھ لی تھی خاص طور سے کتابت وحی کیا کرتے تھے انکے علاوہ اوصحابہ بھی کتابت قرآن پر مامور تھے اور بطور خود بھی لکھ لیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلیم نے انتظام فرمایا تھا کہ مدینہ میں لکھنے پڑھنے کا چرچا عام ہو جائے چنانچہ جنگ بدر میں جو اہل مکہ گرفتار ہوئے اور وہ فن تحریر سے واقف تھے رسول اللہ صلیم نے انکا قد یہ بھی مقرر فرمایا کہ وہ ایک ایک مسلمان مدینہ کو لکھنا سکھا کر آزاد ہو جائیں

نکتہ یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ کلام مجید میں صرف الفاظ بجنسہ جمع ہیں جنکے متعلق آنحضرت صلیم نے صاف فرمادیا تھا کہ یہ مجھ پر بذریعہ وحی نازل ہوئے ہیں اور کلام انکی ہیں۔ انکے علاوہ اور جو کچھ آپ سے منقول ہے مثلاً خطبات یا ادعیمہ ماثورہ یا

صحابہ سے گفتگو وغیرہ ان سب کا مجموعہ علیحدہ ہے اور احادیث کے نام سے مشہور ہے
مسلم نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا:-

لَا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا غَيْرَ الْقُرْآنِ | میری باتوں میں سے قرآن کے سوا اور کسی چیز کو نہ لکھو

یہی وجہ ہے کہ احادیث نبوی نہ عہد رسول اللہ اور نہ خلفائے راشدین کے عہد میں لکھی
گئیں۔ اس تفریق سے کلام الہی ہر قسم کی آمیزش سے پاک رہا لیکن تورات اور اناجیل کا
یہ حال نہیں ہے کیونکہ انہیں کلام الہی روایت بالمعنی کے طور پر غیروں کے کلام متعلق
آئنا رد سیر کے ساتھ مخلوط ہو گیا ہے مثلاً اہل کتاب کا دعویٰ ہے کہ تورات کی ابتدائی
پانچ کتابوں کو جو لفظاً اور معناً کلام الہی ہیں حضرت موسیٰ نے خود تحریر فرمایا تھا لیکن
اسی نسخہ کی کتاب استنساہ باب ۳۴ میں حضرت موسیٰ کی وفات کا واقعہ اور آپ کے
مدفن کی کیفیت بھی درج ہے اسی طرح کتاب پیدائش خروج اور اعداد کے تحت ملت
البواب میں ایسے تاریخی واقعات اور اسماء مذکور ہیں جو حضرت موسیٰ کی وفات کے بہت
عرصہ بعد صورت پذیر ہوئے دیکھو پیدائش ۱۲ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۶ خروج ۱۶
اعداد ۲۱ و ۲۲ وغیرہ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دوسرے کی تحریر ہے نہ حضرت موسیٰ کی۔ یہی حال
اناجیل کا ہے جنہیں سیرت عیسوی روایت بالمعنی کے طور پر قلمبند ہے۔ غرض کہ اس تخلیط
کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتب یہود و نصاریٰ میں کلام الہی کی مختص حیثیت جیسی کہ قرآن مجید
میں ہے قائم نہ رہی اور نہ صرف الفاظ بلکہ معنی کے اختلافات کے تیر و تار جنگل میں
حقیقت کا راستہ گم ہو گیا۔

جمع و ترتیب کلام مجید

نزول قرآن کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی سورت نازل ہونا شروع ہوتی تھی تو دو دو جا رہا آیتیں موقع بہ موقع اُترتی تھیں آنحضرت صلعم اُن آیات کو اُس سورت میں داخل کراہے جاتے تھے مثلاً سب سے پہلے سورہ اقرآ کی ابتدائی آیات عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مِثْلَ حَمِیْلٍ تِلْكَ نَزْلُ سُوْرَةٍ پھر سورہ مدثر کا نزول شروع ہو گیا ایک عرصہ کے بعد جب سورہ اقرآ کی بقیہ آیات نازل ہوئیں تو آپ نے اُن آیات کو سورہ اقرآ میں لکھوا دیا اور اس طور سے سورت پوری ہوئی۔ جب ایک سورت ختم ہو جاتی تھی تو علیحدہ نام سے موسوم ہو جاتی تھی۔ کبھی کوئی سورہ ایک ہی مرتبہ پوری نازل ہو جاتی تھی۔ جیسے والرسالت۔ کبھی ایک ساتھ دو سورتیں نازل ہونا شروع ہوتی تھیں اور آنحضرت دو دنوں سورتوں کو الگ الگ لکھواتے تھے۔ یہ امر کہ آنحضرت صلعم کے عہد مبارک میں سورتوں کی آیات مرتب ہو چکی تھیں اور اُن کے نام قرار پا چکے تھے عموماً احادیث سے ثابت ہے۔ صحاح میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ نماز فجر میں آپ کبھی سورہ ق کبھی سورہ روم پڑھتے تھے کبھی سفر میں اختصار کے طور پر معوذتین اور کبھی آذان و اذان جمعہ کے دن نماز فجر میں آپ رکعت اول میں اَلَمْ تَنزِلِ السَّجْدَہ اور رکعت دوم میں اَلْاٰتِی پڑھتے تھے۔ نماز مغرب میں کبھی سورہ اعراف پڑھتے اور کبھی دالتین اور کبھی والرسالت۔ نماز جمعہ میں سورہ جمعہ و منافقین نماز عید میں سورہ ق اور اقرب اور کبھی سورہ اعلیٰ اور عاشیہ غرض کہ خدا سے پاک کا یہ وعدہ کہ لَا تَکُوْنُ عَلَیْکُمْ جَمْعَةٌ وَفَرَائِضٌ خود عہد رسالت میں پورا ہو چکا تھا اور قرآن کی تمام سورتیں مرتب ہو چکی تھیں اور اُسی کے مطابق تلاوت ہوتی تھی۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رمضان شریف میں قرآن مجید ہر سال ایک مرتبہ رسول خدا کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور آپ دن دن احکامات فرماتے تھے لیکن سال وفات میں آپ نے ماہ صیام میں بیس دن اعتکاف فرمایا

اور قرآن مجید دو مرتبہ آپ کے سامنے دُہرایا گیا اُس عرضہ اخیر کے بعد آپ چھ ماہ اور زندہ رہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید آپ کی زندگی ہی میں جمع ہو چکا تھا لیکن چونکہ سلسلہ وحی وفات تک جاری رہا ہے اور سورہ توبہ کا اختتام لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ... الآية۔ وفات سے نو دن پیشتر نازل ہوا ہے اس لیے ظاہر ہے کہ قرآن مجید ایک ہی مجلس میں نقل نہیں کیا گیا اگرچہ وہ بہت سے صحابہ کے پاس متفرق طور پر مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا اور بہت سے صحابہ کو زبانی یاد تھا۔ یہ کام سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی خلافت میں جنگ یمامہ کے بعد حضرت زید بن ثابتؓ کا تب وحی کے ہاتھوں سے پورا کر لیا حضرت زید عہد رسولؐ لکھنے بھی قرآن مجید کو ٹکڑوں اور چڑوں سے لیکر جمع کیا کرتے تھے جیسا کہ حاکم نے انھیں سے روایت کی ہے۔

خلافت حضرت
ابو بکرؓ میں
کلام مجید کا جمع
کیا جانا ایک
مجلس میں

کُنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ نَوَلِّفُ الْقُرْآنَ
ہم لوگ رسول اللہ کے پاس قرآن کو چڑوں
من الروتاء۔ اور ٹکڑوں سے لیکر جمع کیا کرتے تھے۔

زید باوجودیکہ حافظ قرآن تھے لیکن جب تک دو تحریری شہادتیں پیش نہیں ہوتی تھیں وہ کسی چیز قرآن کو اُس مجموعہ میں جسکو حضرت ابو بکرؓ طیار کرارہے تھے درج نہیں کرتے تھے سورہ توبہ کی آخری آیتیں جو وفات نبوی سے ۹ دن پیشتر نازل ہوئی تھیں صرف ابی جزمیہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملیں اور کسی کے پاس نہیں ملیں اس لیے انھیں کی شہادت پر اکتفا کیا گیا۔ اس طور سے تمام قرآن ایک مجلس میں نقل کر لیا گیا یہ نسخہ حضرت ابو بکرؓ

۱۰۰۰ دو چیزیں بالعموم یہ تھیں عیب یعنی کھجور کی شاخ۔ نصف پتھر کی بتلی تختیان۔ کتف اونٹ یا بکری وغیرہ کے شانے کی چوڑی پڑیاں۔ رقی یعنی چمڑا۔ قتب بالان کی ٹکڑی۔ ۱۰۰ بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ مرتضیٰ کے بیٹے محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام الہی میں کچھ اور کچھ چھوڑا دونوں نے فرمایا ہاں مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدُّنْيَيْنِ (میں نے چھوڑا مگر جو دو دنیوں میں ہے) اس حدیث سے (ابن حجر نے استدلال کیا ہے کہ اُن لوگوں کا یہ دعویٰ غلط ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن سے کچھ کم ہو گیا ہے۔ قرآن جس قدر عہد رسول اللہ میں تھا جتنے موجود ہے (دیکھو فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۸)

کے خزانہ میں رہا اور آپ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے قبضہ میں آیا حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ نے اسکو حضرت ام المومنین حفصہ سے لیکر متعدد نقلیں کر کرکے شائع کیں جس بنا پر حضرت عثمانؓ نے اس نسخہ کی نقلیں شائع کیں وہ ایک اہم واقعہ ہے جسکو ہم بالتفصیل بیان کرتے ہیں:-

حضرت ابو بکرؓ نے اگرچہ قرآن مجید کو ایک ہی جلد میں نقل کر کے خزانہ میں رکھ لیا تھا لیکن اس کی نقلیں شائع نہیں کی تھیں صرف زبانی قرات اور حفظ پر اکتفا کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اسی طریقہ کو خاص اہتمام سے جاری رکھا اور اپنی عہد خلافت میں قاریوں اور معلموں کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور ایک شخص ابوسفیان کو جسیا کہ اصحابہ میں مذکور ہے چند آدمیوں کے ساتھ مامور کیا کہ قبائل میں گشت لگا کر ایک ایک شخص کا امتحان لے اور جسکو قرآن مجید کی کوئی آیت یاد نہ ہو اسکو سزا دے۔ خانہ بدوش بدوؤں میں بھی قرآن مجید کی جبری تعلیم جاری کر دی اور تمام ممالک مفتوحہ میں درس قرآن کا خاص اہتمام کیا اور صحابہ میں جو مشہور حفاظ قرآن تھے ان کو اس کام پر مقرر کیا چنانچہ عبادہ بن الصامت حصّ میں ابو درداء دمشق میں اور معاذ بن جبل بیت المقدس میں قیام کر کے درس قرآن میں مشغول رہتے تھے۔ ابو درداء کی تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ نماز صبح کے بعد جامع مسجد جاتے تھے قرآن پڑھنے والے کثرت سے جمع ہوتے تھے درس آدھیں کی ٹکڑیاں کر دی جاتی تھیں اور ہر ٹکڑی پر ایک قاری مقرر ہوتا تھا اور جب کوئی پورے قرآن کا حافظ ہو جاتا تھا تو ابو درداء اسکو اپنا خاص شاگرد بنا لیتے تھے ایک دن شمار کرایا تو معلوم ہوا کہ سولہ سو طالب علم اس وقت حلفتِ درس میں شامل ہیں۔

ہا این ہمہ چونکہ قرآن کے نسخے شائع نہیں ہوئے تھے اُدھر روم و ایران و مصر میں سلام روز بروز پھیلتا جاتا تھا اور نئی نئی قومیں مسلمان ہوتی جاتی تھیں جو عربی لہجہ سے

ابو عبد اللہ
کی تفصیل

بالکل نامانوس تھیں اس لیے الفاظ کے اعراب تلفظ اور وجہ قرأت میں اختلاف ہوتا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ عربوں کے مختلف قبائل کے لب و لہجہ کے لحاظ سے فرمادیا تھا کہ ان ہذا القرآن انزل علی سبعہ احرف فافروا ما تیسرے منہ یعنی یہ قرآن سات طریقوں یعنی متعدد طرز پر نازل ہوا ہے پس پڑھو جب طور پر تم کو آسان ہو مثلاً ایک قبیلہ حتی کو عتی پڑھتا تھا کوئی علامت مضارع کو فتحہ کے بجائے کسرو سے پڑھتا تھا کسی قبیلہ میں مالک کو ملک پڑھتے تھے غرض کہ اس قسم کے قدرتی اختلافات تھے جنکی اجازت صرف یہیں تک تھی کہ معنی پر اثر نہیں پڑتا تھا لیکن جب غیر قوموں کے اختلاط سے اختلاف قرأت اختلافات معنی کی شکل میں تبدیل ہونے لگا تو حضرت عثمان نے فوراً سد باب کر دیا صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔

حضرت عثمان
اور قرآن مجید

حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا اباؤنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ
قال حدثنا ابن شهاب بن النضر بن مالك حدثنا	حذیفہ بن الیمان عثمان کے پاس آئے اور وہ
ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان دكان	عراق والوں کے ساتھ اہل شام سے لڑے
يعاذي اهل الشام في فتم ارمينه واذربيجان	تھے ارمینہ اور آذربيجان کی فتح میں ان
مع اهل العراق فانزع حذيفة اختلاهم	لوگوں کی قرأت قرآن میں اختلاف کرنے
في القراءة فقال حذيفة لعثمان	سے حذیفہ سخت گھبرائے اور عثمان سے یوں کہنے لگے

۱۔ دیکھو فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۲ لغایت ۲۴۔ ۵۲ تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے کہ ایک شخص سے باوجود کوشش طعام الاثیم کے عوض طعام الیتیم نکلتا تھا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا اچھا طعام الفاخر پرچہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اقوام کے مشددین کو قرآن سے مانوس کرنے کے لیے ابن مسعود نے کس حد تک آسانی روا رکھی تھی۔ اس طرح آپ نے اکبریتہ کالہین المنفوش کے عوض کالہون المنفوش پڑھایا۔ اسی قسم کے تفسیری الفاظ اکثر آپ سے منقول ہیں۔ لیکن اس قسم کی اجازتیں اختلاف کا پیش خیمہ تھیں اس لیے حضرت عثمان کے عہد میں فوراً سد باب کیا گیا ۱۳

یا امیر المؤمنین ادرك هذه الامة
قبل ان يختلفوا في الكتاب اختلاف
اليهود والنصارى فارسل عثمان
ابن حفصه ان ارسل لينابا بالصحف
ننسخها في المصاحف ثم زودها اليك
فارسلت بها حفصه الى عثمان فامر
زيد بن ثابت وعبد الله بن الزبير
وسعيد بن العاص وعبد الرحمن بن
المعاريث بن هشام فتنسخوها في
المصاحف وقال عثمان للرهط
القرشيين الثلاثة اذا اختلفتم
انتم وزيد بن ثابت في
شي من القرآن فاكتبوه بلسان
قریش فانها نزل بلسانهم
ففعلوا حتى اذا انضوا الصحف
في المصاحف رد عثمان الصحف
الى حفصه فلما ارسل الى كل
افق بمصحف متساكنسخوا واما
باسوا له من القرآن في كل صحيفه
او مصحف ان يحرق .

اے امیر المؤمنین ! اس اُمت کی
خبر لو قبل اسکے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح
یہ لوگ کتاب یعنی قرآن میں اختلاف کرنے لگیں
عثمان نے حفصہ کے پاس کہلا بھیجا کہ صحیفہ ہمارے
پاس بھیج دو ہم نقل کر کے واپس بھیج دیں گے
حفصہ نے وہ صحیفے عثمان کے پاس بھیج دیے
عثمان نے زید بن ثابت عبد اللہ بن زبیر
سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن حارث
بن ہشام کو حکم دیا سو ان لوگوں نے اُن کو
مصحفوں میں نقل کیا اور عثمان نے تین قریشی
گروہوں سے کہا کہ جب تم لوگ اور زید
بن ثابت قرآن کی کسی چیز یعنی عربیت میں
اختلاف کرو تو اُسکو قریش کی زبان میں
لکھو کیونکہ قرآن انہیں کی زبان میں اُتر آیا ہے
پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ
جب صحیفوں کو مصحفوں میں نقل کر لیا تو
عثمان نے صحیفے حفصہ کے پاس بھجوا دیے
اور نقلین کو ہر صوبہ میں بھیج دیا اور حکم دیا
کہ اسکے سوا جو کچھ کسی صحیفے یا مصحف میں ہو
سب جلا دیا جائے ۔

یہ واقعہ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ مقرر ہونے سے دوسرے سال یعنی ۳۵ھ میں

پیش آیا۔ آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے اُس کامل نسخہ کی نقل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے ہی سال زید بن ثابتؓ نے کی تھی بلاد اسلام میں شائع کر دی اور تحریر و کتابت میں اُسی قرأت کو قائم رکھا جو قرأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی زبان قریش تھی باقی تمام ان تحریر و نسخوں کو جنہیں اپنے اپنے طور پر لوگوں نے جمع کیا تھا اور اپنی اپنی قرأتوں سے پڑھتے تھے اور جن کے باعث سے فتنہ تحریف کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا بالکل مٹا دیا۔ حادثہ محاسبی نے خوب کہا ہے جیسا کہ افتحان کے نوع ۱۸ میں مذکور ہے:-

”لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ قرآن کو عثمان نے جمع کیا مگر دراصل یہ بات ٹھیک نہیں عثمان نے تو صرف یہ کیا کہ اپنے اور اپنے پاس موجود ہونے والے مہاجرین اور انصار کی باہمی اتفاق رائے سے عام لوگوں کو ایک ہی وجہ سے قرأت کرنے پر آمادہ بنایا کیونکہ ان کو اہل عراق اور اہل شام کی قرأتوں کے حروف میں باہم اختلاف رکھنے کے باعث فتنہ کا خوف پیدا ہو گیا تھا ورنہ عثمان کے اس عمل سے پہلے جو قدر مصاحف تھے وہ تمام ایسی قرأت کی صورتوں سے مطابق تھے جنہر حروف صحیحہ کا اطلاق ہوتا تھا اور یہ بات کہ قرآن جملہ سب سے پہلے کس نے جمع کیا وہ ابو بکر صدیقؓ تھے اور علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر میں حکمران ہوتا تو مصاحف کے ساتھ وہی عمل کرتا جو عثمان نے کیا ہے۔“

چند اعتراض اور اُن کے جواب ضرورت ہے کہ یہاں ہم معترضین کے چند اعتراض دفع کریں۔

مخالفین اسلام خاص کر عیسائی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں بھی کمی بیشی ہوئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:-

اول عبد اللہ ابن مسعود کے نزدیک موزن و داخل قرآن نہیں ہیں لیکن

مصنف عثمانی میں اُن کو داخل کر دیا گیا۔
دوم اہل تشیع کہتے ہیں کہ بعض آیات اور سور خاصہ جو اہلبیت کی شان میں تھیں
مصنف عثمانی سے خارج کر دی گئیں۔

ان وجہ سے مخالفین اسلام دعویٰ کرتے ہیں کہ مروجہ قرآن جو مصنف عثمانی کی
نقل سے ناقض اور محرف ہے۔ لیکن یہ دعویٰ محض بے بنیاد اور باطل ہے۔ اصل یہ ہے
کہ تحریف تو آرات و آماجیل کے ثابت شدہ الزام پر پردہ ڈالنے کی غرض سے اہل کتاب
نے اُن روایات کو جنہیں یہ لغو باتیں مذکور ہیں نہایت آب و تاب سے بیان کر کے
اپنا دل خوش کر لیا ہے۔ ذیل میں ہم اُن کے اعتراض کو علیحدہ علیحدہ رد
کرتے ہیں :-

حضرت
ابن مسعود
اور عوذ بن

اول ابن حجر نے اگرچہ بخاری کی شرح میں احمد اور ابن جبان کی روایت سے
یہ لکھ دیا ہے کہ ابن مسعود معوذتین کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے لیکن محدث ابن حزم اپنی
کتاب قدح المعالی میں لکھتے ہیں کہ یہ ابن مسعود پر چھوٹا الزام لگانا اور موضوع قول ہے
کیونکہ ابن مسعود کی جو صحیح قوت زر کے واسطے سے عام منہ کی ہے اس قرأت میں جو ذین
شامل قرآن ہیں (اتقان نوع ۲۲) ایطرح قوی مہذب کی شرح میں لکھتے ہیں
کہ ابن مسعود کا جو قول نقل کیا گیا ہے وہ سراسر باطل اور غلط ہے ۱

لیکن اگر تھوڑی دیر کے لیے ہم انکار ابن مسعود کو صحیح فرض کر لیں تو سوال یہ ہے
کہ کیا ابن مسعود نے قرآن کا کامل نسخہ اسی احتیاط اور اجراع صحابہ کی مدد سے جمع کیا تھا
جن طرح حضرت ابو بکر نے اپنے عہد خلافت میں کیا تھا اور پھر جس کی نقل حضرت عثمان
نے اپنے زمانہ میں شائع کی؟ کیا ابن مسعود کی شخصی رائے خلفاء اربعہ مہاجرین و
انصار کے اجماع کے مقابلہ میں قطعی تھی؟ کیا آنحضرت صلعم کا ابی ابن کعب مشہور
قاری کے سوال کے جواب میں یہ فرمانا کہ معوذتین داخل قرآن ہیں جیسا کہ بخاری
میں مروی ہے :-

..... رزین حبیش کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب سے معوذتین کے متعلق پوچھا انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے ایسا ہی کہا گیا (یعنی یہ سورتین مجھ پر نازل ہوئی ہیں) پس میں نے یہی کہا کہ اور اب ہم وہی کہتے ہیں جو ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا سفیان عن عاصم وعبد الله عن زبیر بن حبیش قال سألت ابی بن کعب عن المعوذتین فقال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال قيل لي فقلت فحسن فقول كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

عبداللہ بن مسعود کی رائے کے مقابلہ میں حجت نہیں۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلة القدر کی نماز فجر میں ان سورتوں کو پڑھا اور بیماری کی حالت میں اکثر پڑھا بعض آدمی سمجھے کہ یہ روضہ کی دعائیں ہیں لیکن یہ ان کی غلطی تھی۔ بزاز سے منقول ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے آخر میں اپنے قول سے رجوع کیا (دیکھو تیسرا لقاری جلد ۴ صفحہ ۶۶۵ و ۶۶۶) شیخون کی مشہور حدیث کی کتاب کافی میں منقول ہے:-

حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ سے معوذتین کے متعلق کہ یہ داخل قرآن ہیں پوچھا گیا آپ سے فرمایا ہاں وہ شامل قرآن ہیں ایک شخص کہنے لگا کہ ابن مسعود کی قرأت میں داخل قرآن نہیں اور نہ ان کے مصحف میں ہیں آپ نے فرمایا ابن مسعود نے غلطی کی۔

عن الصادق عليه السلام انه سئل عن المعوذتين هما من القرآن فقال نعم هما من القرآن فقال الرجل ليست من القرآن في قراءة ابن مسعود ولا في مصحفه فقال انحطأ ابن مسعود

کیا ان واضح دلیلوں کے بعد بھی عیسائیوں کی آنکھیں نہ کھلیں گی لیکن اگر وہ پھر بھی
اصرار کریں تو ابن مسعود کے انکار معوذتین سے عیسائیوں کو کچھ فائدہ نہوگا۔ کیونکہ
معوذتین میں تثلیث کا رد مذکور نہیں ہے ان جن آیتوں میں تثلیث اور الوہیت سچ
کا رد مذکور ہے اگر ان آیتوں کا داخل قرآن نہوگا عبد اللہ ابن مسعود کی طرف منسوب
کرتے تو کچھ بات بھی تھی !

دوم حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب ملانوں کی باہمی خانہ جنگیوں کا نتیجہ
حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت حضرت امام حسنؓ کی خلع خلافت اور بنی امیہ کی جابرانہ
حکومت کی شکل میں ظاہر ہوا تو فرقہ بندیوں کے ساتھ جھوٹی روایات کا بھی ایک سلسلہ
قائم ہو گیا جو ہر فرقہ اپنے اپنے گروہ کی حمایت میں وضع کرتا تھا۔ طرفداران اہلبیت
اظہار میں جو لوگ حد سے بڑھ گئے انھوں نے بنی امیہ کے ساتھ خلفائے ثلاثہ کو بھی
مورد لعن و طعن قرار دیا اور ان کی خوبیوں کو بھی بُرائی کی شکل میں ظاہر کرنے لگے۔
حضرت عثمانؓ نے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں قرآن مجید کو توریت و انجیل کی طرح
محرّف ہو جانے سے بچا کر دین کی ایک بہت بڑی خدمت کی تھی لیکن عداوت کی آنکھ
میں اُنکا یہ ہنر سب سے بڑا عیب ہو گیا۔ اُنپر کلام مجید کے متعلق طرح طرح کے الزام
لگائے گئے اور بے سرو پا روایتیں گڑھ لی گئیں۔ یہی وہ روایات ہیں جو کتبِ احادیث
کے قلمبند ہوتے وقت بغیر تنقید کے بجنسہ نقل کر دی گئیں۔ سنیوں کی بعض کتبِ احادیث
مثلاً طبرانی و ہیثمی (جنکو شاہ ولی اللہ تیسرے درجہ پر رکھتے ہیں) میں اس قسم کے
روایات جن کی اسناد میں شیعی راوی داخل ہیں مذکور ہیں مثلاً طبرانی نے کتاب الدعا
میں عباد بن یعقوب الاسدی کے طریق پر یحییٰ بن یعلیٰ کے واسطے سے ابن ابی عمیر
ہشیرہ سے عبد اللہ بن زبیر الغافقی کا یہ قول نقل کیا ہے ”مجھ سے عبد الملک بن
مردان نے یہ بات کہی کہ مجھکو معلوم ہے کہ تو کس وجہ سے ابو تراب کے ساتھ محبت رکھتا

ہے۔ تو بس ایک خشک دماغ دیہاتی شخص ہے۔ میں نے کہا اوائسٹین نے اُس وقت میں قرآن کو جمع کیا ہے جبکہ تیرے مان باپ اکٹھا بھی نہ ہوئے تھے اور اُس قرآن میں سے علی ابن ابی طالب نے دو سو تین جھکو سکھا دی تھیں جو ان کو رسول اللہ صلعم نے خاص طور پر تعلیم کی تھیں اور وہ سو تین ایسی ہیں جن کو نہ تو نے سیکھا ہے اور نہ تیرے باپ نے انکی تعلیم پائی تھی وہ سو تین یہ ہیں :-

اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَشْفِيْكَ عَلِيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُخْلَعُ
وَنَتْرُكُ مِنْ يَغْفِرُكَ

اللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نَهْضُوْا وَنَسْجُدُ وَالِيْكَ لَنَعُوْا وَنُخْفِدُ وَنَرْجُوْا
رَحْمَتَكَ وَنُخْشِيْ عَذَابَكَ اِنْ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحَقٌ

مذکورہ بالا روایت میں پانچ راوی ہیں جن کی کیفیت یہ ہے کہ عباد بن یعقوب کو علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں غالی شیعہ اور رؤس بدعت لکھا ہے۔ اور چونکہ غالی شیعہ قرآن میں حذت و اضافہ کے قائل ہیں اس لیے ایک ایسے راوی کی روایت جس سے اُسکے مذہب کی تقویت پر نظر ہو اصول حدیث کے موافق باطل ہے۔ اسی طرح یحییٰ بن علی اسلمی کو میزان الاعتدال میں مضطرب الحیث لکھا ہے۔

لیکن تھوڑی دیر کے لیے ہم اس روایت کو اگر مان بھی لیں تو نتیجہ درایتاً یہ نکلتا ہے کہ اول راوی یعنی عبداللہ بن زبیر الخافقی نے حضرت علی سے دعائے قنوت سیکھی اور اسکو عبد الملک کے سامنے پڑھی لیکن راوی اخیر یعنی عباد بن یعقوب نے جو غالی شیعہ تھا اور قرآن میں حذت و اضافہ کا قائل تھا دعا کے عوض سورہ کہد یا حالانکہ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اور اللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے دونوں ٹکڑے دعائے قنوت کے مجموعہ ہیں اور آج تک نماز میں پڑھتے ہیں لیکن وہ کبھی داخل قرآن مجید نہیں سمجھ گئے یا نہ تو گوننے

چونکہ اس دعا کو اجزائے قرآن مجید کے ساتھ لکھ لیا ہوگا دیکھو نہ کہ کاغذ وغیرہ اُس زمانہ میں اس قدر وافر نہ تھا) اس لیے بعض کم فہم غلط روایت کرنے لگے جیسا کہ مصحف ابی بن کعب کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس میں انحفد اور الخلق دو سورتیں تھیں حالانکہ تحفد اور خلع کے جو الفاظ دعائے قنوت میں مذکور ہیں انھیں پر سے یہ دو سورتوں کے نام تراش لیے ہیں پھر ان نام نہاد سورتوں کی عبارت وہی ہے جو دعائے قنوت کی۔

عقائد شیعہ
معلق کلام

یہ کیفیت توسنیوں کی کم درجہ احادیث کی ہے آب شیعوں کی کتب مذہبی کو لو۔
محمد بن یعقوب الکلینی نے اپنی مشہور حدیث کی کتاب کافی میں اس قسم کی روایتیں درج کی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہان جہان حضرت علی مرتضیٰ کا نام اور اہلبیت کا ذکر تھا وہ مقامات کلام مجید سے خارج کر دیے گئے۔

ان روایات کو علی بن ابراہیم اقمی نے اپنی تفسیر میں آب و تاب سے بیان کیا پھر یہ لکھ دیا کہ صحیح کلام مجید وہ ہے جبکہ حضرت علی نے جمع فرمایا تھا اب وہ امام غائب یعنی بارہویں امام مہدیؑ کے پاس موجود ہے قریب قیامت ظہور مہدیؑ کے ساتھ وہ بھی نکلے گا۔ یہ

ہم ان روایات کے متعلق بجائے اسکے کہ خود کچھ لکھیں اُن محققین علماء شیعہ کے اقوال بجنسہ نقل کرتے ہیں جنھوں نے ان روایتوں کی اصلیت جرح و تعدیل کی روشنی میں ظاہر کر دی۔

علامہ ابو علی الطبرسی اپنی مشہور تفسیر مجمع البیان طبع ایران جلد اول صفحہ ۴۴۴ میں لکھتے ہیں :-

ومن ذلك الكلام في زيادة القرآن ونقصاته فان لا يليق بالتفسير	انھیں میں سے ایک بحث یہ ہے کہ قرآن مجید میں زیادتی یا کمی ہوئی یا نہیں یہ بحث فقہ تفسیر متعلق ہے
-------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------

۱۲ تفسیر صافی مقدمہ

فاما الزيادة فجمع على بطلان
واما النقصان منه فقد روى
جماعة من اصحابنا وقوم من
حشوية العامة ان في لقتران
تغيرا ونقصانا والصحيح من
مذاهب اصحابنا خلافة وهو الذي
نضال المرتضى قدس الله روحه و
الكلام فيه غاية الاستيفاء في جواب
المسائل لطبريات وذكر في مواضع
ان العلم بصحة نقل لقتران كالعلم
بالبلدان والحوادث الكبار والوقائع
العظام والكتب المشهورة واشعار
العرب المسطورة فان الانابة اشتدت
والدواعي توفرت على نقله وحراسته
وبلغت الى حد لم يبلغه فيما
ذكرناه لان القراءان معجزة
المتبعية وماخذ العلوم الشرعية
والاحكام الدينية وعلماء المسلمين
قد بلغوا في حفظه وحماية الغاية
حتى عرفوا كل شيء اختلف فيه
من اعراب وقراءته وحروفه واياته

یہ امر کہ قرآن میں کچھ زیادتی ہوئی سبکے
نزدیک باطل ہے باقی رہا نقصان تو ہماری
جماعت میں سے ایک گروہ نے اور سنیوں
میں حشویہ نے روایت کیا ہے کہ قرآن میں
تغیر اور نقصان ہو گیا ہے۔ لیکن ہمارے
فرقہ کا صحیح مذہب اس کے خلاف ہے اور
سید مرتضیٰ نے اسی کی تائید کی ہے۔ اور
مسائل طبریات کے جواب میں اس پر
نہایت مفصل بحث کی ہے سید مرتضیٰ نے
متعدد دوتقون پر لکھا ہے کہ قرآن کی صحت
کا علم ایسا ہی ہے جیسا شہرون کا علم اور
بڑے بڑے واقعات اور مشہور کتابوں اور
عرب کے مرون اشعار کا علم۔ کیونکہ قرآن کی
نقل اور حفاظت کے اسباب غایت کثرت
سے تھے اور اس حد تک پہنچے تھے کہ اور کسی
چیز کے سنے نہیں گئے اس لیے کہ قرآن نبوت کا
معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا ماخذ
ہے۔ اور علماء اسلام نے اسکی حفاظت اور
حمایت میں انتہا درجہ کی کوشش کی یہاں تک
کہ قرآن کے اعراب قررت جرون آیات
کے اختلافات تک انھوں نے محفوظ رکھے

فكيف يجوز ان يكون معنيا او
منقوصا مع العناية الصالحة
والضبط الشديد

وقال ايضا ان القرآن كان على عهد
رسول الله مجموعا مؤلفا على ما هو
عليه الآن واستدل على ذلك
بان القرآن كان يدا رس ويحفظ
جميعه في ذلك الزمان حتى عيّن
على جماعته من الصحابة في حفظهم
له وان كان يعرض على النبي و
يتلى عليه وان جماعته من الصحابة
مثل عبد الله بن مسعود وابي بن كعب
وغیرہم اختلفوا القرآن على النبي
عدة ختمات وكل ذلك يدل بآدق
تأمل على انه كان مجموعا مرتبا غير
مقبور ولا مذبذب وذكر ان من خالف في ذلك من
الامامية والحنوية لا يعتد بخلافهم فان الخلا
منج لك مضاف الى قول صاحب الحديث نقلوا الاخبار
ضعف

اس لیے کیونکہ قیاس ہو سکتا ہے کہ اس قیاط
تشریح کے ہوتے اس میں نقصان یا تغیر آنے
پائے۔

اور سید مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن مجید
آنحضرت کے زمانہ میں ایسا ہی مکتوب اور
مرتب تھا جیسا اب ہے اور اس پر دلیل یہ ہے
کہ قرآن اُس زمانہ میں پڑھا جاتا تھا اور
لوگ اس کو حفظ کرتے تھے اور نبی صلعم کو سناتے
تھے اور متعدد صحابہ مثلاً عبد اللہ بن مسعود
اور ابی بن کعب غیرہ نے قرآن کو آنحضرت
کے سامنے چند بار ختم کیا تھا ان سب باتوں پر
غور کرنے سے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن
مکمل مدون اور مرتب تھا نہ کہ منتشر اور متفرق
سید مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ جو امامیہ یا حنویہ
اسکے مخالف ہیں انکی مخالفت قابل اعتبار
نہیں کیونکہ اس میں جن لوگوں نے خلاف کیا ہے
وہ اہل حدیث میں سے ایک گروہ ہے اور
انھوں نے ضعیف روایتیں نقل کی ہیں

نہیں الحدیث محمد بن علی بن بابویہ القمی کتاب الاعتقادات میں لکھتے ہیں

اعتقادنا ان القرآن الذی انزل اللہ علی نبیہ ہو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس اکثر من ذلک ومن نسبنا اننا نقول انه اکثر من ذلک فهو کاذب	ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ قرآن جیسا کہ خدا نے اپنے نبی صلعم پر اتارا ہے وہی ہے جو دو دفتین کے درمیان تھا اور جو لوگوں کے پاس ہے اس سے کچھ زائد نہیں ہے جو لوگ ہماری طرف نسبت کرتے ہیں کہ قرآن زیادہ تھا موجودہ قرآن سے وہ جھوٹے ہیں۔
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

قاضی نور اللہ شوستری اگرچہ خلفائے ثلاثہ کو سختی سے مورد لعن و طعن ٹھہراتے ہیں۔ لیکن
کلام مجید کے متعلق لکھتے ہیں :-

ما نسب الی شیعة الامامیہ بوقوع التغییر فی القرآن لیس من مآقال بجہمور الامامیۃ انما قال بہ مشرذمتہ قلیلتہ لا اعتقاد بھم فیما بینھم (مصائب النواصب)	شیعہ امامیہ کی طرف یہ بات جو متسوب کی گئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں تغیر ہوا ہے جمہور امامیہ اسکے قائل نہیں ہیں۔ اس کا قائل صرف ایک چھوٹا سا گروہ ہے جو کسی شمار میں نہیں
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مذکورہ بالا اقتباسات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا اہل تشیع کو
پیش کرنا مدعی سست گواہی کا معاملہ ہے۔ لیکن یہ چیت گواہ جتنوں نے تحریف اناجیل
کی ناپاکت پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اگر پھر بھی اصرار کریں اور اس چھوٹے سے گروہ کو پیش کریں
جسے قاضی نور اللہ شوستری کسی شمار میں نہیں رکھتے اور جسے رئیس المحدثین تھی "کاذب"
کالقب دیتے ہیں اور علامہ طبرسی جسے "ناقابل اعتبار اور باطل" قرار دیتے ہیں تو ہم سوال
کریں گے کہ کیا اس چھوٹے سے گروہ نے سوائے اسکے کچھ اور روایت بیان کر دی کبھی یہ
کیا کہ موجودہ قرآن کے مقابلہ میں کبھی کسی زمانہ میں کوئی قلبی یا مطبوعہ نسخہ قرآن کا اپنے

وعم بطل کے مطابق دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسلام پر ہزاروں مصائب پیش آئے
سیکڑوں فرقتے پیدا ہو گئے جنھوں نے ایک دوسرے کو کافر تک کہدیا اور قتل و خون کا بازار
گرم کر دیا لیکن با این ہمہ قرآن سب کا وہی رہا جو عہد رسول شریف مرتب ہوا جو عہد
ابوبکر میں ایک ہی مصحف میں قلمبند ہوا اور جسکی نقل حضرت عثمان نے قرأت رسول اللہ
کے مطابق دنیا میں شائع کی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دو ہزار برس کے قریب زمانہ گزرا۔ لیکن
اب تک ایک متن انجیل پر اتفاق نہوا لیکن ہمارا قرآن وہی ہے جو تھا اور ہے اور ہمیشہ رہے گا
کیونکہ انھیں نزلنا الذکر انالہ لحافظوں۔ لایاتیہ الباطل من بین یدایہ
ولا من خلفہ تنزیل من حکیم جمید ۵

مصطفیٰ را وعدہ داد انعام حق گریبیری تو نمیرد اینا سبق
کس نشاندیش و کم کردن درو توبہ از من حافظے دیگر مجو

سورتوں کی ترتیب قرآن مجید کی سورتوں کی موجودہ ترتیب اس طور پر ہے کہ سورہ فاتحہ
کے بعد پہلے سبع طوآل یعنی سات بڑی سورتیں بقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ انعام۔ آعراف
انفال بشمول توبہ پھر سین یعنی وہ سورتیں جن میں کم و بیش ستو آیتیں ہیں پوس سے فاطر
تک پھر مثنائی جن میں قصص نصائح کی تکرار ہے اور سو آیتوں سے کم ہیں سورہ یسین سے
ق تک پھر مفصل یعنی چھوٹی چھوٹی سورتیں ق سے ناس تک اس طور سے کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔
حضرت عثمان نے جب قرآن مجید کے نسخے شائع کیے تو سورتوں کو مذکورہ بالا طور پر۔

ترتیب عثمانی

ترتیب دیا۔ اس وقت سے آج تک یہی ترتیب جاری ہے۔ ظاہر ہیں اور مخالفین اسلام کا
خیال ہے کہ اس ترتیب میں کوئی خوبی نہیں صرف پہلے بڑی سورتیں پھر چھوٹی سورتیں
جمع کر دیں لیکن وہ یہ نہیں دیکھتے کہ مکین میں سورہ رعد جن میں صرف ۴۳ آیات ہیں
سورہ ابراہیم جن میں ۵۲ آیات ہیں اور سورہ نور جن میں ۶۴ آیات ہیں شامل کر دی ہیں
حالانکہ انکو مثنائی میں رکھنا تھا ایسے طرح مثنائی میں سورہ الصافات جن میں ۱۰۲ آیات ہیں

ترتیب ابن مسعود
و علی مرتضیٰ

مئین میں رکھنا چاہیے تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سورتوں کی لفظی اور محنوی مناسبت سے مذکورہ بالا ترتیب جلّٰع صحابہ سے عمل میں آئی ہے اور ترتیب ابن مسعود و ابن ابی دعلی مرتضیٰ جو ایک دوسری سے مخالف اور اپنے طور پر تحقیق پسند نہیں کی گئیں حضرت علی مرتضیٰ کی ترتیب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چونکہ ائمین شان نزول کے لحاظ سے سورتیں جمع تھیں اس لیے نہایت عمدہ تھی۔ بیشک تاریخی حیثیت سے یہ ترتیب مناسب تھی لیکن مشکل یہ تھی کہ ایک ہی وقت میں پوری پوری سورتیں نازل نہیں ہوئیں اس لیے مکمل سورتیں یکے بعد دیگرے جمع نہیں ہوسکتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اُس ترتیب سے رجوع کر کے ترتیب عثمانی کو اپنے عہد میں جاری رکھا۔

مناسبت آیات و سورت کا علم ایک دقیق اور لطیف علم ہے متقدمین نے اکثر رسائل اس علم میں لکھے مثلاً علامہ برہان الدین بقاعی المتوفی ۷۷۷ھ نے "نظم المدرنی تناسب آلاء و السور" لکھی۔ جلال الدین سیوطی نے اسرار التنزیل لکھی۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس بحث پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اور ہندوستان میں شاہ ولی اللہ نے اپنی تصانیف میں جا بجا افادہ فرمایا ہے اور فوز الکبیر میں بھی عنوان قائم کیا ہے۔ اپنے زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے ہم بھی ایک جدید عنوان سے یہاں کچھ لکھتے ہیں و بالشر التوفیق :-

لطايف ترتيب سورہائے قرآنی قرآن مجید جس اصول پر نازل ہونا شروع ہوا اسکو بخاری نے باب تالیف القرآن میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے یوں بیان کیا ہے :-

انما نزل اول ما نزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والشتاد حتى اذا تاب الناس الى اسلام	سب سے پہلے جو کچھ نازل ہوا وہ بس وہی سورت ہے جو مفصل میں ہے جنہیں جنت اور دوزخ کا بیان ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام طے کر چکے ہوں
-------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>نزل الحلال والحرام ولونزل دل شئی لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابدا ولونزل لا تزنا لقالوا لا ندع الزنا ابدا لقد نزل بمكة على محمد صلى الله عليه وسلم وانی لجارية العبد بله الساعة موعدهم والساعة ادھی وامرو ما نزلت سورة البقرة والنساء الا وانا عندا۔</p>	<p>تو حلال اور حرام کی آیات نازل ہوئیں اور اگر پہلے ہی سے یہ نازل ہوتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم شراب ہرگز نہیں چھوڑتے اسطرح اگر یہ حکم ہوتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز زنا کو ترک نہ کریں گے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ میں کھلند ڈی لڑکی تھی سورہ قمر کی یہ آیت نازل ہوئی۔ بلکہ قیامت آنکا وعدہ گاہ ہو اور قیامت بہت سخت اور تلخ ہو۔ اور سورہ بقرہ اور سورہ النسا نازل نہیں ہوئیں اگر اس وقت جب میں آپ کے ساتھ تھی۔</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اس حدیث پر غور کرنے سے اُس خداے رحمن و رحیم کی حکمت صاف نظر آجاتی ہے جس نے
رحمتہ للعالمین نبی کے ذریعہ سے پہلے بشارت و اندازہ وعدہ و وعید۔ ترغیب و ترہیب کی
سورتیں نازل کر کے سرکش اور جاہل عرب کے قلوب کو نرم کر کے قبول و امر و نواہی کی
استعداد پیدا کر دی اور پھر حلال و حرام کے احکام نازل فرمائے جن کو انھوں نے ایسے
جوش و خروش سے قبول کیا اور ایسے مہذب و متقی ہو گئے کہ اگر ظلمتِ کدہ عالم میں چرلغ لیکر
دھونڈھیں تب بھی ان کی تطہیر نہیں ملتی۔ حضرت موسیٰ چالیس شبانہ روز کوہ طور پر
تشریف فرما رہے اور ایک دم سے احکام عشرہ کے الواح لا کر قوم کے سامنے پیش کر دیے
مگر اس قوم نے کیا کیا؟ پہلے آپ کی غیبت میں گوسالہ پرستی اختیار کی اور آپ کے
منہ پر صاف کہہ دیا کہ ہم اس قدر احکام کیسے مانیں پھر اس خوف سے کہ کہیں پہاڑ پھٹ
نہ پڑے جبراً اور کراہت کا وعدہ کر لیا۔ برعکس اسکے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وہی اللہ)
مثل اُس شفیق طبیب کے جو مریض کی حالت کا پورا اندازہ کر کے اُسی کے موافق دوا دے
اور وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اصلاح کرتا جائے اسی طرح اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مریض کی

کا استعمال کرا کے اصلی صحت کی طرف مزاج کو عود کر لائے ۳۳ برس تک سرکش اور جاہل عربوں کے ساتھ سفر و حضر میں ساتھ رہ کر فطرت انسانی کا پورا اندازہ کر کے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی اور اس طور سے گزردہ اسیسین کو خیر اُمم بنا دیا لیکن جب حکمت خداوندی اپنا جلوہ دکھا چکی تو اب اس ترتیب سے نزول قرآنی میں عکس مستوی کی ضرورت پیش آئی یعنی وہ لوگ جو اسلام کے پاک دائرہ میں داخل ہو چکے تھے انکے سامنے سب سے پہلے احکام الہی ادا کرونا ہی پیش کیے جائیں حدیث شریف میں ہے۔

بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والحج و صوم رمضان۔	اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمہ شہادۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور حج اور روزے رکھنا۔
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

چونکہ یہ پچھلے نہ ارکان بجز سورہ بقرہ کے اور کسی سورت میں جمع نہیں ہیں اس لیے ضرورت تھا کہ پہلے یہی سورت رکھی جائے اور ہی طرح سبع طوال جن میں احکام حلال حرام مذکور ہیں باقی سورتوں پر مقدم رکھے جائیں پھر وہ سورتیں جن میں تذکیر بآلاء اللہ اور تذکیر بایام اللہ کے علوم مذکور ہوں اور عجائبات آفرینش۔ جمال و جلال الہی کے مظاہر تصصو آثا رحش و نشر اور حیات بعد الممات کا تذکرہ ہو۔

سورہ فاتحہ

اس اجمالی تشریح کے بعد اب مروجہ ترتیب قرآنی پر غور کرو سب سے پہلے سورہ فاتحہ ہے جو مقدمہ کتاب کے طور پر ہے۔ آمین سات آیتیں ہیں جو تعلیم قرآنی کے مقصد اور نقشا کا آئینہ ہیں۔ ابتدائی تین آیتوں میں خدا کے صفات چار لگانہ ربوبیت رحمانیت رحیمیت اور مالکیت کا ذکر ہے۔ یہود خداوندیہ کو بنی اسرائیل کا خدا سمجھتے تھے یہاں خدا نے سب سے پہلے اپنی صفت رب للعالمین بتائی جہاں اسلام کی صحت مشرب اور اسکی تعلیم کے ہم گراؤ کا نکتہ مضمون ہے۔ پھر رحمانیت رحیمیت اور مالکیت کی صفت

بیان کی علمائے مسیحی اسلام پر ہمیشہ یہ طنز کیا کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا ایک خوفناک مطلق العنان حاکم ہے حالانکہ عیسائی اُس کو باپ کہہ کر پکارتے ہیں جس سے اسکی شفقت اور محبت کا اظہار ہوتا ہے مگر یہ کوتاہ بین اتنا نہیں سمجھتے کہ رحمن و رحیم کا تصور باپ کے تجسمانہ تصور سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے۔ رحمن یعنی خدا کی وہ صفت رحم بلا بدل جس نے قبل تخلیق انسان اپنا جلوہ دکھا کر اُس کے واسطے سامانِ فلاح مہیا کر دیے اس طور سے عیسائیوں کے اس فاسد عقیدہ کفارہ کا ابطال ہو گیا جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا بدل رحم نہیں کر سکتا اسلیئے اُس نے اپنے اکلوتے فرزند کو دنیا میں بھیجا تاکہ جب اُس کی قربانی چڑھائی جائے تب کہیں گنہگار انسان کی نجات ہو۔

صفات چہارگانہ کے بعد یہ بتایا کہ بس ایسے خدا کی عبادت کرو اُسی سے ہمتاقت طلب کرو اور صراطِ مستقیم کے واسطے دعا مانگو جو یہود کی تفریط اور نصاریٰ کے افراط کے درمیان میں ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جملہ مذاہبِ عالم کے خطوط میں جو ایک سطح زمین پر معاش اور معاد کے دو نقطوں کے درمیان کھینچے ہیں بس یہی ایک خطِ مستقیم ہے جسپر نعمِ علیہم گروہ قدم رکھتے ہیں۔

حقیقت میں فاتحۃ الکتاب کا بطور مقدمہ قرآن مجید میں سب سے پہلے درج ہونا کس قدر موزون ہے تواریت کا آغاز تخلیقِ عالم سے شروع ہوتا ہے جس کی حیثیت ایک قصہ سے زائد نہیں انجیل کی ابتدائی کہیں کے نسب نامہ مسیح سے ہوتی ہے جو تاریخی حیثیت سے سخت مشکوک ہے بلکہ یوں کہیے کہ بسم اللہ ہی غلط ہے برعکس اس کے قرآن مجید کا دیباچہ ایسے عنوان سے شروع ہوا جس کی نظیر کسی الہامی کتاب میں نہیں ملتی۔

سورۃ البقرۃ فاتحہ کے بعد بقرہ ہے جو مقدمہ کے بعد آغاز کتاب کے طور پر درج ہے۔ دیکھو سب سے پہلے کیا ارشاد ہوتا ہے »ذلک الکتاب لا ریب فیہ« بائبل

جو بعد عتیق و جدید کا مجموعہ ہے اسکی معنی بھی کتاب کے ہیں اہل کتاب کے نزدیک تورات کی ابتدائی پانچ کتابیں ام الکتاب سمجھی جاتی ہیں لیکن چونکہ وہ اپنی اصلی حالت میں باقی نہ رہیں اس لیے سورہ بقرہ جس میں پنجگانہ ارکان اسلام ایکجا جمع ہیں بمنزلہ "خمس موسیٰ" یعنی تورات کی ابتدائی پانچ کتابوں کے پیش کی جاتی ہے اب یہی وہ کتاب ہے جو تحریف و تدلیس سے محفوظ ہے۔ "لاریب فیہ" میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے۔

مقاصد
تورات

اب تورات کی پانچوں کتابوں کے مضامین پر بحیثیت مجموعی ایک نظر ڈالو دیکھو:-
(۱) پہلی کتاب پیدائش میں آفرینش آدم کے قصہ سے شروع کر کے حضرت یوسف کے قصہ پر ختم کیا بالفاظ دیگر بنی اسرائیل علم الانساب کی روشنی میں پیش کیے گئے اور یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ قوم مصر کیونکر پہنچی (۲) دوسری کتاب خرد ج سیرت موسیٰ اور نزول احکام پر مشتمل ہے (۳ و ۴) تیسری و چوتھی کتاب اعداد و دویان جنہیں رسوم و شعائر کے جزئیات مذکور ہیں۔ (۵) پانچویں کتاب تورات شنی جہیں حضرت موسیٰ کی وفات تک کے واقعات اور احکام و شعائر کا اعادہ کیا گیا ہے۔
اب ان پانچوں کتابوں کے مقابلہ میں سورہ بقرہ کو دیکھو قصہ آدم کس مؤثر اور حکیمانہ تمہید سے شروع ہوتا ہے

کَیْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاسًا فَاَخْبَاكُمْ ثُمَّ يَأْتِيكُمُ ثُمَّ يُخَيِّبُكُمْ ثُمَّ يَأْتِيكُمُ ثُمَّ يَجْعَلُ لَكُمْ	کیونکر اللہ کے ساتھ انکار کرو گے حالانکہ تم مرد تھے پھر تم کو زندہ کیا پھر تم کو موت دے گا پھر زندگی بخشے گا پھر اسکی طرف لو پس جاؤ گے
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

پھر کس اختصار اور جامعیت کے ساتھ تخلیق و جوہ شرف بہبوط آدم کا تذکرہ کیا اور یہ اصول سمجھا دیا کہ دنیا میں اگر انسان کو کیا کرنا چاہیے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

<p>ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جب ہماری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو ہماری ہدایت کی پیروی کرے گا ان کو نہ کچھ خوف ہے نہ کوئی غم مگر جنہوں نے انکار کیا اور ہماری نشانیاں کو جھٹلایا وہ ناری مین اور ہمیشہ دونوں مین رہیں گے</p>	<p>قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَاَمَّا بِإِسْرَءِيْلَ كُنَّا مِنْ نَحْنِ هُدًى فَنَسَّ نَحْنُ هُدًى فَاَمَّا بِلُوطٍ فَكَفَّ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اب بجائے اس کے کہ کتاب پیدائش کی طرح علم الانساب کی داستانِ عجوبہ پرستی
کے طور پر بیان ہوتی رہے ترغیب و ترہیب کے اصول پر جس کا لحاظ جملہ قصص
قرآنی میں جو کہیں مجمل اور کہیں مفصل مذکور ہیں کیا گیا ہے بنی اسرائیل کی طرف
خطاب کیا اور ان کے برگزیدہ الہی ہونے اور انعام و افضل خداوندی سے سرفراز
ہونے کا ذکر شروع کیا پھر ان کی نافرمانیوں اور شامت اعمال کے باعث سزاؤں کا
حوالہ دیا تاکہ ان کو عبرت ہو

پھر ایک گامے فتح کرنے اور بنی اسرائیل کے بحث و تکرار کا ذکر کیا۔ یہ قصہ بقرہ
در حقیقت خصائلِ یہود کا آئینہ ہے اور اسی نام سے یہ سورت بھی منسوب ہے۔ اس
قصہ کا مقصد اس امر واقعی کا اظہار ہے کہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور کج بخشی نے سیدھے
اور صاف احکام کو بھی قیود اور سختیوں کی زنجیروں میں جکڑ دیا تو ریت کی کتابِ عہد
واجباً کو پڑھو اور پھر دیکھو کہ احکام میں کس قدر بال کی کھال نکال کر دین میں ناقابلِ برداشت
سختیاں پیدا کر دیں۔ اس نکتہ کو کس بلنج پر یہ مین کیسا صاف بیان فرمایا ہے
ارشاد ہوتا ہے :-

<p>اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ</p>	<p>واذ قال موسیٰ لقومہ انا رب اللہ</p>
---------------------------------------------	----------------------------------------

یا مریکمران تذجعوا بقراء
 قالوا اتخذنا هزوا قال اعدوا
 بالله ان اصکم من الجاهلین
 قالوا ادع لنا ربک یبین لنا
 ما هی قال انه یقول انها
 بقرة لا تارض ولا بکر عوان
 بین ذلک فافعلوا ما تؤمرون
 قالوا ادع لنا ربک یمین لنا
 ما لونہا قال انه یقول انها
 بقرة صفراء فاقع لونها
 تسر الناظرین قالوا ادع لنا ربک
 یمین لنا ما هی ان البقر تشبه
 علیتنا واننا ان شاء اللہ لمحنون
 قال انه یقول انها بقرة
 لا ذلول تشیر الارض ولا تسقی
 الحرت مسلۃ لاشیۃ فیہا
 قالوا لئن جئت بالحق فذبحوا
 ما کادوا یفعلون

تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کر دے
 بولے کیا تو ہم کو ہنسی میں پکڑتا ہے۔ اسنے
 کہا خدا کی پناہ کہ میں نادانوں میں ہو جاؤں
 بولے اپنے رب سے ہمارے لیے دریافت کر کہ
 ہم سے بیان کرے کہ وہ کیسی ہے۔ جواب دیا
 وہ کہتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی نہ
 بھیا بچ کی راس ہے اب جو حکم ہوا بجالاؤ
 بولے اپنے رب سے ہمارے لیے دریافت کر کہ
 اسکا رنگ کیا ہو۔ جواب دیا وہ کہتا ہے وہ گلے
 سے دھڑھاتی زرو رنگ کی دیکھنے والوں کو
 بھلی لگتی۔ بولے اپنے رب سے ہمارے لیے
 دریافت کر کہ ہمیں بتاے کہ وہ گائے کس قسم
 کی ہے ہم کو شبہ پڑ گیا ہے اور ہم اللہ نے چاہا
 تو راہ پالین گے۔ سو ہی نے کہا خدا فرماتا ہے وہ
 ایک گائے نہ تو کیری زمین جوتی ہے نہ بھیت
 کو پانی دیتی ہے پوری بدن کی بے داغ۔
 بولے اب تو نے ٹھیک بات کہی پھر اسکو ذبح
 کیا اور امید نہ تھی کہ وہ ایسا کریں گے۔

شریعت یہودی کی آہنی پنجہ قیود کا یہی وہ راز تھا جو آخر سلب روحانیت کی شکل میں
 ظاہر ہوا اور کج بحثی کر پڑی۔ بے ادبی۔ نافرمانی۔ گردن کشی سے ہوتے ہوئے قادت کے
 درجہ تک پہنچ گیا اور یہودی کی یہ حالت ہو گئی۔

<p>پھر تھارے دل سخت ہو گئے اسکے بعد پھر وہ مثل پتھر کے ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت۔</p>	<p>شُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ إِذَا شَدَّ قَسْوَةً</p>
<p>پھر حضرت سلیمان کا زمانہ جو بنی اسرائیل کے انتہائے عروج کا زمانہ تھا یاد دلایا کہ کس طرح ان نافرمانوں نے پیغمبرِ حق کے طریق کو چھوڑ کر شیاطین اور کفار کی پیروی کر کے علانیہ سونے کی بچھڑوں کی پرستش شروع کی اور پھر طرہ یہ کہ حضرت سلیمان پر بھی کفر کی تہمت لگا دی</p>	<p>وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَا سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ لَسْعًا</p>
<p>اور اس چیز کی پیروی کی جو شیاطین عبد سلیمان میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا۔ آدمیوں کو جادو سکھاتے تھے۔</p>	<p>وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَا سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ لَسْعًا</p>
<p>یہود کی جب یہ حالت ہو گئی اور شامت اعمال نے ان کو مسخ کر دیا تو انکی شریعت کو جس سے وہ اب مستفید نہیں ہوتے تھے نسخ کر کے اُس سے ملتی ہوئی دوسری بہتر شریعت عطا کی۔</p>	<p>یہود کی جب یہ حالت ہو گئی اور شامت اعمال نے ان کو مسخ کر دیا تو انکی شریعت کو جس سے وہ اب مستفید نہیں ہوتے تھے نسخ کر کے اُس سے ملتی ہوئی دوسری بہتر شریعت عطا کی۔</p>
<p>ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اُس سے بہتر یا ایسی ہے دوسری نازل کر دیتے ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے</p>	<p>مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ</p>
<p>یہ تغیرِ عظیم اُس قوم کے واسطے جو کبھی خداوندِ یہواہ کی برگزیدہ تھی نہایت شاق گذرا لیکن حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر یہواہ کا یہ دوسرا انعام ہے کہ بجائے اسکے کہ یہ نئی شریعت کسی غیر قوم کے نبی پر جو روم و ایران و مصر و چین کی قوموں سے ہوتا نازل</p>	<p>یہ تغیرِ عظیم اُس قوم کے واسطے جو کبھی خداوندِ یہواہ کی برگزیدہ تھی نہایت شاق گذرا لیکن حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر یہواہ کا یہ دوسرا انعام ہے کہ بجائے اسکے کہ یہ نئی شریعت کسی غیر قوم کے نبی پر جو روم و ایران و مصر و چین کی قوموں سے ہوتا نازل</p>

ہوتی خاض بنی اسرائیل کے خاندان میں رہی ہاں اسقدر فرق ضرور ہوا کہ مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم کے فرزند اکبر حضرت اسمعیل کی نسل میں نبوت منتقل ہو گئی اور آل اسحق شامت اعمال سے عاق ہو گئی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یٰٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی الّٰتی انعمت علیکم وانی فضلتکم علیّٰ العالمین واذابتلیٰ ابراہیم ربہ بکلمت فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریعتی قال لا یشال عھدی الظلمین واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمعیل ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریعتنا امۃ مسلمۃ لك وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیہم رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویؤکدہم انک انت العزیز الحکیم

سے بنی اسرائیل میرا احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ تم کو سارے جہان پر فضیلت دی اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزما یا پھر اسے وہ پوری کین فرمایا میں تجھ کو سب لوگوں کا پیشوا بناؤں گا بولا میری اولاد میں بھی کہا نہیں ہو تجھ سے میرا قرار ہے افضا فون کو۔ اور جب اٹھائے گا ابراہیم مینا دین اس گھر کی اور اسمعیل بھی (کہنے لگے) اسے رب ہمارے قبول کر رہے تو یہی ہے اصل سنا جانتا اسے ہمارے رب اور ہم کو حکم بردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک حکم بردار امت تیرے لیے اور جہا ہم کو حج کرنے کے دستور اور ہم کو معاف کر تو یہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔ خداوندانہیں ایک رسول پیدا کر انھیں میں سے جو پڑھے ان پر تیری آیتیں اور ان کو کتاب کھائے اور حکمت اور ان کو سنو اسے تو یہی ہے اصل زبردست حکمت والا۔

لیکن اہل کتاب اپنی بدبختی سے کج بخشی چھوڑتے ہیں اور بجائے اس کے کہ نسل اسمعیل کے نبی کی جو ان کے نبی اعمام سے ہے پیروی کر کے اپنی اصلی دین ابراہیم کو زندہ کریں اور قرآن مجید

کو مٹا کر ایک ہی صراط مستقیم۔

تم کہو ہم نے یقین کیا اللہ پر اور جو کچھ ہم پر اترا
اور جو اتر ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب
اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ اور عیسیٰ کو
اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے ہم فرق
نہیں کرتے کسی میں ان میں سے اور ہم اسکے
حکم پر ہیں۔

قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلَ
اِلَيْنَا وَمَا اَنْزَلَ اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاِلٰسَآءَ وَمٰرْيَمَ
اَوْتٰى مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَا اَوْتٰى
الْغٰبِيُوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نَفَرَقَ بَيْنَ
اَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ

پر قدم کھین یوں کہنے میں کہ اگر دین ہے تو یہو دیت دین ہے تو نصرانیت حالانکہ
یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب اور ان کی اولاد نہ یہودی تھے
نہ نصرانی۔ وہ سب خدا کے خاص بندے تھے جو دنیا سے اٹھ گئے۔ اور اب یہ نا خلت
باقی رہ گئے

کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق و
یعقوب اور اسکی اولاد یہود تھے یا نصاریٰ
کہ تمکو خبر زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑھکر
ظالم کون جس نے گو اہی چھپائی جو تھی اس کے
پاس اللہ کی اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر
نہیں۔ وہ ایک جماعت تھے جو گزر گئے اسکے لیے
ہے جو اسے کیا یاد رہتا رہے لیے ہے جو تم کو
اور تم سے پوچھ نہیں سکتے انکے کاموں کی

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاِلٰسَآءَ كَانُوْا
هُودًا اَوْ نَصَارٰى قُلْ اَنْتُمْ اَعْلَمُ
اَمْ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً
عِنْدَہٗ مِنْ اللّٰهِ وَمَا لِلّٰهِ بِغَآفِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ قُلْ اَلَا اَمْسَقَدَآ خَلَقْتُ لَهَا مَا
كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تَسْأَلُوْنَ عَمَّا
كَانُوا يَعْمَلُوْنَ

اسکے بعد اب خدا ایک ایسا حکم دیتا ہے جو "امت وسطا" دیر زمان دین محمدی کو اہل کتاب

سے تمیز کر دے یہودیت المقدس کو اپنا قبلہ مانتے تھے اور قربانی کے تمام فرائض وہاں ادا کرتے تھے لیکن بیت المقدس حضرت سلیمان کے عہد سے قبلہ قرار پایا تھا اس سے پیشتر بنی اسرائیل کا کوئی خاص قبلہ نہ تھا۔ خود حضرت ابراہیم اور آپ کی تمام اولاد میں یہ رواج تھا کہ ایک لہنا بغیر تراشا ہوا پتھر بطور ایک نشان کے کھڑا کر لیتے تھے اور اسکو مذبح یعنی قربانگاہ قرار دے کر وہاں خدا کی عبادت بجالاتے تھے اور طواف کرتے تھے۔

ذیل میں توریت کے چند جوالہ جو اس رسم کے متعلق ہیں درج کیے جاتے ہیں:-
 ”تب خداوند نے ابراہام کو دکھائی دے کر کہا کہ یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا اور اس نے وہاں خداوند کے لیے جو سپر ظاہر ہوا ایک مذبح بنایا“ (کتاب پیدائش ۱۲)
 ”تب ابراہام نے اپنا خیمہ اٹھاڑا اور بلوستان حمری میں جو جہران میں ہے جا رہا اور وہاں خداوند کے لیے ایک مذبح بنایا“ (پیدائش ۱۳)

”اور اسحق نے خدا کے نام پر ایک مذبح بنایا اور وہاں اپنا خیمہ نصب کیا اور اسحق کے خدا شکاروں نے وہاں ایک کنواں کھودا“ یہ مقام بیرشیع تھا جہاں اسحق کا خداوند ظاہر ہوا تھا۔ (پیدائش ۲۶)

”یعقوب علی الصباح اٹھا اور اس پتھر کو جسے اسنے اپنا تکیہ کیا تھا لیکر ستون کے مانند کھڑا کیا اور اسکے سر پر تیل ڈالا..... اور کہا یہ پتھر جو میں نے ستون کے مانند کھڑا کیا خدا کا گھر یعنی بیت اللہ ہوگا“ (پیدائش ۲۸-۲۹)

”اور موسیٰ نے خداوند کی ساری باتیں لکھیں اور صبح کو سویرے اٹھا اور بہار کے تلے ایک مذبح بنایا اور اسرائیل کے بارہ سبطوں کے موافق بارہ ستون بنائے گئے“ (خروج ۲۳)

خداوند یہود نے موسیٰ سے کہا کہ اگر تو میرے لیے پتھر کا مذبح بنائے تو تراشے ہوئے پتھر کا مت بنائیو۔ کیونکہ اگر تو اس کو اوزار لگانے کا تو اسے ناپاک کر دیگا“ (خروج ۲۷)

خدا نے جب نبوت بنی اسمعیل میں نقل کی تو اپنے خلیل ابراہیم کے قدیم طریق عبادت کو جاری رکھا اور اُس بے بھکت کی چار دیواری کو جسے اس نے اپنے بیٹے اسمعیل کے ساتھ سب سے پہلے خدا کے نام پر بنایا تھا اور جو اب کعبہ کے نام سے مشہور تھا قبلہ قرار دیا۔ یہود کو یہ امر شاق گذرا اور وہ کہنے لگے۔

سید قول السفہاء من الناس ما ولهم عن قبلتهم التي كانوا عليها قل لله المشرق والمغرب يهدي من يشاء الى صراط مستقيم	اب کہین گے بوقوف لوگ کیوں پھر گئے سلمان اپنے قبلہ سے جہر پہلے تھے تو کہہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب جلا دے جس کو چاہے سیدھی راہ۔
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

بیشک مشرق و مغرب کی کوئی تخصیص نہیں ایسا تو احوال و جہ اللہ نبیا نے ان مقامات کو صرف ایک نشان یا شعار کے طور پر مخصوص کر لیا تھا اور محض کسی سمت منھ کر لینے اور اس کو اپنا قبلہ قرار دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ليس البدر ان تعالوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البدر من امن بالله واليوم الآخر والملتكت والكاتب والنجيين واتي المال على حبه ذوى القربى واليتيمى والمساكين وابن السبيل والسائلين وفى لرقاب واتي الصلوة واتي الزكاة والموفون بعهدهم اذا عاهدوا والصابرين فى الباس والضراء وحين الباس اولئك الذين صدقوا واولئك هم المتقون	نیکی یہی نہیں کہ اپنا منھ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر دو بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لایا اللہ پر اور آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں مال دیوے نائے والوں کو اور یتیموں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دیا کرے اور اپنا عہد پورا کرنے والے جب عہد کر چکے اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت ہی لوگ ہیں جو سچے ہوئے اور وہی متقی ہیں۔
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

تحويل قبلہ کے بعد اب احکام شروع ہوئے یا ایھا الدین امنوا کتب علیکم لقصص سے سورہ کے آخر تک احکام قصاص۔ وصیت۔ مسائل صیام حج و عمرہ۔ نکاح طلاق عدت رضاعت۔ انفاق فی سبیل اللہ صدقات۔ منع ربوا۔ دین۔ شہادت۔ ان احکام کا مقابلہ احکام توریت سے کرو اور پھر فرق مراتب آپ ہی نظر آجائے گا۔ مثال کے طور پر ہم قربانی کو لیتے ہیں۔

توریت کتاب احبار ۵۰۰ مین لکھا ہے کہ قربانی کی کھال کھینچ کر اور گوشت کے ٹکڑے کر کے اعضاء رئیسہ سر اور چربی قربانگاہ پر چڑھائی جائیں اور آنتیں وغیرہ پانی مین دھو کر چڑھائیں اور پھر ان سب کو خدا کے گھر کے سامنے جلاؤ الین اور خون قربانگاہ پر چھڑک دیں۔ آپ دیکھو کہ کعبہ شریف کے سامنے نہ اس طور کی چراہندی قربانی ہوتی ہے اور نہ اسکا خون درو دیوار کعبہ پر چڑھایا جاتا ہے بلکہ مقام منامین خدا کے نام پر ذبح کر کے عریا و مساکین کو کھلاتے ہیں اور خود کھاتے ہیں۔ یہود اور مسلمانوں کی قربانی مین جو فرق ہیں ہے اسکا اظہار ایک دوسری آیت مین کس خوبی سے ہوتا ہے۔

لن ینال اللہ لحو مھا ولا دما ٹھا ولکن ینالہا التقوی منکم (سورۃ الحج)	اللہ کو نہ اُن کا (قربانیوں کا) گوشت پہنچتا ہے نہ خون بلکہ تمھاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔
----------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------

احکام کی تفصیل کے بعد آخر سورہ کو دعا پر ختم کیا۔ توریت کا خاتمہ وفات موسیٰ کے تذکرہ پر ہوتا ہے (دیکھو توریت ثنی)۔ بیان اشراکے فرشتے اور اسکے تمام رسولوں اور آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے اور تمام رسولوں مین خواہ وہ موسیٰ ہوں یا عیسیٰ یا محمد عظیم الصلوٰۃ والسلام فرق نہ کرنے اور شریعت یہود کی سختیوں کے مقابلہ مین دین مین آسانی پیدا کرنے کی التجا پھر دعا سے مغفرت و رحمت و نصرت

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ	رسول ایمان لایا اُس پر جو اُس کے رب کی طرف سے اُس پر نازل ہوا
---------------------------------	---------------------------------------------------------------

والمؤمنون كل من بالله و
 ملائكته وكتبه ورسوله
 لا تفرق بين احدا من دسله و قالوا
 سمعنا و اطعنا غفر الله لنا و بنا و اليك
 المصير لا يكلف الله نفسا الا وسعها
 لها ما كسبت و عليها ما اكتسبت
 ربنا لا تعذبنا ان نسيت و اخطانا
 ربنا و لا تحمل علينا اصرا كمال
 حملته على الذين من قبلنا
 ربنا و لا تحملنا ما لا طاقة لنا
 به و اعف عنا و اغفر لنا و احسن
 انت مولانا فانصرنا على القوم
 الكافرين -

اور ایمان والے سب ایمان لائے اللہ پر اور
 اُسکے فرشتوں اور پیغمبروں پر ہم نہیں منسرق
 کرتے کسی میں اُسکے پیغمبروں میں سے اور ہونے
 ہم نے سنا اور اطاعت کی اسے ہمارے رب
 ہم کو بخش اور تیری طرف بازگشت ہے اللہ
 کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر بقدر اسکی
 وسعت کے۔ ہر نفس کے لیے ہے جو اُسنے کیا یا اور اسی پر
 ہے جو کچھ اُسنے کیا۔ اسے رب ہمارے اگر ہم بھول گئے
 یا خطا کی تو ہم پر گرفت نہ کر۔ اسے رب ہمارے جیسا
 تو نے ہمارے اگلوں پر بوجھ ڈالا ہم پر نہ ڈالے
 ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جسے ہم اٹھا
 نہ سکیں اور ہم سے معاف کر اور بخش اور رحم کر ہم پر
 تو ہمارا مولیٰ ہے پس ہم کو کافروں پر نصرت دے

سورہ آل عمران سورہ بقرہ کا جس طرح تورات سے مقابلہ ہے اسی طرح سورہ آل عمران انجیل
 کے مقابلہ میں ہے جن عقائد نصاریٰ کی اصلاح اور دین حقہ کی تعلیم ہے لیکن قبل اس کے
 کہ ہم اسکی تشریح کریں عہد رسول اللہ میں نصاریٰ کے جو عقائد تھے ان کا اکیلا جمالی خاکہ
 یہاں کھینچ دینا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم ”عہد جدید“ کے عنوان میں لکھ چکے ہیں نیفستہ
 کی مشہور کونسل میں مسئلہ تثلیث عیسائیوں کا اصول دین قرار پایا تھا اور عیسائیوں
 نے اقامتِ ثلاثہ کو مسادی الحقیقت مانکر مسیح کو الوہیت کے درجہ پر پہنچا دیا تھا لیکن حضرت مریم
 کو اسوقت تک کوئی خاص درجہ نہیں دیا گیا تھا۔ اس کمی کو مصریوں کے انجیل نے جو قیام الایام

عہد رسول اللہ
 میں نصاریٰ
 کے عقائد

مین کنواری دیوی آئی سسر اور اسکے بیٹے ہوئیں کی جسا باپ آسمانی دیوتا اُس اُس
 تھا پرستش کرتے تھے پورا کر دیا اور حضرت مریم کی پرستش بحیثیت ”مادر خداوند“
 (تھیوئی کس) اور آسمانی ملکہ کے ہونے لگی۔ ابتداً اُنسور نے جو ۲۲ء میں قسطنطیہ کا
 بطریق اعظم تھا اس بدعت کو روکنا چاہا لیکن جب اس کے رقیب سائرل نے جو اسکندریہ
 کا بطریق اعظم تھا ”مادر خداوند“ کی حمایت کا بڑا اٹھایا تو دنیا سے سحیت میں ایک
 تہلکہ مچ گیا یہاں تک کہ ۳۲۵ء میں بمقام آفیسس ایک کونسل منعقد ہوئی جس میں
 سائرل نے اپنی حکمت علمی اور خفیہ کارروائی سے نطور اور اسکے حامیوں کو شکست دے کر
 حضرت مریم کی پرستش کو بھی ارکان کلیسا میں داخل کر دیا اور آپ کی صورت گرجا میں بچھائی
 اور اجابت دعا کا ذریعہ قرار پائی۔ چند انجیلیں بھی آپ کی شان میں تصنیف ہوئیں جن میں
 دو خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

اول انجیل متی بزبان لاطینی جو ۵۳۰ء میں لکھی گئی کہتے ہیں کہ اس انجیل کا ماخذ انجیل
 جیمس ہے جو ۳۲ء میں تحریر ہوئی۔ کتاب ولادت مریم (De Nativitate Mariae)
 اسی لاطینی انجیل سے ماخوذ ہے

دوم (Transitus Mariae) جس میں معراج مریم اور آپ کا وسیلہ
 اجابت دعا قرار پانا مذکور ہے۔ اصل میں یہ کتاب تیسری صدی میں ایک شامی
 ناشک نے لکھی تھی جس کو ۱۰۳۰ء میں ایک کتھولک نے اپنے طور پر مرتب کر کے
 پیش کر دیا۔

مروجہ عہد جدید سے اگرچہ یہ کتابین خارج ہیں لیکن ان کی تعلیمات عیسائیوں
 میں بجنہ داخل ارکان دین ہیں اور عہد رسول اللہ میں حضرت مریم کی پرستش بحیثیت
 ”مادر خداوند“ عام طور سے جاری تھی۔

سورہ آل عمران میں انھیں عقائد باطلہ کی تردید سے کیونکہ یہ اصلی انجیل میں مذکور

نہ تھے۔ انجیل تو حقیقت میں کلام الہی تھی جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی اور سر اسر نور و ہدایت تھی مسئلہ توحید میں اس کی دہی تعلیم تھی جو توریت کی تھی اور جو قرآن کی ہے اسطور سے یہ تینوں آسمانی کتابیں یعنی توریت انجیل اور قرآن ایک دوسرے کی مصدق ہیں ارشاد ہوتا ہے:-

انزل لا الہ الا ہوا الحی القیوم نزل علیک الکتاب بالحق مصدق لما بین یدہ و انزل المتعاطاة والاخیل	اللہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے زندہ تھانے والا ہے۔ اُتاری تجھ پر کتاب تحقیق ثابت کرئی اگلی کتاب کو اور اُتاری تھی توریت و انجیل
----------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اب تمہیداً ذہن کو اس طرف منتقل کیا کہ یہ خدائے خالق برحق کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ وہ ارحام مادرین جطور سے چاہے مصوری کر کے انسان کی جیتی جاگتی تصویر بنا کر پیدا کر دے۔

ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا الہ الا ہوا العزیز الحکیم	وہی ہے جو تمہارا نقشہ بتاتا ہے ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے زبردست ہے حکمت والا
-----------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مریم ہوں یا عیسیٰ دونوں اپنی اپنی ماؤں کے پیٹ سے معمولی مدت حمل پوری کر کے انسانوں کی طرح پیدا ہوئے (جیسا کہ خود انجیل میں مذکور ہے) پھر دونوں خدائی کے درجہ پر کیے ان لیے گئے بات یہ تھی کہ یہودی پران کی نافرمانیوں اور شامت اعمال کے باعث یونانیوں اور رومیوں کے ہاتھوں استبداد و مصلحت اور ذاتیں نازل ہوئیں کہ ان کے قلوب میں یہ بات جم گئی کہ خداوند پیواہ محنت جبار اور متعسف ہے نہ اپنے برگزیدہ ہر ایک پر رحم کرتا ہے نہ کفار کے دیوتاؤں کے مقابلہ میں اپنی قوت دکھاتا ہے۔ اُسکا جھیکل

دیران ہے مگر تھانے آباد میں ان خیالات کے باعث جو کاذب الفقہان یگوئے کُفراً کی تشریح میں یہود
ناامیدی اور خذلان کی حد تک پہنچ گئے تھے اور سلیم درضا کے بلند درجے سے نیچے
گر گئے تھے لیکن حضرت عیسیٰ جیوقت مبعوث ہوئے آپ چونکہ شان جالی کے منظر تھے
اسی لیے خداوند ہواہ کو آسمانی باپ سے تعبیر فرمایا۔

آسمانی باپ
کی تاویل

اس تمثیل سے آپ کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح باپ اپنے سرکش فرزند کو تادیب کے طور
پر مارتا پیتا ہے اسی طرح رب الافواج نے جو سزائیں بنی اسرائیل کو دیں وہ اس لیے ہیں
کہ ان کو عبرت ہو اور راہ راست پر آجائیں پس اصل وجہ شفقت پدرانہ سمجھنا چاہیے نہ
انتقام و قہر محض۔ اور اسی لیے اُسی کے دامن رحمت میں چھپنا چاہیے اور اُسی سے تضرع
و زاری کے ساتھ دعا مانگنا چاہیے اور آسمانی بادشاہت کا منتظر رہنا چاہیے۔ انجیل
میں جہاں حضرت عیسیٰ کی زبان سے خدا کی شان میں آسمانی باپ کا لقب استعمال
ہوا ہے اُسکا منشاء اصل میں یہی تھا لیکن چونکہ یہ لقب از قسم تشابہات ہے (جیسے
کلام مجید میں استوا علی العرش اور ید اور وجہ اور روح الشکر و کلمۃ اللہ) نصاریٰ کو
دھوکا ہوا اور انھوں نے مسیح کو ابن اللہ کہہ کر الوہیت کے درجہ پر پہنچا دیا اور آپ کی
والدہ مریم کو آسمانی ملکہ اور مادر خداوند کا لقب دیکر پرستش کرنے لگے۔ اس قسم کے تشابہات
سے راتخون فی اسلم کا دھوکا نہ کھانے اور خدا سے ان کے اصل غایت سمجھنے کی دعا کرنے
کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

وہی ہے جسے اتاری تھیں کتاب امین حکم آیتین
ہیں جو جز ہیں کتاب کی اور دوسری متشابہ ہیں
بھرجن کے دون میں پھیر رہے وہ تشابہ کی
پہنچے پڑے ہیں تلاش کرتے ہیں فتنہ اور تلاشی
کرتے ہیں اسکی تاویل اور کوئی نہیں جانتا

هو الذي انزل عليك الكتاب
منه آيات محكمات هن ام الكتاب
واخر متشابهات فاما الذين
في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه
ابتغاء لفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم

تأويله الا الله والراسخون في العلم
يقولون امانا به كل من عند ربنا
وما يذکرا الا اولوالباب

انکی تاویل سواے اللہ کے اور مضبوط علم والے کہتے
ہیں ہم اُس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی
طرف سے ہے اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں جبکہ عقل ہے۔

اب انجیل کی اس خصوصیت کو کہ ایمین پسند و موغظت و امثال مذکور ہیں ملحوظ رکھ کر
کس جامعیت سے انھیں مضامین کا استقصاء کر کے ارشاد ہوتا ہے۔

زين للناس حب الشهوات من
النساء والبنين والقناطير المقنطرة
من الذهب والفضة والخيل المسومة
والانعام والحسث ذلك متاع
الحياة الدنيا والله عنده
حسن المآب قل اؤنبئكم
بخير من ذلكم للذين اتقوا
عند ربهم جنت تجرى من
تحتها الانهار خلد فيها و
ازواج مطهرة ورضوان من
الله والله بصير بالعباد الذين
يقولون ربنا امانا فاعف لنا
ذنوبنا وقلنا عذاب النار الصبرين
والصديقين والقنطين والمنفقين
والمستغفرين بالاسحار

لوگ فردن کی محبت پر رہ جائے گئے ہیں جیسے
عورتیں۔ اور بیٹے اور سونے چاندی کے ڈھیر
لگے ہوئے اور پوری بدن کے گھوڑے اور
سولیشی اور کھیت یہ سب دنیا کی زندگی کے
مزرے ہیں اور اچھا ٹھکانا اللہ ہی کے پاس
ہے۔ کہہ دے کیا میں تم کو ان سے بہتر
مزرہ بتاؤں؟ جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے
لیے اپنے رب کے یہاں باغ ہیں جن کے تلے
نہرین بہتی ہیں وہ پڑے انھیں میں اور پاکیزہ
بیبیاں اور اللہ کی رضا مندی اور اللہ کی
نگاہ میں بندے ہیں وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے
ہم یقین لائے ہیں سو بخش ہم کو ہمارے گناہ اور
بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ وہ صبر والے
سچے۔ بندگی میں لگے ہوئے خراج کرنے والے اور پھل
راتوں کو گناہ بخشتوانے والے۔

قصہ مریم و عیسیٰ شروع کرنے سے پہلے نصاریٰ کے اس زعم باطل کے جواب میں کہ مریم اگر محبوبہ خدا اور عیسیٰ اس کے برگزیدہ فرزند نہ تھے تو ان کی شان میں محبت اور اصطفا کے الفاظ کیوں استعمال ہوئے ارشاد فرمایا کہ خدا ان سب سے محبت کرتا ہے جو اتباع رسول نیکو کار ہوں فنا تب عوفیٰ یحبہم کہ اللہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح مریم و عیسیٰ کو خلعت اصطفا عطا ہوا اسی طرح آدم و نوح و ابراہیم اور ان کی ذریت کو بھی عطا ہوا۔ لیکن اس افضال الہی سے یہ سب خاصان خدا نہیں ہو گئے پھر مریم و عیسیٰ کے واسطے اگر وہی الفاظ استعمال ہوئے تو کیوں صریحاً ٹھکر گمراہ ہوئے جاتے ہیں۔

اللہ نے پسند کیا آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو سارے جہان سے کہ اولاد تھے ایک دوسرے کی اور اللہ مستانتا جانتا ہے۔

ان اللہ اصطفا علی ۱۲ مرد نوح و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین ذریعۃ بعضہما من بعض واللہ سمیع علیم

اب حضرت مریم کی ولادت اور پرورش کا قصہ اذتالت امراء عمران سے شروع کیا۔ یہ قصہ مروجہ اناجیل اربعہ میں مذکور نہیں لیکن ان دو انجیلوں میں جن کا حوالہ ہم نے اوپر سورہ آل عمران کی تہذیب میں دیا ہے مفصل بیان ہوا ہے۔ کلام مجید میں اس قصہ کا تذکرہ صرف اس لیے ہے کہ مریم ولیہ اور صدیقہ تھیں نہ کہ آسمانی ملکہ۔ پھر اس قصہ کے ساتھ ہی بشارت ملائکہ ولادت حضرت مسیح اور آپ کے

۱۵ دیکھ انسا بیکو پیڈیا بریٹیکا طبع جدید تحت عنوان "مریم"

عہد طفولیت تعلیم و تلقین اور پھر تصلیب کا مجملہ حوالہ دے کر اصل مطلب یعنی مسئلہ الوہیت کی تردید کی ارشاد ہوتا ہے۔

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقتہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین	بیشک عیسیٰ کی مثال جیسے آدم کی مثال جسکو مٹی سے بنایا پھر اسکو کہا ہو جاوہ ہو گیا حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے پھر تو شک میں نہ رہ
-------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

جو کہ انجیل لوقا چہلمین میں حضرت عیسیٰ کا پشت نامہ آپ کے والد یوسف بخار سے شروع کر کے حضرت آدم تک ملا یا ہے اور حضرت آدم کے متعلق یہ لکھا ہے کہ آدم ابن اللہ گویا اس طور سے حضرت عیسیٰ کا سلسلہ نسب خدا تک ملا کہ حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ قرار دیا اس لیے حق تعالیٰ نے وفد بخران کے مقابلہ میں الزاماً ارشاد فرمایا کہ تم مانتے ہو کہ آدم بن مان باپ کے مٹی سے پیدا ہوئے لیکن اس طور پر پیدا ہونے سے تم ان کو ابن اللہ مان کر پرستش نہیں کرتے پھر عیسیٰ جو بطن مادر سے

۱۵ عہد طفولیت سر کے واقعات از قلم خلق طہور و خیر و مردجہ اناجیل (ابعدہ میں مذکور نہیں ہیں لیکن ابن اناجیل میں جنکو نصاریٰ نے ابو کرئیل گابیل (جعلی انجیلین) قرار دے کر خارج کیا ہے مذکور ہیں۔ ان اناجیل کا ترجمہ اپنی اپنے کا چہرے انگریزی میں کیا ہے انہیں بہت سے عجیب و غریب قصے آپ کے متعلق مذکور ہیں مثلاً جگلی شیر آپ کی پاسانی کرتے تھے اور حکم مانتے تھے۔ بت آپ کے سامنے اوندھے ہو جاتے تھے۔ ایک مہر جس شاہزادہ آپ کے متعلق آپ غسل سے جگمگا ہو گیا۔ آپ کے کپڑوں کی خوشبو سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ آپ نے مٹی کے چڑیاں اور جانور بنائے اور انہیں روح بھونک دی۔ جن لڑکوں نے کھیل میں آپ کا کہنا نہ مانا آپ نے ان کو بکرا بنا دیا۔ آپ کے کپڑوں کی ایک بھی ایک بچہ کے پسینہ دیکھی اسکا یہ اثر ہوا کہ وہ جھٹنے اور ڈنڈے سے محفوظ ہو گیا وغیرہ وغیرہ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مردجہ اناجیل اور بعض میں بھی اسی قسم کے بلکہ زیادہ عجیب و غریب قصے مذکور ہیں قرآن میں بعض یہ قصے جو منقول ہیں انکی غایت شاہ ولی اللہ رحمہ فرما لکھی ہیں اصول التفسیر میں خوب لکھی ہیں انہوں نے تذکرۃ المصطفیٰ صفحہ ۴۵ لغایت ۶۱ میں انکی تشریح کی ہے ۱۲

پیدا ہوے کیون ابن اللہ سمجھ کر پوچتے ہو۔ وفد نجران کے نصاریٰ پھر بھی حجت کرتے رہے تب حکم ہوا کہ ان کچھ نمون سے مباہلہ کا اعلان کر دو۔

فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله على الكاذبين	پھر جو جھگڑا کرے مجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ تجھ کو علم پہنچ چکا پس کہدے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمھارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور اپنی جان اور تمھاری جان پھر دعا کریں اور لعنت کھینچیں جھوٹوں پر
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مگر نصاریٰ مباہلہ کی جرأت نہ کر سکے جس سے معلوم ہو گیا کہ انکی حجت سخن پروری اور تقلیدی طور پر ہے نہ تصدیق قلبی۔ پھر اتمام حجت کے طور پر ایک ایسے اصول کی تیج کی کہ اگر اہل کتاب آل کو بہ نظر انصاف دیکھیں تو پھر کوئی جھگڑا ہی نہیں رہتا۔ ارشاد ہوتا ہے:-

قل يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقلوا شهدوا باننا مسلمون	کہدے اے اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمھارے درمیان کی یہ کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کی اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ پکڑیں ایک ایک کو آپس میں رب اللہ کے سواے پھر اگر وہ قبول نہ رکھیں تو کہو شاہد رہو کہ ہم حکم کے تابع ہیں۔
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اس اصول کو اگر اہل کتاب تسلیم کر لیں تو اسلام نصرانیت اور یہودیت ایک ہی دائرہ میں جسا نقطہ دین حنیفی سے یعنی طریق حضرت ابراہیم جو ان تینوں فرقوں کے مورث اعلیٰ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

ماکان ابراہیم یهودیا ولا نصاریا ولكن	ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی لیکن
--------------------------------------	-------------------------------------

<p>كان حنيفا مسلماً وما كان من المشركين - ان اولی الناس بابراهم للذین اتبعوه وهذنا البنی والذین امنوا والله ولی المومنین</p>	<p>ایک طرف کا حکم برقرار تھا اور مشرکین میں نہ تھا لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو اس کے متبع تھے اور یہ نبی اور ایمان والے اور اللہ والی ہے مومنین کا</p>
<p>یہاں تک نصاریٰ کی اصلاح عقائد سے بحث تھی اب تعلیم انجیل کے مقابلہ میں چند کلیات ارشاد ہوتے ہیں پہلے خیرات حبیب انجیل میں خاص طور سے زور دیا گیا ہے اور جو حوار میں اور ان کے متبعین کا شعار تھا۔ اس کے لیے یہاں ایک ایسا کلیہ ارشاد فرمایا جو حقیقت میں اصل سخاوت اور روح ایثار ہے۔</p>	<p>یہاں تک نصاریٰ کی اصلاح عقائد سے بحث تھی اب تعلیم انجیل کے مقابلہ میں چند کلیات ارشاد ہوتے ہیں پہلے خیرات حبیب انجیل میں خاص طور سے زور دیا گیا ہے اور جو حوار میں اور ان کے متبعین کا شعار تھا۔ اس کے لیے یہاں ایک ایسا کلیہ ارشاد فرمایا جو حقیقت میں اصل سخاوت اور روح ایثار ہے۔</p>
<p>لن تنالوا البر حتی تنفقوا صالحین</p>	<p>ہرگز نیکی کی حد کو نہ پہنچو گے جب تک وہ خرچ نہ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو۔</p>
<p>پھر یا ہمی ہمدردی۔ اتفاق اور اخوت کے اصول</p>	
<p>واعتصموا بحبلہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداً فالقہ بین قلوبکم فاصبحتم بنعمۃ اخوانا</p>	<p>اور مضبوط پکڑ لو اللہ کی رسی اور متفرق نہ ہو اور یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اند پر جب تم دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈالی اب ہو گئے اُس کے فضل سے بھائی۔</p>
<p>کے ذریعہ سے سمجھا کر ایک ایسا دستور لعل سکھایا جو اشاعت دین اور ترقی مذہب کی روح و جان سے ارشاد ہوتا ہے:-</p>	
<p>ولیکن منکم امتی دعوت الے الختی ویامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون</p>	<p>اور چاہیے کہ زمین تم میں ایک جماعت نیک کام کی طرف بلاتی اچھائی کا حکم دیتی اور بُرائی سے روکتی اور وہی مراد کو پہنچے۔</p>
<p>یہی دستور لعل تھا جو ابتدا سے اسلام میں ہر مسلمان کا نصب العین تھا۔ جب صحابہ و</p>	

و تابعین کا مبارک دور گزر گیا تو حضرت صوفیہ کرام اور علمائے دیندار نے اس مقدس فرض کو ادا کیا اور چین و لمبیاں و جہاں و ممالک افریقہ و اکثر یورپ کے حصہ میں اسلام کو پھیلایا اور اگرچہ عیسائیوں کی طرح باقاعدہ مشنری اور تنخواہ دار جاعتیں قائم نہیں ہوئیں لیکن اسلام کی یہ خاصیت ہے کہ جہاں «صبغة اللہی» رنگ غالب ہوا ممکن نہیں کہ دوسرے دین پر انکس انوار نہ ہو گویا ایک روحانی کمر بابت ہے جو قلوب کو بے اختیار کھینچتی ہے اس میں اسکی تخصیص نہیں کہ دستار بند ہو یا کلاہ پوش ادنیٰ مزدور ہو یا امیر الامرا کوئی ہر سب کے واسطے صلائے عام ہے یہ

کنتم خیرا متاخر جت للناس تامسون بالمرءوف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ	تم ہو بہتر سب امتوں سے جو پیدا ہوئے لوگوں میں اچھائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے اور الشر برا بیان لاتے۔
-------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اب قریب قریب آخر سورۃ تک جنگ احد کے واقعات مذکور ہیں۔ یہ واقعات صرف اسی سورت میں بیان ہوئی ہیں انکی ایک لطیف توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو ان کی قوم یہود نے گرفتار کر لیا۔ آپ کے ایک حواری نے مجبری کی بقیہ مفرد ہو گئے۔ رومی عدالت میں حواری بطرس نے بخوف گرفتاری تین مرتبہ حواریت سے انکار کیا۔ آخر وہ معصوم نبی اللہ دار پر کھینچ دیا گیا پھر کسی نے یہ سمجھا کہ آپ زندہ مع جسم آسمان پر چڑھ گئے کسی نے کہا کہ تین دن کے بعد مردوں میں سے زندہ ہو کر مصلوب و کمر گئے کسی نے کہا نہیں آپ مصلوب ہی نہیں ہوئے ایک اور شخص آپ کی صورت کا مصلوب ہوا۔

۱۱ جب سے ہمارے صوفیہ نے سماعت اور تن آسانی اختیار کی علما نے فسادیت اور جسد کے باعث لہیت کو کھو دیا اور امرا و سلاطین کے پیش و عشرت اور جہالت میں مبتلا ہو کر خدمت دین چھوڑ دی تب سے «حنید اُمت» کا لقب ہم سے چھن گیا لغو و ہاشم من شرور الفناء ۱۲

اب جنگ احد کے واقعات پر غور کرو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم قریش نے آپ پر حملہ کیا۔ آپ اپنے جانناز صحابہ کے ساتھ دین حق کی حمایت کو نکلے۔ کفار کو شکست ہوئی لیکن جب وہ مسلمان جو درہ کی حفاظت کو مقرر ہوئے تھے اور جن کو آخر تک اپنی جگہوں پر بٹھرنے کا حکم تھا لڑائی کو ختم سمجھ کر مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے تو کفار کا ایک گروہ پلٹ کر اُسی درہ میں گھس آیا اور پشت پر حملہ کر دیا مسلمان جو مال غنیمت لوٹ رہے تھے اس ناگہانی وار کو گہرین متفرق ہو گئے۔ کفار نے آنحضرت پر نرغہ کر دیا اکثر جانناز صحابہ آپ کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے آخر آپ خود بھی زخموں سے چور ہو کر فرش خاک پر عرش کھا کر آ رہے۔ کفار نے آپ کی شہادت کا اعلان کر دیا مسلمان بدحواس ہو گئے کوئی دیوانہ وار لڑ بھڑ کر شہید ہو گیا کوئی میدان میں سر اسیمہ پھرنے لگا کسی نے راہ فرار اختیار کی۔ آخر آنحضرت ہوش میں آئے جانناز صحابہ نے غاز سے نکالا آپ کا جمال جہاں آرا دیکھتے ہی صحابہ مثل پردانہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سب کو ساتھ لیکر احد کی ایک کھائی میں قدم جادے کفار کو بھر جرات نہوئی کہ زخم خوردہ شیر دن پر حملہ کریں انھوں نے اُسی قدر چیرہ دستی کو غنیمت سمجھ کر میدان سے کوچ کر دیا۔

ان واقعات کے نتائج کس خوبی سے ادا ہوئے ہیں ارشاد ہوتا ہے:-

اور مست نہ ہونہ غم کھاؤ اور تم غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔	ولا تموتوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔
اور محمد تو ایک رسول ہے اس سے پہلے بہت رسول ہو چکے پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا	وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل

۱۔ جنگ احد کو ہم نے تذکرۃ المصلیٰ میں بالتفصیل بیان کیا ہے (دیکھو صفحات ۳۹ تا ۴۴) طبع ثانی

انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب
علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً
سیجزی اللہ الشاکرین

فیمارحمۃ من اللہ انت لہم
ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانقضوا
من حولک فاعف عنہم واستغفر
لہم وشارہم فی الامر فاذا
عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ عجیب
المتوکلین

ولا تحسبن الذین قتلوا فی
سبیل اللہ امواتاً بل حیاء
عندنا بہم یرزقون فرحبین
بما اتھم اللہ من فضلہ
ولیتبشرون بالذین لم یرلحقوا
بہم من خلفہم الا خوف علیہم
ولا ہم یحزنون

تم پھر جاؤ گئے اُٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائیگا
وہ اللہ کا کیا بگاڑے گا اور اللہ ثواب دے گا
شاکرون کو۔

سو کچھ اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل ملا اور اگر
تو ہوتا سخت گو اور سخت دل تو منتشر ہو جاتے
تیرے پاس سے سو تو ان کو معاف کر اور انکے
لیے مغفرت چاہ اور کام میں اُن سے شورہ لے
پھر جب ٹھہرا چکا تو بھروسہ کر اللہ پر اللہ
متوکلین کو چاہتا ہے۔

اور تو نہ سمجھ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے
کہ وہ مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے
پاس روزی پاتے ہیں خوشی کرتے ہیں اُسپر
جو دیا اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے
اور خوشوقت ہوتے ہیں اُن کی طرف سے جو بھی
نہیں پہنچے انہیں پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈرے
انپر اور نہ اُنکو غم ہے۔

سورہ کے آخرین ذکر و فکر دوام حضور اور لذت مناجات کو یوں ارشاد فرمایا ہے۔

بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور
دن کا بدلنا عقل والوں کو نشانیاں ہیں وہ جو
یا د کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ
پر اور زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں

ہن فی خلق السموات والارض و
اختلاف الیل والنہار لایات
لاولی لباب الذین یدکرون اللہ قیاماً وقعوداً
وعلی جنہم ویفکرون فی خلق السموات والارض

ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانه
فقد اعلا ببالنا الایہ

اسے رب ہمارے تو نے یہ بحث نہیں بنایا تو پاک
سے عیب سے سوہو دوزخ کے عذاب سے بچا

سورہ بقرہ اور آل عمران کے لطائف ترتیب بیان کر کے اس کتاب کے موضوع کے
لحاظ سے اب اسکا موقع نہیں کہ ہم دوسری سورتوں کے لطائف ترتیب بیان کریں اس لیے
اس عنوان لطیف کو ہم بیان ختم کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے قدیم نسخے

ہم اوپر ”جمع و ترتیب کلام مجید“ کے عنوان میں
لکھ چکے ہیں کہ حضرت عثمان نے قرآن پاک کی متعدد

نقلیں بلا واسلام میں شائع کیں۔ ایک مضمون میں جو تہذیب الاخلاق بابت صفحہ
۳۲۹ ہجری میں چھپا ہے علامہ شبلی مرحوم ان مصاحف کے متعلق لکھتے ہیں:-
”حضرت عثمان نے جو مصاحف نقل کرا کے مکہ معظمہ مدینہ منورہ۔ بصرہ۔ کوفہ۔ دمشق میں
بجھوائے تھے مدت تک موجود رہے چنانچہ انکی تفصیل جیسا کہ مرقی نے فتح الطیب میں لکھی
ہے جلد اول صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ مصر حسب ذیل ہے:-

دمشق۔ اس مصحف کو ابو القاسم سبکی نے ۷۵۰ھ میں جامع دمشق کے مقصورہ میں
دیکھا۔ عبد الملک کا بیان ہے کہ میں نے اسکو ۲۵۰ھ میں دیکھا۔ یہ مصحف میرے سفر قسطنطنیہ
کے زمانہ تک دمشق میں موجود تھا۔ کئی برس ہوئے جب سلطان عبد الحمید خان کے زمانہ میں
جامع مسجد حل گئی تو یہ مصحف بھی جل گیا۔

مدینہ منورہ۔ اس مصحف کا بھی ۲۵۰ھ تک پتہ چلتا ہے۔ اس نسخہ کی پشت پر یہ
عبارت لکھی ہوئی تھی:- ہذا ما جمع علیہ جماعۃ من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم منہم زید بن ثابت وعبد اللہ ابن الزبیر وسعد بن العاص
(اس کے بعد اوصحاب کا نام تھا)

مکہ معظمہ۔ یہ بھی ۲۵۰ھ تک موجود تھا۔

بصرہ یا کوفہ۔ یہ قرآن معلوم نہیں کس زمانہ میں قرطبہ پہنچا۔ پھر عبدالمومن اسکو قرطبہ سے اپنی دارالسلطنہ میں بڑے ترک و احتشام سے لایا۔ ۱۲۵ھ میں وہ معتقد کے قبضہ میں آیا۔ اسکے بعد ابو الحسن نے جب تلسان فتح کیا تو یہ نسخہ اسکے قبضہ میں آیا۔ اسکے مرنے پر پرتگیز میں پہنچا وہاں سے ایک تاجر نے کسی طرح اسکو حاصل کیا اور ۱۲۵ھ میں شہر فاس میں لایا چنانچہ مدت تک خزائن شاہی میں موجود تھا۔

علامہ مقریزی نے کتاب الخط میں جہان قاضی فاضل (سلطان صلاح الدین کا وزیر تھا) کے مدرسہ کا ذکر کیا ہے لکھا ہے کہ اسکے کتب خانہ میں مصحف عثمانی کا نسخہ موجود تھا جسکو قاضی فاضل نے تیس ہزار اشرفی میں خریدا تھا۔

یہ نسخہ جو اہمات یا مصحف امام کے لقب سے مشہور ہوئے عہد عثمانی سے آج تک اُن لاکھوں کروڑوں کلام مجید کے نسخوں کے جو اقصاے عالم میں شایع ہوئے اصل ماتخذ ہیں اور انھیں کے مطابق تلاوت ہوتی ہے اور یہاں تک احتیاط کی جاتی ہے کہ باوجودیکہ عہد عثمانی کے بعد سے رسم الخط قدیم کی بہت کچھ اصلاح ہوئی لیکن انھیں اُتھات کے رسم الخط کی پابندی کی جاتی ہے اور اسکی مخالفت گناہ سمجھی جاتی ہے امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا مصحف کو لوگوں کے بنائے ہوئے ہجا کے مطابق لکھنا جائز ہے جواب دیا نہیں بلکہ اسکو اسکی پہلی کتابت کے انداز پر لکھنا چاہیے۔ امام احمد کا قول ہے کہ زائد حروف مثلاً اؤ لو میں واو وغیرہ کے بارے میں مصحف عثمانی کے رسم الخط کے مخالفت حرام ہے۔ یہی نے شب لایمان میں بیان کیا ہے کہ جو شخص مصحف کو لکھے اسکو جاپہ کہ وہ انھیں حروف تہجی کی حفاظت کرے جن کے ساتھ صحابہ نے ان مصاحف کو لکھا ہے یہ اسی احتیاط سخت کا نتیجہ ہے کہ کلام مجید ہر قسم کے تفسیر و نقصان وغیرہ سے محفوظ رہا۔

عہد صحابہ کے بعد رسم الخط میں جو اصلاحیں ہوئیں انکا جہان فکیر کو دیکھنا ضروری ہے

اصلاح
رسم الخط

اول نقطے اور اعراب۔

حضرت عثمانؓ نے جو صحیفہ لکھواٹے تھے اُن میں نقطے اور اعراب نہ تھے۔ عربوں کو اُسکے پڑھنے میں کوئی دقت نہ تھی کیونکہ اُنکی زبان تھی علاوہ اُسکے قرآن بطور حفظ پڑھنے اور پڑھانے کا چرچا ایسا عام ہو گیا تھا اور اس کثرت سے حفاظ موجود تھے اور قرأت رسول اللہؐ ایسی مشہور ہو گئی تھی کہ پڑھنے والوں کو کوئی دشواری نہ تھی لیکن جب عجمی کثرت سے مسلمان ہونے لگے تو زبان عرب سے نا آشنا ہونے کی باعث اُن کو بطور خاص پڑھنے میں سخت دقت پیش آئی۔ اس دقت کی طرف سب سے پہلے ابوالاسود دُملی (المتوفی ۶۹ھ) شاگرد حضرت علیؓ نے توجہ کی۔ واقعہ یہ تھا کہ ابوالاسود نے ایک دن ایک شخص کو کلام مجیدؐ کی اس آیت اِنَّ اللّٰهَ بَرِّئٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُولُهٗ مِّنْ سُلُوْلَهٗ کو ”رَسُوْلِهٖ“ پڑھتے سنا جس سے معنی کچھ سے کچھ ہو گئے یعنی صحیح قرأت کے مطابق معنی یہ ہوے کہ بیشک اللہ شرکین سے بیزار ہے اور اُس کا رسول بھی لیکن اس شخص کے غلط اعراب لگانے سے یہ معنی ہوے کہ ”اللہ شرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے“ ابوالاسود یہ سن کر سخت گھبرائے اور کان پر آکر ایک کاتب کو بلا یا اور اُس کو اپنے پاس بٹھا کر ہدایت کی کہ میں قرآن کو لکھواتا ہوں جس حرف کے ادا کرنے میں اپنا منہ کھول دوں اُسکے اوپر ایک نقطہ دینا۔ جس حرف کے ادا میں آواز کا رخ نیچے ہو اُس کے نیچے نقطہ دینا۔ اور جس حرف کو منہ گول کر کے ادا کروں تم اُس کے آگے نقطہ دینا۔ ۱

اُسی زمانہ میں حجاج بن یوسف نے اپنے کاتب نصر بن عاصم اور ایک روایت میں ہے کہ عجمی بن یمر سے قرآن مجید کو نقطوں کے ذریعہ سے اعراب کا اظہار کر کے لکھوانا شروع کیا

۱ حضرت بن زید صفحہ ۴۰ د ابن خلکان ذکر ابوالاب

۲ کشف اللغون صفحہ ۴۲

لیکن یہ طریقہ مبہم تھا اس لیے خلیل بن احمد (المتوفی ۳۸۵ھ) نے نقطون کے عوض ہر ذبیہ پر ذبیر
دپیش کے علامات ایجاد کیے جو آج تک رائج ہیں یہ
ووم خطوط المصاحف۔

ہم ادپر لکھ چکے ہیں کہ قریش نے لکھنا اہل حیرہ (کوفہ ۳۸۵ھ) میں حیرہ کے لکھنڈرون
کے پاس آباد ہوا) سے سیکھا پھر آنحضرت صلم نے اسیران بدر کے ذریعہ سے مسلمانان
مدینہ کو سکھایا۔

کشف الظنون صفحہ ۴۶۶ علم الخط کی بحث میں ابن اسحق سے یہ روایت ہے :-

اول خطوط العربیۃ المخط المکی وبعدہ المدی شمم البصری ثم الکوفی واما المکی والمدی ففی شکلا انفصلا یسیرا۔	پہلے عربی خطوط خط مکی پھر مدنی پھر بصری پھر کوفی ہیں۔ لیکن مکی اور مدنی خطوط ان کی شکلون میں آسان جھکاؤ ہے۔
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

عہد رسول اللہ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں یہی خط مدنی مستعمل تھا لیکن سخت
یا نرم چیزوں پر لکھتے وقت قدرتا نشان تحریر میں فرق ہوتا ہوگا (جیسا ہم نے نقشہ
رسم الخط میں اوپر دکھایا ہے) سخت چیزوں پر گوشہ دار حروف اور نرم پر مدور
ہوتے ہونگے۔ یہی نمایان فرق ہے جو زمانہ مابعد میں خط کوفی اور خط نسخ میں
قائم رہا۔ ۷۷

فہرست ابن ندیم میں محمد بن اسحق سے روایت ہے کہ حشون خط سے جس نے پہلے مصحف
کو لکھا وہ خالد بن ابی الیاس ہے (ابن ندیم نے جو تھی صدی میں اس مصحف کو خود
دیکھا) ولید بن عبدالملک اموی نے سعد کو مصحف اشعار اور اخبار کی کتابت کے واسطے
سرکاری طور پر مقرر کیا اس نے قرآن مجید کو سونے سے لکھا پھر خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے

١٠٠
 ١٠١
 ١٠٢
 ١٠٣
 ١٠٤
 ١٠٥
 ١٠٦
 ١٠٧
 ١٠٨
 ١٠٩
 ١١٠
 ١١١
 ١١٢
 ١١٣
 ١١٤
 ١١٥
 ١١٦
 ١١٧
 ١١٨
 ١١٩
 ١٢٠
 ١٢١
 ١٢٢
 ١٢٣
 ١٢٤
 ١٢٥
 ١٢٦
 ١٢٧
 ١٢٨
 ١٢٩
 ١٣٠
 ١٣١
 ١٣٢
 ١٣٣
 ١٣٤
 ١٣٥
 ١٣٦
 ١٣٧
 ١٣٨
 ١٣٩
 ١٤٠
 ١٤١
 ١٤٢
 ١٤٣
 ١٤٤
 ١٤٥
 ١٤٦
 ١٤٧
 ١٤٨
 ١٤٩
 ١٥٠
 ١٥١
 ١٥٢
 ١٥٣
 ١٥٤
 ١٥٥
 ١٥٦
 ١٥٧
 ١٥٨
 ١٥٩
 ١٦٠
 ١٦١
 ١٦٢
 ١٦٣
 ١٦٤
 ١٦٥
 ١٦٦
 ١٦٧
 ١٦٨
 ١٦٩
 ١٧٠
 ١٧١
 ١٧٢
 ١٧٣
 ١٧٤
 ١٧٥
 ١٧٦
 ١٧٧
 ١٧٨
 ١٧٩
 ١٨٠
 ١٨١
 ١٨٢
 ١٨٣
 ١٨٤
 ١٨٥
 ١٨٦
 ١٨٧
 ١٨٨
 ١٨٩
 ١٩٠
 ١٩١
 ١٩٢
 ١٩٣
 ١٩٤
 ١٩٥
 ١٩٦
 ١٩٧
 ١٩٨
 ١٩٩
 ٢٠٠

اُسی نمونہ پر لکھوایا۔ عہد بنی امیہ میں قطبہ خاص کا تب تھا جس نے چار قلم ایجاد کیے تھے پھر ضحاک بن عجلان کا تب بنی عباس نے قطبہ پر زیادتی کی پھر منصور و مہدی کی خلافت میں اسحق ابن حماد نے ضحاک پر زیادتی کی۔ خشتام البصری اور مہدی الکوفی عہد ہارون الرشید میں مشہور کا تب قرآن تھے اُسی زمانہ میں علی بن حمزہ کسائی (الموتوفی ۱۲۲ھ) جو مامون رشید کا استاد تھا اصلاح خط کی طرف متوجہ ہوا اور جو خط اُسے جاری کیا وہ اصلاح میں "خط کوفی" کے نام سے مشہور ہوا۔

قرآن مجید کا ایک پرانا پور نسخہ ایک قدیم خط میں لکھا ہوا خوش قسمتی سے بڑودہ میں میری نظر پڑ گیا۔ اس کے خاتمہ پر اُسی قلم اور اُسی روشنائی سے جس سے پورا کلام مجید لکھا ہے اسے یہ عبارت تحریر ہے:۔

کتبہ علی بن موسیٰ الرضا بن جعفر الصادق
بن محمد الباقر بن علی بن الحسین
بن علی بن ابی طالب صلی اللہ علی
سیدنا محمد وآلہ وسلم

حضرت امام رضاؑ کی ولادت ۲۰۳ھ اور وفات ۲۲۳ھ میں ہوئی اس لیے یہ نسخہ تقریباً ساڑھے گیارہ سو برس کا لکھا ہوا ہے اور اوراق جا بجا سے بوسیدہ ہو گئے ہیں۔ ایک ورق کا فوٹو تبرکاً بطور نمونہ اس کتاب میں شامل کرتا ہوں۔

(دیکھو صفحہ ۱۴۲)

حضرت امام
موسیٰ الرضاؑ
کے دست مبارک
کا لکھا ہوا نسخہ
قرآن مجید ایک
ایک ورق کا فوٹو

یہ نسخہ سلاطین گجرات کے ہائے تخت احمد آباد کے خزانہ میں محفوظ تھا معلوم نہیں ایران سے وہاں کیونکر پہنچا مرہٹوں نے جب احمد آباد کو تاراج کیا تو یہ نایاب نسخہ بڑودہ آیا اور اب سردار امین الدین کے قبضہ میں ہے۔ اس نسخہ کے چند خصوصیات ہیں جو یہاں قابل ذکر ہیں:-

اس نسخہ کے
خصوصیات

(۱) سورتوں کے مدنی یا مکی کی تخصیص تعداد رکوع اور شمار کلمات و حروف اس نسخہ میں مطلق نہیں جہاں ایک سورہ ختم ہوا دوسرا سورہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع ہے اور سورہ کا نام سہری سے تحریر ہے۔

(۲) علامات اوقاف مثلاً تم ط ج وغیرہما اور رکوع کے نشان اس نسخہ میں نہیں ہیں سُرخ روشنائی سے کسی نے چند پاروں تک زمانہ مابعد میں اسکا التزام کیا ہے اور سونے سے رکوع کا آیت کا دائرہ اور ربع نصف ثلث وغیرہ نشانات تحریر کیے ہیں۔

(۳) زبرد زبرد پیش تنوین و تشدید کے علامات اس نسخہ میں موجود ہیں معلوم ہوتا ہے کہ خلیل نجوی (المتوفی ۱۰۸۵ھ) کے یہ مختصر علامات مقبول ہو چکے تھے اور کلام مجید میں درج ہونے لگے تھے۔

(۴) سورتوں کی تعداد اور اُن کی ترتیب وہی ہے جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اجراع ہو چکا تھا۔ اور آج تک مصاحف میں اُسی کی پابندی کی جاتی ہے۔

(۵) یہ نسخہ قدیم کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ کاغذ شلہ میں ایجاد ہوا ہے۔ ابن تیمیہ کا بیان ہے کہ دولت عباسیہ میں صناعان چین چینی درق کی طرح خراسان میں کتان سے کاغذ بناتے تھے جو درق خراسانی کہلاتا تھا۔

دوسری صدی ہجری کے لکھے ہوئے کلام مجید کے نسخے دنیا میں بہت کم ہیں ایک کامل نسخہ قاہرہ مصر میں ۱۶۸۰ء کا لکھا ہوا اب تک موجود ہے دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۳۸۸) ممکن ہے کہ اس سے قدیم نسخے بھی بلاد اسلامیہ میں موجود ہوں لیکن افسوس ہے کہ اب تک گنج پنهان کی طرح پوشیدہ ہیں۔ صحف امام رضا کی زیارت کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں بھی (اسی قسم کے قدیم نسخے ضرور ہونگے لیکن باوجودیکہ آج کل ذرائع اطلاع اس قدر وسیع ہیں لیکن پھر بھی ہماری عارم تو جہی اور غفلت کے باعث پہلک کو خبر نہیں۔

تیسری صدی کے آخر میں مشہور کاتب ابن مقفعہ (المتوفی ۲۶۰ھ) نے خط کوفی کو جو زود نویسی کے واسطے موزون نہ تھا خط نسخ میں بدل دیا جو عام طور سے مقبول ہو گیا پھر ایک صدی بعد ابن البواب (المتوفی ۲۶۳ھ) کاتب نے خط نسخ کو ایسا خوش نما بنا دیا کہ اسکی پسندیدگی اور قبولیت کے سامنے خط کوفی تقویم پارینہ ہو گیا اور اسوقت سے اب تک اسی خط میں کلام مجید لکھے جاتے ہیں۔

اختلاف قرأت

حضرت عثمانؓ نے جبوقت مصاحف کو لکھوا کر بلاد اسلامیہ میں شائع کروایا تو قرآن مجید توریت و انجیل کے برخلاف کمی و بیشی تحریف و تغیر سے ہمیشہ کے واسطے محفوظ ہو گیا لیکن چونکہ ان مصاحف میں نقطے و اعراب نہ تھے اسلئے ماریصاہ کی قرأت بر رہا۔ علامہ ذہبی طبقات القراء میں لکھتے ہیں کہ صحابہ میں سات مشہور قاری تھے حضرت علیؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، ابن مسعودؓ، عثمان بن عفانؓ، ابو الدرداءؓ، ابو ثوبی الاشعری رضی اللہ عنہم۔ تابعین نے انہیں بزرگوں سے قرأت سیکھی اور پھر ان سے تبع تابعین نے جنہیں بعض نے اس فن کی طرف خاص توجہ کی اور اپنے وقت کے امام قرأت مشہور ہوئے وہ ہفت قراءہ انہیں سے خاص طور پر بیان قابل ذکر ہیں :-

نافع

ابن ابی نعیم مولیٰ جعونہ - اصل وطن اصفہان تھا مگر مدینہ منورہ میں نشوونما ہوئی اور وہیں قیام رہا۔ ستر برس کی عمر پائی۔ ۱۶۶ھ میں انتقال کیا۔

ابن کثیر

عبد اللہ ابن کثیر مولیٰ عمرو بن علقمہ - یہ بھی عجمی تھے۔ ۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے مدت تک عراق میں رہے پھر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔

ابو عمرو

بن العلاء - اصل وطن گازرون بصرہ میں نشوونما ہوئی ۱۵۵ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔

ابن عامر

عبد اللہ ابن عامر دمشقی - وفات نبی صلم سے دو سال قبل بمقام رحاب میں پیدا ہوئے۔ دمشق فتح ہونے پر وہیں مقیم ہوئے اور ۱۱۸ھ میں وہیں انتقال کیا۔

عاشم

ابن ابی النجود کنیت ابو بکر تابعی ہیں۔ ۱۳۵ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔

حمزہ

ابن حبیب الزیات - یہ بھی کوفی ہیں۔ ۱۵۵ھ میں بمقام حلوان وفات پائی۔

کسائی

ابو الحسن علی الکسائی مولیٰ بنی اسد۔ مامون رشید کے استاد تھے ۱۸۰ھ میں انتقال کیا۔

(سراج القاری مطبوعہ مصر صفحہ ۹ تا ۲۰)

مذکورہ بالا قاریوں کے دو دو راوی منتخب کیے گئے چنانچہ نافع کے شاگردوں میں قالون اور ورش ہیں جو خود نافع سے روایت کرتے ہیں۔ ابن کثیر کے طریقہ میں قنبل اور البرزخی جو ابن کثیر کے یاروں سے روایت کرتے ہیں ابو عمرو سے الدورمی اور السوسی

بہ یک واسطہ راوی ہیں۔ ابن عامر سے ہشام اور ابن ذکوان بواسطہ یاران ابن عامر عاصم کے تلامذہ خاص میں شخص اور ابوبکر بن عیاش۔ حمزہ سے خلف اور خلاہ بہ یک واسطہ اور کسائی سے ادوری اور ابوالحارث۔

(اقلان نوع بستم)

راویوں کے طریقی روایت پر غور کرنے سے صاف نظر آتا ہے کہ بابوا سسطہ راوی نافع اور عاصم کے ہیں۔ پھر نافع کی عمر مدینہ منورہ میں گذری جہاں قرآن کی جمع و ترتیب عمل میں آئی۔ اس سبب سے نافع کی قرأت بروایت قالون وورش اور عاصم کی قرأت بروایت حفص (مات سنہ ۴۷) زیادہ مشہور اور دنیا سے اسلام میں مروج ہے۔

ابو عبیدہ قاسم ابن سلام (المتوفی ۳۲۲ھ) پہلا شخص ہے جس نے مختلف قراتوں کو کتاب کی صورت میں جمع کیا پھر چوتھی صدی ہجری سے سیکڑوں کتابیں علم قرأت و تجوید کی تصنیف ہونے لگیں اور تفسیر میں ان پر طویل بحثیں چھڑ گئیں چنانچہ تفسیر کشاف اور نیشاپوری ان مباحث سے بھری ہوئی ہیں۔ لیکن اختلاف قرات کی اصلیت اگر ہے تو اسی قدر کہ یا تو مختلف قاریوں کے تلفظ از قسم مد و قصر۔ اظہار و اخفاء۔ تعجیم و ادغام وغیرہ بلکہ کا نتیجہ ہے یا صرفی و نحوی بحثیں ہیں جو کوفیوں اور بصریوں کی ہنگامہ آرائیاں ہیں جیسا کہ شکل ذیل سے معلوم ہوگا۔

سورۃ البقرہ رکوع ۲۱ میں بنوص کو حمزہ اور کسائی مؤص پڑھتے ہیں۔ اسی سورہ کے رکوع ۷۱ میں لکڑوف کو ابو عمرو حمزہ و کسائی بغیر واو کے یعنی لکڑوف پڑھتے ہیں۔ پارہ ۸ سورہ ہمزہ میں عمادہ کو حمزہ اور کسائی جمع عمودہ جھکا بالضم یعنی عمڈ پڑھتے ہیں مگر باقی پانچ قاریوں کے نزدیک یہ عمودہ کی اسم جمع ہے۔ سورہ مائدہ رکوع ۲ میں ارجلکم کو حمزہ ابن کثیر

اختلاف قرات کی شکایات

اور ابو عمرو و کچلہ یعنی کبیر اللام پڑھتے ہیں۔ سورہ بقرہ رکوع ۲۸ میں نظرین کو حمزہ اور کسائی تشدید کے ساتھ یعنی نظرین پڑھتے ہیں۔ اسی طرح سورہ النساء رکوع ۷ میں کسستم کو حمزہ و کسائی نے لام اور میم اول کے درمیان بغیر اللث کے یعنی کسستم پڑھا ہے۔ سورہ فزل رکوع اول میں کتب المشرقہ کو حمزہ کسائی ابو عمرو اور ابن عامر حرف با کے کسرہ کے ساتھ یعنی کتب المشرقہ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح سورہ شعراء رکوع ۷ میں نزلک پہ اللوح کا لام کو حمزہ و کسائی و ابن عامر نے حرف زاء مجسمہ کو تشدید کے ساتھ اور امیہ کے نون کو بالانصب یعنی کتک کید اللوح الا مین پڑھا ہے اور نحوی بخشین چھتری ہیں۔ سورہ بقرہ رکوع ۱۲ میں خبریل کو حمزہ و کسائی خبریل پڑھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اختلاف قرأت میں حمزہ و کسائی کا نام تقریباً ہر جگہ آتا ہے۔ بات یہ تھی کہ یہ لوگ قرأت کو ان نحوی اصولوں کا پابند کرنا چاہتے تھے جو کو نہ و بصرہ میں مضبوط تھے تھے اور ان لہجوں اور تلفظ کو جو اس وقت وہاں مستعمل تھے پسند کرتے تھے لیکن اگر زبانوں کے تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ان کی غلطی تھی۔ اس غلطی کو اسی زمانہ میں مشہور مکتلم ابو المنذیل علاقہ نے جو ۳۱۵ھ میں پیدا ہوا و ۳۵۳ھ میں وفات پائی متحققانہ طور پر وقوع کر دیا تھا شرح مل و نخل شہرستانی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابو المنذیل سے کہا کہ قرآن مجید میں متعدد آیات آپس میں متناقض نظر آتی ہیں اور بعض آیتوں میں نحوی غلطیاں ہیں۔ ابو المنذیل نے کہا کہ ایک ایک آیت پر الگ الگ بحث کی جائے یا ایسا اجمالی جواب دیا جائے کہ تمام شبہات دفع ہو جائیں۔ مقرر نے دوسری شق اختیار کی۔ ابو المنذیل نے کہا یہ امر تو مسلم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے معزز اور شریف خاندان سے تھے یہی مسلم ہے کہ ان کی فصاحت اور زبانذانی پر کسی کو اعتراض نہ تھا اس میں بھی شک نہیں کہ اہل عرب نے آنحضرت کے جھلاسنے اور آپ پر نکتہ چینی کرنے کا کوئی پہلو اٹھا نہیں سکا اب غور کرو کہ اہل عرب نے آنحضرت پر اور ہر طرح کے اعتراض کیے لیکن کسی نے یہ بھی

ابو المنذیل
کا جواب

کہا کہ اُن کی زمانہ انی صحیح نہیں یا یہ کہ ان کی باتوں میں تناقض ہوتا ہے پھر جب ان لوگوں نے یہ اعتراض نہیں کیے تو آج کو ان شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے۔

الغرض اختلاف قدرت کی حقیقت جو کچھ ہے وہ اسی قدر ہے جو ہم نے اوپر بیان کر دی اور مثالوں سے اس کی تشریح کر دی۔ تناسیر میں البتہ ان کا حوالہ ملتا ہے لیکن متن کا ام مجید ان سے میرا ہے اہل کتاب لاکھ چاہیں کہ اُن کو بڑھا چڑھا کر دکھائیں تاکہ عہد عتیق و جدید کی تحریف و تغیر تناقض اور تخالف پر پردہ پڑ جائے لیکن انکی یتا شدنی کو شش آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔

یورپ اور قرآن مجید

یہود نے جس طرح حضرت عیسیٰ کو باوجودیکہ آپ نے توریت کو کلام الہی تسلیم کیا نہ مانا اور نہ آپ کی تعلیمات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا اُسی طرح یہود اور نصاریٰ دونوں نے قرآن مجید کو باوجودیکہ اُس میں حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کو پیغمبر اولوالعزم اور اُن کی تعلیمات کو منجانب اللہ تسلیم کیا ہے ہمیشہ حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے جس سے اس کی حقیقت اُن پر منکشف نہ ہونے پائی۔ توریت کے متعلق قرآن مجید صاف کہتا ہے۔

ہم نے تماری توریت جس میں ہدایت اور نور ہے۔	إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ (مائدہ)
--------------------------------------------	------------------------------------------------------------

انجیل کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔

پھر بعد کو ہم نے انجیل کے قدم پر عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اس کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت	وَفَقِينًا عَلٰى اِنَّا رٰهُمْ بِعِيسٰى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْاِنجِيلَ فِيْهِ هُدًى
----------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------

۱۷ ماخوذ از علم الکلام صفحہ ۳۷

وَنُورٌ مَّقْصَدٌ قَالَمًا بَيْنَ يَدَيْهِ
مِنَ التَّقْوَىٰ (ماخذ)

ہے اور نور اور اگلی کتاب تورات کو سچ
تباتی ہے۔

پھر خود کلام مجید کی نسبت یوں مذکور ہے۔
وَآتَيْنَاكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مَصَدَّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (ماخذ)

اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب حق پر تصدیق کرتی
اگلی کتابوں کو اور سب پر شامل۔

بیشک قرآن مجید توریت اور انجیل کا مصدق ہے اتنا ہی نہیں بلکہ وہ صحف سادوی کا ہمین
ہے یعنی امین ہے۔ اُن کی اصلی تعلیم کا محفوظ رکھنے والا اور متم با نشان مسائل توحید اور عصمت نبیا
جو موجودہ عہد عتیق و عہد جدید میں محرف ہو گئے اُن کا اُن کی اصلی حالت میں دکھانے
والا ہے۔

یورپ کے قدون وسطیٰ میں باوجودیکہ اسپین اور جزیری یورپ میں نور اسلام کا اُجالا
رہا لیکن نصاریٰ پاپائے روم کی گرفت اور صلیبی جنگ کی مجنونانہ جوش میں ایسے مدہوش
رہے کہ اس کلام نبیین کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے مختلف یورپین زبانوں میں جو ترجمے
کلام مجید کے ہوئے وہ یا تو حکم یورپ جلا دیے گئے مثلاً لاطینی کا ترجمہ جو ۱۵۱۵ء میں
ہوا۔ یا ان میں متن کلام مجید کے ساتھ ایسے ضعیف اور لغو روایات بھر دیے گئے کہ جن کے مطالعہ
سے اور لغت بڑھ گئی مثلاً ۱۶۹۸ء میں فادر مراکشی کا مشہور ترجمہ لاطینی زبان میں ہوا جو
حامل المتن بھی تھا۔ مراکشی یورپ انوسنٹ یازدہم کا رفیق تھا اور نہایت متعصب اہلب
تھا۔ اس نے ترجمہ کے ساتھ حواشی اور مقدمہ کا بھی اضافہ کر دیا جن کے متعلق
بادری سل اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ ”حواشی بیشک بہت مفید ہیں لیکن
مراکشی نے جو کچھ تردید میں لکھا ہے اور جس سے اس کی کتاب کا حجم بہت بڑھ گیا وہ بالکل بیجا ہے

کلام مجید کے ترجمہ
یورپین باؤنٹین

مراکشی کا ترجمہ

۱۷۰۰ء بخاری میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے ”ایمن القرآن آیتیں طے کر کتاب قبلہ“

اور ناقابل الطمینان اور اکثر گستاخانہ۔

بہر حال ان تراجم کا اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ لوگوں نے اتھن و اجبار ہم و رہبا غم دیا با
من دون اللہ کے تازیانہ سے متنبہ ہو کر پاپاے روم کی مذہبی استبداد کی زنجیریں پھینک دیں
اور مالمسیحیہ میں مریچلا رسول قد اخلت من قبلہ الوسل و امہ صدیقہ کی منادی سے متاثر ہو کر
ابن اللہ اور زماور خداوند کی صورتوں کی پرستش کو کلیسا سے خارج کر دیا۔

اٹھارویں صدی میں جبکہ مذہبی آزادی کی ہوا یورپ میں زور سے چلنے لگی تو مختلف زبانوں
میں قرآن مجید کے ترجمے شروع ہو گئے چنانچہ ۱۷۳۷ء میں پادری جارج سیل نے انگریزی میں ترجمہ
کیا اور ایک مقدمہ کا بھی اضافہ کیا۔ یہ ترجمہ بار بار شائع ہو چکا ہے لیکن پادری راڈ ویل
کی یہ رائے ہے کہ سیل نے ترجمہ قرآن میں مراکشی کی تفسیر میں تفسیری فقرے بھی متن میں لکھے ہیں
اور یہ کہ سیکسن زبان کے عوض اکثر الفاظ لاطینی زبان کے لکھ دیے ہیں۔ ۱۷۷۷ء میں سیکسن نے
جرمن میں اور ۱۷۸۳ء میں سیداری نے فرینچ میں ترجمے کیے۔

انیسویں صدی میں جبکہ سائنس کی ترقی شروع ہوئی تو پادریوں کے علاوہ متقیین
یورپ نے بھی ترجمے کیے مثلاً فرینچ میں دی تاسی نے ۱۸۲۹ء میں جرمن میں فلوپل نے
۱۸۳۸ء میں انگریزی میں پالم نے ۱۸۸۰ء میں۔ یہ ترجمے بھی اگرچہ ناقص تھے لیکن یورپ
کے دماغ میں اس قدر صلاحیت پیدا ہو چلی تھی کہ لغو اور بیہودہ مصنایاں کے عوض سنجیدگی
سے قرآن مجید کی نسبت لکھیں۔ انگریزی میں جس نے سب سے پہلے تعصب سے الگ ہو کر محنت
اور کلام مجید کے متعلق اپنی آزادانہ ذاتی رائے کا اظہار کیا وہ کارلائل ہے (ولادت ۱۷۹۵ء
وفات ۱۸۸۱ء)۔ وہ اپنی کتاب ہیر و ورتشپ میں کہتا ہے۔

”مذہب کی نسبت ہمارے عام خیال کہ آپ مکاریا کاذب تھے اور آپ کا دین محض بے ایمانی

اور فریب کا انبار ہے حقیقتاً ہر ایک کو درست نظر نہیں آتا وہ دروغ بافیانہ جھین

۱۷ راڈ ویل کا ترجمہ قرآن صفحہ ۷۱۔

جوش مذہبی نے آپ کے متعلق ڈیجیرنگ دی ہیں صرف ہماری ہی قوم کو ناپسند ہیں۔ پوچھو کہ انہوں نے جب گروتیش سے پوچھا کہ اس کو تو رومی روایت کی کیا اہمیت ہے جس کو مجھ کے کان سے دانہ نکال لانا سکھا یا گیا تھا تا کہ لوگ سمجھیں کہ یہ کوئی فرشتہ پیغام آئی کہہ رہا ہے۔ گروتیش نے کہا کہ ہاں اس کا ثبوت تو کچھ بھی نہیں۔

بیشک اب یہی وقت ہے کہ ہم ایسے اکاذیب کو چھیک دیں۔ جو الفاظ کہ آپ کی زبان سے پہلے وہ اس بارہ سو برس میں اکر ڈر آدمیوں کی زندگی کے رہنما رہے۔ جیم غنیر ہماری ہی طرح مخلوق آئی ہیں۔ ایک بہت بڑا گروہ ہندوستان کا مجھ کے اقوال پر ایسا ایمان لائے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں اور کسی کو مانتے ہی نہیں۔ کیا اس بات کو ہم مان لیں کہ اس قادیان کی مخلوق ایسے پھر روحانی ٹوٹھو سے پر زندگی بھرا عقائد کرتی رہی اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ میں آپ ہرگز ایسا گمان بھی نہیں کر سکتا۔

میرے نزدیک قرآن میں سچائی کا جو ہر اُس کے تمام معانی میں موجود ہے جس نے کہ اس کو وحشی عربوں کے نظردن میں پیش ہمارا دیا تھا۔ سب سے اخیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن سب سے اول اور سب سے اخیر جو حد گمان ہیں وہ اپنے میں رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کے وصف کے بناء و رت اُسی سے ہو سکتی ہے۔

کارلائل کی اس بے تعصبی اور انصاف پسندی نے حامیان مسیحیت کے کان کھڑے کر دیے۔ وہ اب قرآن مجید اور سیرت نبوی پر سنہل کر حملہ کرنے لگے۔ ان میں ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی میں اور سر ولیم میور انگلستان میں زیادہ مشہور ہوئے لیکن ان دونوں کے تصانیف کی متعلق ہمارے زمانہ کا مستشرق مارگولیتہ کہتا ہے۔

مگر چہ ان دونوں کی تصانیف پر پابین مشرقی تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں کے لیے محرکۃ لا راہین لیکن واقعہ یہ ہے کہ ولیم میور کے تصانیف میں مسیحیت کی جغرافیہ

مارگولیتہ

ہے اور اسپرنگزین اکثر محققانہ پہلو کی کمی اور نامعتبر آثار و سیر کا نقص موجود ہے۔“

(دیباچہ سیرت مجلہ صفحہ ۴)

ماشاء اللہ مار گولیتہ ایسا فرماتے ہیں حالانکہ سیرت محمد میں جناب نے جنبہ داری۔ تدلیس و تخلیط کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا۔ میور اور اسپرنگزین اگر زندہ ہوتے تو ہم اُن سے کہتے کہ حضرات آپ جناب مار گولیتہ کے حضور میں لسان الغیب کا یہ شعر ضرور پڑھ دیجئے ۷

من از چہ عاشق و رند دست و نامہ سیاہ | ہزار شکر کہ یاران شہر بیگینہ اند

سر ولیم میور نے کلام مجید اور سیرت نبوی پر مستقل کتابیں لکھیں جن کے رو میں مرحوم سید نے اپنی معرکہ الآر کتاب خطبات احمدیہ لکھی۔ ان خطبات کا انگریزی ترجمہ مرحوم نے اپنی قیام انگلستان میں شائع کر دیا تھا اور ایسی معقول۔ دلنشین اور محققانہ طریق پر سر ولیم میور کے اعتراضات کی دھجیاں اڑائیں کہ خود سر ولیم کو یوں کہتے بن پڑا کہ ”میں نے سید احمد کے اسلام پر اعتراض نہیں کیے بلکہ اس اسلام پر اعتراض کیے جسکو تمام دنیا کے مسلمان مانتے چلے آتے ہیں۔“ یہ بعینہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک تیر انداز کسی گروہ کو نہتا سمجھ کر اس پر تیر بربانی شروع کرے اور جب اوہرے بھی خلاف توقع تیر آنے لگیں تو یہ کہے کہ میرا مقابلہ نہتوں سے ہے تیر اندازوں سے نہیں ہے۔

(دیکھو حیات جاوید جلد دوم صفحہ ۱۵۰)

۱۸۹۹ء میں جرمنی کے مشہور فاضل نولا کی نے قرآن مجید پر ایک مبسوط مضمون لکھا جس کو اس نے نظر ثانی اور چند اضافوں کے ساتھ ایک کتاب کی صورت میں دوسرے سال شائع کر دیا اس کا نام Quran me Hadeeth ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ ابھی نہیں ہوا لیکن انسائیکلو پیڈیا برٹیکا طبع یا زدم مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں نولا کی نے جو مضمون قرآن پر لکھا ہے (دیکھو جلد ۱۵ صفحات ۸۹۸ تا ۹۰۶) اُس میں اس کے خیالات اور اعتراضات کا تلخیص آگیا ہے۔

نور کی کہ قلم
اور ان کے جواب

وہیم میور نے جب قرآن پر کتاب لکھی تو زیادہ تر نولہ کی کے خیالات بیان کیے تھے جن کی تردید سرسید مرحوم کر چکے ہیں اس لیے ہم بیان نولہ کی کے اعتراضات کو نقل کر کے رد کرتے ہیں جس کے جواب دینے کی ذمہ داری سرسید کو نہیں آتی تھی اور نہ غالباً انہیں کسی نے دیے ہیں۔

قرآن مجید میں ایسی فاش تاریخی غلطیاں ہیں جن سے اسکے مصنف کی جہالت عیان ہے مثلاً (۱) سورہ قصص میں ہامان کو فرعون

اعترض اول

کا وزیر بنا دیا حالانکہ ہامان شاہ اہا سروس ایرانی کا وزیر تھا جس کا ذکر توریت کی کتاب ایتھرتین ہے اور جو فرعون مصر کے سیکڑوں برس بعد گذرا ہے (۲) سورہ مریم میں مریم کو ہارون کی بہن لکھا حالانکہ ہارون سیکڑوں برس پہلے وفات پا چکے تھے (۳) سورہ مائدہ میں مسیح پر نزول ماندہ کی کیفیت رسم عشار ربانی کی ایک خلاف واقع اور مضحکہ خیز تصویر ہے۔

احقر ضل
معلق بائج

جواب

حضرت موسیٰ جس فرعون کے زمانہ میں مبعوث ہوئے وہ قدیم مصریوں کی تحقیق ہامان ایسیوین سلطنت کا بادشاہ عمیریس ثانی تھا اس نے اپنے عہد حکومت میں عالیشان عمارتیں اور تھانے تعمیر کرائے۔ اس کے زمانہ میں مندرون کی کاہن دولت اور ثروت کے باعث سلطنت کے ایک قوی بازو تھے ان سب میں میٹھے کی شکل کے دیوتا آتن کا مندر بہت وسیع مانا جاتا تھا اور اس کی کاہنوں کے سردار کے اختیار بہت وسیع تھے لہذا پندرک یونیورسٹی کا مشہور ڈاکٹر اسٹنڈروف اپنی کتاب ”قدیم مصریوں کا مذہب“ کی صفحہ ۹۶ میں لکھتا ہے۔

آتن دیوتا کے سردار کاہن کو نبی اول کہتے تھے۔ محکمہ میرات کا انسر بھی تھا مندرون کی علیشا

عمار تون اور ان کی زیب و زینت کا انتظام اسی کے سپرد تھا۔ دیوتا کی فوج یعنی مندرون

کے سپاہیوں کا جنرل ہی ہونا تھا جیسے یورپ کے قرون وسطیٰ میں شہنشاہ عظم ہوا کرتے تھے۔ خزانہ کی نگرانی اور انتظام کا بھی یہی ذمہ دار تھا نہ صرف اتن کا مندر اور اس کے پوجاری اس کے دائر حکومت میں تھے بلکہ تھیس اور شمالی و جنوبی مصر کے تمام دیوتاؤں کے پوجاریوں کا افسر اعلیٰ ہی ہوتا تھا۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۰ میں پھر کہتا ہے۔

”مندرون کے خدنگار عموماً قیدیان جنگ ہوتے تھے لیکن کاشتکار اور اہل حرفہ بھی شامل کر لے جاتے تھے۔ ان کے خدمات یہ تھے کہ کھیت میں کام کریں۔ سکون کی نگہبانی کریں اور جیسا کہ بنی اسرائیل کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے عالیشان مندرون کی تعمیر میں ان سے جبر یہ خدمت لی جاتی تھی اور اکثر ان سے سونا۔ چاندی اور مختلف قدرتی پیداوار بطور پیشکش وصول کیے جاتے تھے۔۔۔۔۔ اگر حساب لگایا جائے تو صرف شہر تھیس کی دیوتا اتن کے مندر کے قبضہ میں مصر کی زمین کا دسواں حصہ تھا اور کم از کم $\frac{1}{11}$ حصہ آبادی پر اس کی حکومت تھی۔

مذکورہ بالا واقعات جو گزشتہ صدی میں مستشرقین یورپ نے مصر کے آثار قدیمہ کی روشنی میں دریافت کیے ہیں پیش نظر رکھ کر اب دیکھو کہ کلام مجید ہامان کے متعلق کیا کہتا ہے

اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خٰطِیْنِ (سورہ قصص)

ہیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر والے قصور وار تھے

فرعون مصر کا بادشاہ ضرور تھا لیکن اتن کا سردار کاہن اور اس کے لواحقین بطور خود ایک مستقل حیثیت رکھتے تھے اسی لیے جنود ہا کا استعمال ہوا ہے۔ پھر اسی سورہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ

اور فرعون نے کہا درباریو معلوم نہیں میرے

مِنْ اِلٰهِ غَيْرِيْ فَكَوْنُ لِيْ يٰقَامُنْ عَلَيَّ
الطَّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لِّعَلِّيْ اَطْلُعُ
اِلَى الْفَوْسَى وَارِيْ لَا طَلْعَ مِنْ اَكْلِكَ بَيْنَ

سوا تمہارا کوئی خدا ہو تو ہا مان تو میرے لیے ٹپی کپڑاؤ
ایک محل میرے لیے بنا تو شاید موسیٰ کے خدا کو چھانک
لوں اور میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔

اتن کا سردار کاہن میر عمارت بھی ہوتا تھا اسی کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ اب صرف
یہ سوال رہا کہ اتن کے سردار کاہن کو قرآن نے ہا مان کیوں کہا اس کا جواب یہ ہو کہ توریت
میں حضرت موسیٰ کے بھائی کا نام ارون لکھا ہے اور وہ بنی اسرائیل کے سردار کاہن تھے
لیکن قرآن مجید میں ان کو ہارون فرمایا ہے اسی قبیل سے اتن کے سردار کاہن کو
ہا من کہا ہے۔

شہرئخ (جرمنی) میں مصر کا ایک قدیم مجسمہ موجود ہے جس پر لکھا ہے کہ یہ مجسمہ اتن کے
سردار کاہن بکن خونس کا ہے جو عمیتس ثانی کے زمانہ میں تھا۔ پھر نیچے انہی سونخ عمری نو
لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بکن سے کیونکر اس نے درجہ بدرجہ ترقی کی اور ۵۹ برس
کی عمر میں اتن کا سردار کاہن مقرر ہوا۔

بیشک یہ بکن خونس (جو مصری زبان کا لفظ ہے) وہی شخص ہے جس کو اتن کے سردار
کاہن کی مناسبت سے قرآن نے ہا من کہا ہے۔ ہمارے مفسرین نے اس کو فرعون کا
وزیر لکھ دیا تھا لیکن کوئی ثبوت نہ تھا اس لیے عیسائیوں کو موقع مل گیا کہ قرآن مجید پر
تاریخی اعتراض کر بیٹھے۔ مگر اب جدید تحقیقات نے اس کا ثبوت بھی ہم پہنچا دیا۔ انسائیکلو
پیڈیا برٹینیکا جلد نہم طبع یازدہم کے صفحہ ۵۴ میں لکھا ہے۔

اتن کا سردار کاہن منجلہ دیگر خستہ یارات کے جنوبی مصر کا وزیر
بھی مقرر ہوتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ قدیم قوموں کے متعلق کلام مجید میں جو کچھ تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے

کہ موسیٰ سو تیلے بھائی تھے۔ اسی طرح یہاں یہود حضرت میرکم کو اُخت ہارون کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔ حضرت ہارون اور آپ کی نسل معبد کی خدمت کے واسطے مخصوص تھی حضرت میرکم آپ ہی کی نسل سے تھیں اور معبد کی نذر کی گئی تھیں اس لیے استعجاب اور غیرت دلانے کے طور پر یون خطاب کیا۔

نزول ماندہ اس اعتراض کے جواب کے لیے عیسائیوں کی ”رسم عشاء ربانی“ (دیکریسٹ) جس کا نو لہ کی نے حوالہ دیا ہے پہلے سمجھ لینا چاہیے۔

حضرت عیسیٰ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے توکل پر مدار تھا جہاں جو کچھ مل گیا خدا کا شکر کر کے غربا مساکین اور بیماروں کے ساتھ بہ نظر ترجم بٹھک کر کھاتے تھے اور حواریوں کو بھی ایسے ہی توکل اور تواضع کی تعلیم دیتے تھے۔ دیکریسٹ جس کے لفظی معنی شکر کرنے کے ہیں اسی مناسبت سے ابتدا میں آپ کی اس نیک سیرت کے واسطے استعمال ہوا سانی گرفتاری سے پہلے اسی طور پر ایک شب آپ نے حواریوں کے ساتھ ملکر روٹی کھائی مگر خدا بجالائے اور ان کو برکت دی۔ آپ کے ہنر سینٹ پال نے جب بت پرستوں میں آپ کو ابن اللہ کی حیثیت سے پیش کر کے حلول اور کفارہ کے مسائل تعلیم دیے تو اس نیک سیرت کو بھی ایک پراسرار رسم کی شکل میں بیان کیا۔ نامہ اول کا ارتھیمان ۲۵-۲۳ میں کہتا ہے۔

مجھے یہ روایت خداوند (مسیح) سے ملی جسے میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ خداوند یسوع نے اس رات کو جس میں مخبری کی گئی روٹی کے ادا سے شکر کے بعد توڑی اور کھانے سے کھاؤ یہ میرا جسم ہے جو تمہارے واسطے توڑا جاتا ہے بطور یادگار ایسا تم بھی کرنا۔ اسی طرح آپ نے پیالہ لیا اور اس میں سے تھوڑی پی کر فرمایا یہ پیالہ میرے خون کا عہد جدید ہے جب کبھی تم پینا میری یاد میں ایسا ہی کرتے رہنا۔“

پال کی اس روایت کو مرقس ۱۵-۲۲ متی ۲۶-۲۹ اور لوقا ۲۲-۲۳ نے اپنے طور پر درج کیا لیکن یوحنا نے سچ کی شب آئین اس رسم کا ذکر نہیں کیا بلکہ کہتا ہے کہ سچ نے حواریوں کے پاؤں دھلائے اور فرمایا کہ اسی طرح تم بھی خدمت کرو تاکہ مخدوم بنو ۱۳-۱۴ پھر روٹی اور پیالہ کی تاویل یون کی ہے کہ ان سے مراد آپ کے تعلیمات میں (۱۵) - یوحنا کے یہ خیالات یہودی فلسفی فائلو (مہم عصر مسیح) کے تعلیمات متعلق لوگاس (کلمۃ اللہ) کے آئینہ تھے یعنی جس طرح فائلو نے لوگاس کو مادہ آسمانی اور ساقی یزدانی قرار دیا اسی طرح یوحنا نے رسم یوحنا رب سٹ کی تاویل کی لیکن عیسائیوں میں اُس وقت سے اب تک یہ ایک سرا سر مذہبی رسم قرار پائی ہے جس میں رومی بت پرستوں کے رسوم کا جو "سرا سر مترا" کے نام سے مشہور ہیں متبع صاف نظر آتا ہے۔ صدیوں تک یہی جھگڑا رہا کہ روٹی اور شراب کی قلب ماہیت حقیقی ہے یا ظنی یعنی واقعی یہ روٹی اور شراب مسیح کا جسم اور خون ہو جاتا ہے اور اس طور سے آپ کے پیرو آپ کے جزو لا ینفک ہو کر نجات پاتے ہیں یا یہ بدل تحلیل آپ کی نسبت سے مرتبہ فحاشیت پر پہنچا کر ہمہ اوست ہو جاتا ہے۔ ہر فرق اپنی اپنی دلیل لاتا اور پھر مناظرہ مجادلہ ہو کر خون آشامی کا ہونک منظر دکھاتا تھا۔ یہ ہے رسم عشاء ربانی جس کے بانی جناب سینٹ پال ہیں۔ قرآن مجید میں یہ رسم مذکور نہیں سورہ مادہ میں بس اسی قدر مذکور ہے۔

<p>اد قال لحواریون یعیسی ابن مریم هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدًا من السماء قال انعو الله انکم مؤمنین قالوا لئلا نؤذک ناکل منها ونطمع قلوا بنا و نعلم ان قد صدقتنا و نلون علیہا من الشاہدین قال عیسی بن مریم اللهم ربنا انزل علینا مائدًا من السماء تکون لنا</p>	<p>جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا تیرا رب قدرت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان سے مادہ اتار دے۔ کہا اللہ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔ ورنہ چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں پس میں سے اور ہمارے دل مطمئن ہوں کہ تم جھوٹے کہیں کہ تو سچ کہتا ہے ہم اس پر گواہ ہو جائیں عیسیٰ بن مریم نے کہا خداوند ہم پر آسمان سے مادہ نازل کر کے ہمارے</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

عَيْنًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ وَأَرْزُقْنَا
 أَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مَتِّعُكَهَا
 عَلَيْكَ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَتَأْتِ
 الْعَذَابُ بِهَذَا بَالًا لَّا تُعَذِّبُهُ أَحَدًا
 مِنَ الْعَالَمِينَ

اگلوں اور پھلوں کو عید ہو اور تیری نشانی اور ہمیں
 رزق دے اور نوا چھار رزق دینے والا ہے خدایا
 نے کہا میں اُس کا اُٹارنے والا ہوں تم پر پس بکفر
 کر گھا تم میں سے اُترنے کے بعد پس میں اُسکو وہ عذاب
 دوں گا کہ کسی کو عالم میں نہ دیا ہو۔

زبور نمبر ۱۹^۸ میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل نے کہا کیا خدا اس بیابان میں ماندہ نازل کر سکتا
 ہے "حواریوں نے جو رفاقت مسیح میں درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے بنی اسرائیل کی طرح
 یہی الفاظ حضرت مسیح سے کہے مگر آپ نے اُن کو ادب سکھانے کے لیے فرمایا کہ خدا سے
 ڈرو تب اُنھوں نے وجہ بیان کیے آپ نے دعا کی خدا نے فرمایا اچھا لیکن ناشکری
 کی سخت سے سخت سزا کا بھی اعلان کر دیا۔ حواری جانتے تھے کہ بنی اسرائیل ماندہ
 آسمانی یعنی من و سلویٰ کی ناشکری کے باعث تباہ ہو گئے تھے اس لیے یہ وعید نہ کر
 مرعوب ہو گئے اور ایسے سوال سے باز آئے۔ مشہور تابعی حجازی ہذا وحسن کا یہی قول ہے
 اور واقعی کلام مجید میں اظہار وعید کے بعد پھر یہ بیان نہیں ہوا کہ ماندہ اُترا یا نہیں اُتر
 اُترا تو کیا تھا اور جیسا کہ بنی اسرائیل کے قصہ کے متن و سلویٰ کا ذکر ہے یہاں کچھ بھی
 نہیں لیکن تفاسیر میں ایسی روایات بھی مذکور ہیں جن سے بالعموم یہ مشہور ہو گیا کہ ماندہ
 آسمان سے اُترا جس میں لذیذ اور مرغین کھانے تھے حضرت سلمان فارسی سے یہ
 روایت نقل کی جاتی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ نے خوان کا سروپوش کھولا تو اس میں
 پھلی بھونی ہوئی روغن سر سے جاری سرہانے تک پانوں کی طرف سرکہ گردا گرد
 ہر قسم کے ساگ اور پانچ روٹیاں ایک پر ریتوں دو سزی پر شہد تیسری پر
 گوشت بریان چوتھی پر مسکہ پانچویں پر پنیر۔ تیرہ سو آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر
 ۱۔ تفسیر ابن جریر جلد ہفتم صفحہ ۸۰ بکیر جلد سوم صفحہ ۴۹۔

بھی وہ مچھلی ویسی ہی رکھی رہی لے
تو لدکی نے انھیں روایات کو متن کلام مجید میں شامل سمجھ کر اعتراض کیا ہے لیکن ان سب
کا ماتخذ روایات اہل کتاب ہیں اور اس لیے ان کا شمار اسرائیلیات میں ہے جن کے متعلق
ہم حدیث میں لکھ چکے ہیں۔ اس قول کی تائید میں ہم انجیل مرقس ۲۵-۲۶ م کی یہ
روایت نقل کرتے ہیں۔

”اور جب دن ختم ہو چلا حواری آئے اور مسیح سے کہنے لگے یہ مقام ایک بیابان
ہے اور نادقت اس قدر۔ پس لوگوں کو بھیج کہ وہ شہر جائیں گانوں جائیں
اور روٹی خرید لائیں کیونکہ کھانے کو کچھ نہیں۔ یسوع نے کہا انھیں کھانا دو۔
وہ بولے کیا ہم جائیں اور دو سو درم کی روٹی خرید لائیں۔ اُس نے کہا تمہارے
پاس کتنی روٹیاں ہیں جائو دیکھو۔ انھوں نے دیکھ کر کہا پانچ روٹیاں اور دو مچھلی۔
تب اُس نے ان سب کو بھری گھاس پر قطار در قطار بیٹھ جانے کو کہا اور وہ
سب سو سو پچاس پچاس کی قطار میں بیٹھ گئے تب اُس نے وہ پانچ روٹیاں
اور دو مچھلی لین آسمان کی طرف دیکھا اور برکت تو کیا روٹی توڑی اور حواریوں کو
دی کہ سب کے سامنے رکھو اور اسی طرح دو لون مچھلیاں بھی تقسیم کیں سبھوں
نے سیر ہو کر کھایا اور روٹیاں اور مچھلیوں کے ٹکڑوں کے بارہ ٹوکڑے بھرے
اور کھانے والوں کا شمار پانچ ہزار تھا۔“

اسی انجیل کے باب ۸ میں پھر ایسا ہی قصہ نقل کیا ہے لیکن اس میں سات روٹیاں
ہیں اور چند چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اور آدمیوں کی تعداد چار ہزار اور ٹکڑوں کے ٹوکڑے سات
دعوت کے بعد حضرت عیسیٰ مع حواریوں کے ایک کشتی پر سوار ہوتے ہیں۔ فریسی آپ سے
معجزہ طلب کرتے ہیں اور آپ آہ بھر کر فرماتے ہیں یہ لوگ کیوں معجزہ طلب کرتے ہیں

میں سچ کہتا ہوں کہ اس نسل کو معجزہ نہیں دکھایا جائیگا۔ پھر کشتی پر مریدین روٹی مانگتے ہیں آپ فرماتے ہیں تمہارے دل سخت ہو گئے نہ تم دیکھتے ہو نہ سنتے ہو نہ یاد رکھتے ہو وہ بارہ ٹوکرسے وہ سات ٹوکرسے کیا ہوسے۔

ان روایات کو بتی نے اپنی انجیل ۱۳-۱۴ اور یوحنا ۹-۱۰ میں ہمک مرج کے ساتھ نقل کیا پھر جب مسلمانوں کا دور آیا تو ہمارے راویوں نے کچھ اور یہی رنگ دکھایا لیکن مچھلی وہی رہی جس نے روایات کے سارے تالاب کو گندہ کر دیا مگر اسجد شکر کہ ہمارا چشمہ ہدایت یعنی کلام مجید حفاظت الہی سے گندہ نہوسکا۔ تولد کی اور اس کے ہم شرب اگر عشار ربانی کے نشہ میں نور حقیقت کو نہ دیکھ سکیں تو۔

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

قرآن کی ترتیب ناقص ہے سلسلہ کلام منتشر اور ادبی حیثیت سے اونے پا یہ رکھتا ہے سورہ یوسف ہی کو جو میں ایک مسلسل قصہ بیان ہوا ہے لیکن پھر کبھی تو ریت کتاب پیدائش کے قصہ یوسف کے مقابلہ میں پست نظر آتی ہے۔

اعترض دوم
متعلق ترتیب
و تعلیم

جواب

قرآنی ترتیب پر کارلائل نے بھی اعتراض کیا تھا لیکن پھر خود ہی کہہ دیا تھا کہ اس نے صرفیل کے ترجمہ سے ایسا سمجھا ہے نیز یہ کہ مشرقی طرز بیان مغربی طریقہ سے جدا گنا نہ ہے لیکن تعجب ہے کہ تولد کی جو عربی سے واقف مشہور ہے اور علوم مشرقیہ کا ماہر ایسا کہتا ہے۔ ترتیب قرآن کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ نے نور الکبیر میں جو نہایت مقول جواب دیا ہے، اس کا ترجمہ علامہ شبلی مرحوم کی زبان سے درج کرتے ہیں ۷۷

۷۷ دیکھو ہیر و در شب ۱۲ ۷۷ علم الکلام صفحہ ۱۱۸

”قرآن مجید عرب کی زبان میں اُترا ہے اور مخاطب اول اسکے عرب ہیں اس لیے ضرور تھا کہ طرز بیان میں اسلوب عرب کی رعایت کی جائے۔ عرب قدیم کی جقدر نظم و نشر موجود ہے سب کا یہی طرز ہے کہ مضامین کو یکجا بیان نہیں کرتے بلکہ ایک بات کہتے ہیں ابھی وہ تمام نہیں ہوئی کہ دوسرا ذکر پھر جاتا ہے پھر پہلی بات شروع ہوتی ہے پھر دوسرا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کا بڑا مقصود یہ ہے کہ توجہ الی اللہ اور اخلاص و عبادت کے مضامین اسقدر بار بار کہے جائیں کہ مخاطب پر ایک حالت طاری ہو جائے۔ اس قسم کی تکرار ترتیب کی صورت میں ممکن تھی ۵ نولد کی نے مثال میں سورہ یوسف کو پیش کیا ہے اور توریت کتاب پیدائش کے قصہ یوسف سے مقابلہ کرنے کی کہتا ہے لیکن پھر مقابلہ کر کے دکھا یا نہیں اس لیے ہم یہاں دونوں کا موازنہ کرتے ہیں تاکہ اعتراض کا پورا جواب ہو جائے۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان
تا سیہ روی شود ہر کہ دروغش باشد

سورہ یوسف کا موازنہ توریت کتاب پیدائش میں قصہ یوسف بائبل سے (۱) کہ بیان ہوا ہے۔ ذیل میں ہم ایک جانب اصل عبرانی مع ترجمہ اور بالمقابل متن سورہ یوسف مع ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اصل عبرانی کو ہم نے خط نسخ میں اُس نسخہ سے نقل کیا ہے جسکو ”ولیم گرنفیلڈ“ نے ۱۸۴۳ء میں چوتھی مرتبہ لندن سے شایع کیا ہے۔

قرآن

توریت

یوسف بن شبع عشرہ شہ ہب رعہ ات احو یوصان اذ قال یوسف کا یہ باب

افى رايت احد عشر كو كبا
والشمس والقمر رايت هم
لى سجدين قتال يا
بنى لا تقصص رؤياك
على اخفائك فيكيدوا
لك كيدا ان الشيطان
للانسان عداو مبين -
وكذلك يجتبيك
ربك ويعلمك من تاويل
الاحاديث ويثبته
نعمت لا عليك و
على ال يعقوب كما
اتمها على ابويك
من قبل ابراهيم و
اسمى ان ربك عليهم
حكيم -

وهو نعران بنى بلجه وات بنى زلفه نشى ابيو ويا
يوسف ات ديستم رجمه الا بهيم واسرا احب
ات يوسف مكل بنىوك بن زقنيم هو الو وعشه
لو كنت فسيم - ويرا داحيوك اتوا احب ابيه مكل
ابيو ديشنا واتو ولا يكلو دبر و لشل و يحلم يوسف حلم
ويجدا لحيو ويوسف عود شنا اتو - ويا مرام اليم شغونا
هملوم هزه اشرا حلتى - وهنه اغنوم الميم المير
بتوك هشدا وهنه قمه المتى وجرىضه وهنه تسينيه
المتى كمر و تشعوين لالمتى - ويا مرو لو اخيو هملك
تملك عليخوا و مشول تمشل بتو د يوسف و عود شنا اتو عل
حلمتو و عل دبر يو و يحلم عود حلمو احو و ليفرا تو
لاحيو ويا مرمه حلتى حلمو عود وهنه مشمش هيرج
واحد عشر كو كيه م مشعوم لى و يسفر لابي و الاخيو
ويجبر لو ابيو ويا مرو لمه هملوم هزه اشرا حلمت
درا بنوا انى وامل و احيك لهشعوت لك ارمه ليا و
بواحيو و ابيو شمرا ت هدا بر

ترجمہ

ترجمہ

جب يوسف نے اپنے باپ
سے کہا اے باپ! میں نے
گیارہ تار سے اور سورج اور

یوسف ستر برس کی عمر میں اپنے بھائیوں کے ساتھ
گلہ چراتا تھا بلکہ اور زلفہ کے لڑکوں کے ساتھ جواسکے
باپ کی بیبیاں تھیں اور یوسف ان بھائیوں کی

چاند دیکھے کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ اُس نے کہا بیٹا! اپنے بھائیوں سے اپنا یہ خواب نہ کہنا کہیں تجھ سے کوئی حیلہ نہ کریں۔ بے شک شیطان آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے اور اسی طرح تجھے تیرا رب برگزیدہ کرے گا اور تعبیر دینا سکھائے گا اور تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اپنی نعمت پوری کرے گا جس طرح ابراہیمؑ واسحقؑ تیرے باپ دادوں پر اپنی نعمت پوری کی ہے شک تیرا رب دانا حکمت والا ہے۔

پوری باتیں باپ سے لگایا کرتا تھا۔ اور اسرائیل یوسف کو اور اولاد کے مقابلہ میں بہت چاہتا تھا کیونکہ وہ بوڑھا پلے کی اولاد تھا اور اُس نے یوسف کے لیے رعین قمیص بنوایا۔ اور بھائیوں نے دیکھا کہ باپ اُسے سب سے زیادہ چاہتا ہے تو وہ اُس سے نفرت کرنے لگے اور آشتی سے بات نہیں کرتے تھے۔ اور یوسف نے ایک خواب دیکھا بھائیوں سے کہدیا وہ اور نفرت کرنے لگے اور اُس نے کہا ذرا سنو میں نے یہ خواب دیکھا کہ ہم کھیت میں پلے باندھ رہے ہیں یکا یک میرا پولا کھڑا ہو گیا اور مختارے پلے اُس کے گرد جھک کر تعظیم کرنے لگے اور بھائیوں نے کہا کیا تو ہم پر حکومت کر گیا تو ہمارا حاکم ہو گا۔ اور وہ اُس کی باتوں اور خوابوں سے اور بھی جل گئے۔ اور اُس نے دوسرا خواب دیکھا اور بھائیوں سے کہا لو سنو میں نے دیکھا کہ سورج اور چاند اور گیارہ ستارے جھک کر میری تعظیم کر رہے ہیں اور اُس نے یہ خواب اپنے باپ اور بھائیوں سے کہا اور باپ نے ملامت کر کے کہا تو نے یہ کیا خواب دیکھا کیا میں اور تیری ماں اور تیرے بھائی زمین پر تجھے سجدہ کریں گے؟ اور بھائی حسد کرنے لگے مگر باپ نے یہ بات خیال بھی۔

توریت میں قصہ کی ابتدا یوں ہوتی ہے:- کہ یہ یوسف اپنے بھائیوں کی ناحق بدگوئی کرتے ہیں حالانکہ آپ قصہ کے ہیرو ہیں۔ حضرت یعقوبؑ آپ کو

زیادہ عزیز رکھتے ہیں کیونکہ اس لیے کہ آپ بوڑھا ہے کی اولاد میں حالانکہ یوسف سے بھی چھوٹا لڑکا بنایا میں تھا۔ آپ دومرتبہ خواب دیکھتے ہیں پہلا خواب صرف بھائیوں سے کہتے ہیں اور دوسرا باپ اور بھائیوں سے۔ بھائی اگر حسد کرنے میں تو خیر ان بھائیوں کو یوسف نے پہلے ہی باپ سے غیبت کو کے نظروں سے گرا دیا تھا۔ لیکن باپ کا بگڑنا کیا معنی۔ محبت والا باپ تو یہی چاہے گا کہ اُسکا لاڈلا بیٹا اُس سے بڑھ جائے۔

اب دیکھو! قرآن مجید قصہ کی ابتدا کیونکر کرتا ہے۔ قصہ کا آغاز جب تک کوئی ندرت کا پہلو لیے ہوئے نہ ہو ساجین کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ قصہ یوسف میں جو چیز عجیب ہے اور جس پر قصہ کا اول سے آخر تک مدار ہے وہ خواب اور اُسکی تعبیر ہے۔ اس لیے سب سے پہلے خواب سے شروع کیا اور خواب بھی وہ جو ندرت کا پہلو لیے ہوئے ہو یعنی چاند سورج والا خواب۔ حضرت یعقوب یہ خواب سنکر فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ اُن کے اس بیٹے کی قسمت کا ستارہ چمکنے والا ہے اور اس لیے مقتضائے شفقت و دور اندیشی یوسف سے کہتے ہیں کہ بیٹا! بھائیوں سے یہ خواب نہ کہنا خدا جانے وہ کیا سمجھیں اور کیا کر گزریں۔ مگر انکی نسبت اس گمان کو خوبصورتی سے ادا کیا ہے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے، پھر یوسف سے بجائے اس کے کہ تعبیر کہدین اور خفا ہوں یوں فرماتے ہیں کہ خدا تجھے برگزیدہ کر چکا ہے خواب کی تعبیر دینا سکھائیگا اور تیرے بزرگوں کی طرح تجھ پر اور یعقوب کی سب اولاد پر فضل فرمائیگا۔

توریت	قرآن
والکوا حیو لرعوتات صان ابھمیشکر دیا مراسول ال یوسف ہلوا حببت	لقد کان فی یوسف واخواتہ الین السائلین - اخذت العا

رعيم بشكم لكه واشلحك اليهم ويا مروهنيني
 ويا مرو لكتنا لاه ات شلوم احيك وانت
 شلوم هسان وهشب في دبر ويشلم حو حيق
 حبران ويباشكمه ويمصاهو ايش وهنه
 تعه بشده وديشالو هوايش لامرمة تبقيش
 ويا مرات احي انكي ميقش هجيدة نالي
 ايفه هم رعيم. ويا مرو هالش لنعومزه كي
 شمتي امريو نلكه دتينه ويلك يواسف
 احراحيو ويمصاهو بدن. ويراوا تو مرحق
 وبطهر يقرب اليهم وتين كلوا تولهميتو
 ويا مرو ايش الاحيو هنه بجل هعلموات
 ههزه با. وعته لكو ونخرجهو ونشلكهو با حدا
 هبروت وامر نوحيه رعه اكلتهو تراه مه
 هيو حلمتو ويمعه لاوبين ويصلهو ميدرو
 يا مرو لا نكنو نفس. ويا مرو اليهم راو بن ال
 تشفودم هشليكو اتوال هبو رهزه اشرا بهد بر
 ويدال تشلحو بو بعن هصل اتو ميدرو
 لهشيو لا بيو. وهي كا شربا يواسف ال احيو
 بفشي طوات يوسف ات كتنوات كتنت هفسيم
 اشرو عليو. ويقهو ويشلكوا تو هبره وهبورس قاين
 هوميم. ويشيو لا كل لحم وليشا وعينهم وبرادوهنه

ليوسف واخوه احب ابل
 ايما منا ونغن عمية ان ابانا
 لقي ضلال مبين لاقتلوا
 يوسف او اطرحوه ارضا يخل
 لكرم وجه ابيكم وتكونوا من
 بعدة قوما صالحين. قال
 قائل منهم لا تقتلوا يوسف
 والقوه في غيبت الجب يلتقطه
 بعض السياده ان كنتم فعلن
 قالوا يا ابانا مالك لاتا منا على
 يوسف واتاله لنا صحتون
 ارسله معنا غدا يرتع و
 يلعب واتاله لحفظون. قال
 اتني ليحزنني ان تذهبوا به
 واخاف ان ياكل الذئب
 وانتم عنه غفلون. قالوا
 لئن اكله الذئب ونحن
 عصيه انا اذ الخدرون فلما
 ذهبوا واجمعوا ان يجالوه
 في غيبت الجب واوحينا اليه
 لتشتبئهم يا مرو همد همد

<p>وہم لا یشرعن۔ و جاء و اباہم عشاء یبکون قالوا نیا بانا انا ذہبنا نستیق وترصنا یوسف عندنا عنا فانک الذئب وما انت بمؤمن لنا ولو کن صدقین وجاء وعلی قمیصہ بدم کذب قال بل سؤلتکم انفسکم امرا۔ فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون وجاءت سیارة فارسلوا واسر دہم فادلی دلہ قال یبشری هذا عنکم واسر دہم بضاعة والله علیم بما تعملون۔ وشرودہ بشن نجس دراہم معدودہ وکانوا فیہ من الزاہدین</p>	<p>ارحت یسما لیم باہ مجعلد وجملیہم نشا لہم نکات ووصی ولطہا لکم لہو رید مصریہ۔ و یا مصریودہ الاحیومہ بصعکی ہجرات احینو وکینوات وموت لکو و فکر نولیشما لیم وید نوال ہتیبوکی احینو بشر نوہو ویشمعوہ حیو۔ وبعبر اولشیم مد یتیم سحنیم ویشکو دیعلوات یوسف عن ہبور ویکروات یوسف لاشما لیم ہشیر کسف ویبی ات یوسف مصریہ۔ ویشب رابین ال ہبور دھنہ این یوسف ہبور و یقرع ات عجد یو ویشب الاحیود یا مرہلید انیدو وانی اندانی یا۔ و یقیات کنت یوسف ویشطو شعیر غریم ویطلبوات ہکنت بدار ویشطوات کنت ہفسیم ویبی اوالہیم ویا مروزا ست مصا نو اہکنا ہکنت نیک ہوات لو ویکری ویا مر کنت بنی حیدرہ اکھو طون طون یوسف و یقرع یعقوب شہتجو دیشم شق بیتنم ویتابل عل بنو یمیم ریم۔ ویتو کل بنو وکل بنو تلخمو ویمان لہت غم ویا مرکی ارو النبی ابل شالہ ویاک اتو ہوا وہم انیم مکر واتوال مصر لوطیفر سرین فوعہ شہطیم۔</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ترجمہ

ترجمہ

<p>الہتہ یوسف اور اس کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کیلئے</p>	<p>اور اس کے بھائی اپنے باپ کے گلہ کو شکم میں چرانے گئے اور اسرائیل نے یوسف سے کہا کیا تیرے بھائی</p>
-----------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------

شکم میں گلہ چرانے نہیں جاتے۔ ادھر آئیں
 مجھے اُن کے پاس بھیجوں اور اُس نے جواب دیا
 میں حاضر ہوں اور اُس نے کہا بیٹا جا اور
 اپنے بھائیوں اور گلہ کی خیر و عافیت کی خبر لا
 پس اُس نے اُس کو وادی حبران میں بھیج دیا
 اور وہ شکم پہنچا اور وہ بھٹک رہا تھا کہ اُسے
 ایک آدمی ملا جس نے پوچھا تجھے کس کی تلاش
 ہے۔ اور اُسے جواب دیا اپنے بھائیوں کو تلاش
 کرتا ہوں مہربانی کر کے بتا دیجیے وہ کہاں چلے
 ہیں۔ اُس نے کہا وہ یہاں سے چلے گئے کیونکہ
 میں نے اُنہیں یہ کہتے سنا کہ آؤ اِن دن چلیں
 اور یوسف اپنے بھائیوں کی تلاش میں دن
 پہنچا اور جب اُنہوں نے اُسے دور سے دیکھا
 قبل اُس کے کہ وہ پاس آئے اُنہوں نے اُس کے
 قتل کا مشورہ کیا اور ہر ایک کہنے لگا وہ دیکھو
 صاحب خواب آتا ہے اس لیے آؤ اور اُسے
 قتل کر کے کسی غار میں پھینک دو اور ہم کہیں گے
 کہ اُسے کوئی موزی جانور کھا گیا پھر ہم دیکھیں گے
 کہ اُس کے خواب کیا ہوئے اور ردین نے
 منکر اُسے لے کے ہاتھوں سے بچایا اور کہنے لگا
 اس کو قتل نہ کرو اور ردین کہنے لگا اس کا خون

نشانیان تھیں۔ جب کہنے لگے
 یوسف اور اُس کے بھائی کو ہارا
 باپ ہم سے زیادہ چاہتا ہے حالانکہ
 ہم جو ان مضبوط ہیں بیشک ہمارا
 باپ ضرور کھلی غلطی کر رہا ہے۔
 یوسف کو مار ڈالو یا کسی جگہ پھینک دو
 تو تمہارے باپ کا رُخ تمہارے ہی
 طرف رہے گا اور یوسف کے بعد
 پھر تم لوگ اچھے رہو گے۔ اُنہیں
 سے ایک کہنے لگا اگر تم کو کچھ کرنا
 ہے تو یوسف کو جان سے نہ مارو
 اس کو اندھے کنوئیں میں ڈال دو
 کوئی راہ چلتا اس کو نکال لے گا
 کہنے لگے باپ تو یوسف کے لیے
 ہم پر بھروسہ کیوں نہیں کرتا
 اور ہم تو انکی بھلائی چاہتے ہیں کل
 اس کو ہمارے ساتھ کر دے وہ
 کچھ کھائے پیے کھیلے کو دے گا
 اور ہم اُس کے نگہبان رہیں گے
 یعقوب نے کہا مجھے غناک کرنا
 ہے کہ اس کو لے جاؤ اور مجھ کو

نہ بہاؤ اور دیرانہ کے کسی غار میں ڈال دو
اُس کا مطلب یہ تھا کہ غار سے نکال کر باپ
کے پاس پہنچا دے۔ اور ایسا ہوا کہ
جب یوسف بھائیوں کے پاس آیا تو انھوں
نے اُس کا وہ رنگین قمیص اتار لیا اور اُسے
اندھے کنوئین میں ڈال دیا اور پھر بیٹھ کر روٹی
کھانے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جلید سے ایک
اسمعیلی قافلہ اونٹوں پر مصالحہ لبسان ترکی
لیے ہوئے مصر جا رہا ہے اور یہودا بھائیوں
سے کہنے لگا بھائی کو مار کر اس کا خون چھپانے
سے فائدہ۔ آؤ اسے اسمعیلیوں کے ہاتھ
بیچ ڈالیں کیونکہ وہ ہمارا ہی گوشت پوست
ہے۔ پس بھائی راضی ہو گئے۔ تب ایک
قافلہ مدین کا وہاں گذر ہوا جنھوں نے
یوسف کو غار سے کیسج کر اسمعیلیوں کے ہاتھ
بیس درم کو بیچ ڈالا اور وہ اُسے مصر لے گئے
اور روبن غار پہنچنے گیا لیکن یوسف کو
نہ پایا تب اُس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے
اور بھائیوں کے پاس آ کر کہنے لگا "لڑکا وہاں
نہیں ہے اب میں کیا کروں" اور انھوں
نے یوسف کا قمیص لیا اور ایک بکری کے

ڈر سے کہیں تم غافل ہو جاؤ
اور اُسے بھیڑیا کھا جائے۔
کہنے لگے اگر ہم اتنے جوانوں
کے ہوتے ہوئے یوسف کو
بھیڑیا کھا جائے تو ہم پھر
کس کام کے۔ خیر جب وہ یوسف
کو لے گئے اور سب نے یہ ٹھہرایا
کہ اس کو اندھے کنوئین میں
ڈال دیں اور ہم نے یوسف کو
وحی بھیجی تو ضرور اُن کو اس
کام پر جتلائے گا اور وہ بے خبر
ہوں گے۔ اور رات کو وہ روتے
ہوئے باپ کے پاس آئے
اور کہنے لگے بابا! ہم شرط
باز ہکر دوڑنے لگے اور یوسف کو
ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑا
اتنے میں بھیڑیا اُس کو کھا گیا
اور ہم سچے بھی ہوں تو تجھ کو
ہماری بات کا یقین کیوں
آنے لگا اور یوسف کی قمیص پر
جھوٹا سوٹ کا خون بھی لگا لائے

یعقوب نے کہا بلکہ بھٹا رہے
 نغسون نے ایک بات بنالی
 ہے۔ خیر صبر بہتر ہے اور تم
 جو بائین بناتے ہو ان پر اللہ
 ہی کی مدد چاہتا ہوں۔ اور
 ایک قافلہ آیا انھوں نے اپنا
 پانی بھرنے والا بھیجا جو نہی
 اُس نے ڈول ڈالا کہنے لگا واہ
 واہ یہ تو لڑکا نکلا اور انھوں
 نے دولت سمجھ کر اُسے پھپھالیا
 اور اللہ خوب جانتا ہے جو
 وہ کرتے تھے اور اُسے بہت کم
 قیمت درہم کے عوض بیچ ڈالا
 اور وہ تو یوسف کے باب
 میں بیزار تھے

(قرآن)

بچہ کو فوج کر کے اُس کا خون چھڑک دیا۔ اور
 انھوں نے وہ رنگین قمیص بھیجا اور باپ کے
 پاس لائے اور کہنے لگے ہمیں یہ کرتا ملا ہے
 معلوم نہیں تیرے بیٹے کا ہے یا کس کا اور
 اُس نے پہچان کر کہا یہ میرے بیٹے کا ہے
 اُسے کوئی سودی جانور کھا گیا یوسف پارہ پارہ
 ہو گیا اور یعقوب نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے
 اور کمر پر ٹاٹ باندھا اور اپنے بیٹے کے لیے
 بہت دن رویا اور اُس کے بیٹے اور بیٹیاں
 اسے تسکین دینے اُٹھے مگر اُسے تسلی نہ ہوئی اور
 وہ کہنے لگا میں بیٹے کے غم میں قبر میں جاؤں گا
 اس طور سے اُس کے باپ نے ماتم کیا۔ اور
 قافلہ مدین نے یوسف کو مصر میں فوطیفہ کے
 ہاتھ بیچا جو فرعون کی فوج کا کپتان یا خواہرا
 تھا۔

(توریت)

توریت میں حضرت یعقوب خود اپنے لاڈلے بیٹے کو بھائیوں کی خیر و عافیت
 اور گلہ کی حالت دریافت کرنے کو جنگل میں بھیجتے ہیں آپ بھٹکتے ہوئے بھائیوں
 کے پاس پہنچتے ہیں وہ دور سے دیکھتے ہی قتل کا مشورہ کرتے ہیں اور آخر کوٹین
 میں ڈال دیتے ہیں۔ آپ یہاں سے قصہ میں اختلاف بیانی شروع ہو گئی۔ یہود
 یوسف کو اسماعیلی قافلہ کے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے جس پر رب رضامند ہوتے ہیں پھر

یہ بیان ہوتا ہے کہ دوسرا قافلہ مدین یوسف کو کنوئین سے نکالتا ہے اور اسمعیلیوں کے ہاتھ بیچتا ہے جو اسے مصر لیجاتے ہیں لیکن آخر میں پھر یہ بیان ہوتا ہے کہ قافلہ مدین یوسف کو مصر لے جا کر فرعون کے ایک افسر کے ہاتھ بیچتا ہے اسی کتاب کے باب ۴۲ میں لکھا ہے کہ یوسف جب بھائیوں سے مصر میں ملے تو کہنے لگے کہ تم نے مجھے بیچا تھا۔ غرض کہ عجب غلط بیانی اور انتشار مضمون ہے جس سے قصہ بے مزہ ہو جاتا ہے۔ پھر رد بن جو یوسف کو کنوئین سے نکال کر باپ کے پاس لیجانا چاہتا ہے خالی کنوان دیکھ کر بھائیوں سے کہتا ہے اب میں کیا کروں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں ملزم نہ تھا۔ غرض کہ کچھ ایسا اگھڑا ہوا مضمون ہے جس پر غور کر کے زمانہ حال کے علماء یورپ یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ ”قصہ یوسف دو مختلف ماخذوں سے اور آئی (اسکی) تفصیل ہم عدد عتیق میں بیان کر چکے ہیں) سے مرتب ہوا ہے (اس لیے یہ اختلاف بیانی ہے ۱۷

اب اس کے بعد بھائی یوسف کی قمیص کو خون آلود کر کے باپ کو دکھاتے ہیں یعقوب قمیص پہچان کر کہتے ہیں کہ یوسف کو بھیڑ یا کھا گیا پھر مٹھی لباس پہن کر گریہ و زاری کرتے ہیں بیٹے بیٹیاں سمجھتی ہیں مگر آپ جزع و فزع نہیں چھوڑتے۔ اب قرآن مجید کا اسلوب بیان دیکھو۔ بھائیوں کے حسد کو کس عنوان سے شروع کیا لفظ کان فی یوسف الآية۔ آنحضرت کو خدا نے برگزیدہ نبی بنایا اور وحی نازل کی یہود حسد سے جل گئے کہ بنی اسمعیل میں نبی کیوں ہو قریش اپنے بھائی محمد سے جل گئے کہ ہم میں سے خاص اسکو کیوں چن لیا۔ ان جذبات کو مقدمہ کے طور پر پیش کر کے سامعین کے ذہن کو یوسف کے بھائیوں کے

حسد کی طرف منتقل کیا پھر بھائیوں کی پوشیدہ کینٹی جبین گلہ بانوں کے فطرتی جذبات کا اظہار ہے پھر کس خوبصورتی سے باپ سے یوسف کے ساتھ لیجانے کو کہنا۔ باپ کا فرط محبت اور یوسف کی جدائی کے تصور سے اپنی کمزوری کا اظہار کر دینا۔ بھائیوں کا معقول جواب دینا اور اسطور سے لیجا کر کنوین مین ڈال دینا پھر اندھیری رات میں اور طرہ یہ کہ روتے ہوئے توجیہ کے ساتھ یوسف کو بھیڑ یا کھا جانے کا جھوٹا قصہ کہنا اور خون آلودہ قیص دکھا دینا مگر باپ کا فوراً انکا فریب سمجھ جانا اور صبر کر کے خدا کی اعانت چاہنا۔ ان امور میں واقعہ کی تصویر اس خوبصورتی سے کھینچی ہے کہ قصہ کا لطف دو بالا ہو گیا اور نیچرل جذبات کا فوٹو کھینچ گیا پھر اخلاقی پہلو کو بھی ہاتھ سے نہ آیا۔ یوسف کو کنوین مین بحالت بیکسی خدا سے کریم کا تسکین دینا۔ یعقوب کا فرط غم و الم میں فصیح جمیل اور والدہ المستعان کہنا کس قدر اعلیٰ اور ارفع مضمون ہے۔

اب بیان سے توریت میں یوسف کا ذکر ملتوی کر کے ایک پورے باب میں آپ کے بڑے بھائی یہود کا قصہ بیان کیا ہے جبین بیوہ ہو کے ساتھ یہود کا زنا کرنا اور حرامی اولاد کا پیدا ہونا مذکور ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ مقدس توریت ہے یا ہنود کے پوران اور یونانیوں اور رومیوں کے دیو مالاؤن کی حرام کاریوں کی داستان ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری کتاب ایسے مضمون سے آلودہ ہو لیکن تولد کی موازنہ چاہتا ہے ہم مجبور ہیں اصل عبرانی نسخ ترجمہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں :-

ويقيم يهوده اشه لعربكورا واشمه تمر ويهي عريكور يهوده رعبعينه
يهوه ويمتهو يهوده وياسر يهوده لا دن بالاشت احيك ويقيم اشه
زراع لاحيك ويدع او بن كي لا لوييه هزراع ويهي امرب بالاشت احيود و شعت

ارضه لبلیتی نتن زراع کاحیو - ویوزع بعینه یهنوه اشرعشه ویمت جمواتو -
 ویامریه یو ده لتمر کلتو بشی المنه بیت ابیک عدا یجدل شله بنی کی امرفن
 یهوات جم هوا کاحیو و تلک تشر و نشب بیت ابیه - ویر یوهیمیم و تمت
 بت اشوع اشت یهوده و ینجم یهوده و یعل عل جززی صانو هوا وحیره
 رتمو هعدایمی تمنده - و یجدل تشر لامرهنه حمیک عله تمنده لجز صانو -
 و تشر یجدی المنوت معلیه و تکر بصعیف و تعلق و نشب بفتح عنیم
 اشرعل درک تمنده کی لات جدل شله و هوا لانتنه لاشه - ویراه یهوده
 و یحشب لزون کی گسته فینه - و یط الیه ال هدرک ویامره به نا ابوالیک
 کی لایدع کی کلتو هو و تامر مه تن لی کی تبوالی - ویامرانکی اشلم جدی
 عزیر من هصان و تامر اتن عربون عد شلمک - ویامرمه عربون
 اشرا تن لک حتمک و فتیک و مطک اشربیدک و یتن له و یب الیه و قهرلو
 و تقسم و تلک و تشر صیفه معلیه و تلشن بجدی المنوته - و یشل یهوده ات
 جدی هخریر بید رعمو هعدایمی بفتح عربون میدا هاشه و لامصاه
 و ییشال ات انشی مقمه لامرهنه هقدشه هوا بعنیم عل هدرک ویامر
 و لاهیه هزه قدشه - و یشب الیه و یامر لامصاهه و جنم انشی همقوم
 امر د لاهیه هزه قدشه - ویامریه و ده تقهرله فن هنیه لبوزهنه شلمتی
 هجدی هزه وات لامصات - و یی کشلش حدشم و یجدل یهوده لامرهنه
 تمر کلتک و جم هنه هزه لزونیم ویامریه و ده هوصی اده و تشر فیه
 هوا موصات و هیاشلمه ال حمیه لامر لایش اشرا له لوانکی هره و تامر
 هکرنا لی هحمت و هفیتلم و همظه هاله - و یکر یهوده ویامر صدقه ممفی
 کی عل کن لانتنه نشله نبی و لایسن عود لداعت - و یی بعت لات و هنه

تادمیم بطنہ۔ وہی بلدتہ ویتن ید و تقوہ میلدت و تقشعر عل
 ید و شنی لامرنا ایصاراشنہ۔ وکی کی مشیب ید و وھنہ یصار حیو وناموہ
 فرصت علیک فرص و یقراشمو فرص۔ و احریصار حیو اشعرل ید و وھشنی
 و یقراشمو رنج

ترجمہ

اور یہودانے اپنی بڑے بیٹے عرقی شادی تھر کے ساتھ کی اور یہودا کا یہ بڑا
 بیٹا عر یہودہ کی آنکھوں میں بڑا نظر آیا پس یہودہ نے اُسکو مار ڈالا۔ تب یہودانے
 آون سے کہا اب تو اپنی بھادج سے شادی کر اور اپنے بھائی کے لیے اولاد
 پیدا کر اور آون جانتا تھا کہ لڑکا اُسکا نہ کہلائیگا اس لیے جب اس نے اپنی بھادج
 سے مقابرت کی تو زمین پر مٹی گرا دی تاکہ اُسکے بھائی کے لیے لڑکا نہ پیدا ہو
 اور یہ بات خداوند یہودہ کو ناگوار گزری اور اُس نے اُسکو بھی مار ڈالا۔ تب یہودانے
 اپنی بہوتر سے کہا تو اپنے خسر کے گھر میں یہودہ کی حیثیت سے رہ یہاں تک کہ میرا بیٹا
 شلہ جوان ہو جائے۔ کیونکہ اُس نے کہا کہ ایسا نہو کہ وہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح
 قضا کر جائے۔ اور تھر اپنی خسر کے گھر رہنے لگی۔ اور چند روز میں یہودا کی بیوی
 بنت شوع مر گئی اور یہودا کو آرام ملی اور وہ مع اپنے دوست چہرہ عدلی کے اپنی
 بھینڈون کے بال کترنے والوں کے پاس گیا بمقام تمنہ۔ اور تھر کو خبر ملی کہ خسر
 بھینڈون کے بال کترنے تمنہ جاتا ہے تب اُس نے اپنی بیوی کا لباس اتارا اور
 مقنعہ اوڑھ کر عینیم کے پھانک پر جو تمنہ کے راستہ میں سے بیٹھ گئی کیونکہ اُس نے دیکھا کہ

۱۵ دیکھو تو ریت ٹٹنی ۲۵ یہودہ بھادج سے شادی کرنے کا حکم تھا تاکہ پہلا لڑکا جو ہو وہ متوئی
 بھائی کے نام کا کہلائے اور اس طور سے اُس کا نام زندہ رہے ۱۲

شلہ جان ہو گیا مگر اب تک وہ اُسکے حوالہ نہیں ہوئی۔ یہودا نے جب اُسے دیکھا تو سمجھا کہ کوئی رنڈی ہے کیونکہ وہ چہرہ چھپائے ہوئے تھی اور وہ راستہ سے کٹ کر کہنے لگا کیا میں تیرے پاس رہ سکتا ہوں کیونکہ اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ اُسی کی بہو ہے وہ بولی کیا دو گے۔ وہ کہنے لگا گلہ سے میں تجھے ایک بکری کا بچہ بھیج دوں گا تب وہ کہنے لگی پہلے ضمانت داخل کیجیے۔ اسنے کہا کیا ضمانت دون۔ وہ بولی اپنی انگوٹھی اپنے کڑے اور اپنا عصا۔ یہودا یہ سب دیکر صحبت کرنے گیا اور اُس کے حل رہ گیا اور وہ اٹھی اور جا کر مقنعہ اُتار ڈالا پھر بیوگی کا لباس پہن لیا۔ اور یہودا نے اپنے عدلی دوست کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا کہ چیزیں چھڑا لائے لیکن عورت کا پتہ نہ تھا تب اسنے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ وہ قحبہ کیا ہوئی جو عینیم میں سر راہ بیٹھی تھی اور وہ کہنے لگے یہاں قحبہ کمان۔ اور واپس آکر اُسنے یہودا سے کہا کہ قحبہ وہاں نہیں ہے اور لوگوں کو بھی نہیں معلوم ہے اور یہودا کہنے لگا وہ یگئی کہیں بدنامی ہو جاوے میں نے بکری کا بچہ بھیجا مگر تو نے اُسے نہ پایا۔ اور جب تین مہینے گزرے تو یہودا کو اطلاع دی گئی کہ تیری بہو تیرے فحش اختیار کیا اور دیکھ وہ حرام کا پیٹ لائی ہے یہودا بولا پکڑ لاؤ میں اُسے آگ میں جلا دوں گا۔ جب وہ لائی گئی تب اُسنے اپنے خسر سے یہ کہلایا کہ جس شخص کی یہ چیزیں ہیں اُسکا پیٹ بھی ہے ذرا پچانیے یہ انگوٹھی یہ کڑے یہ عصا کس کے ہیں۔ اور یہودا پہچان کر کہنے لگا یہ تو مجھے زیادہ پارسا نکلی کیونکہ میں نے اپنے بیٹے شلہ کے ساتھ اسکی شادی کی۔ اسکے بعد یہودا نے پھر اُس سے صحبت نہ کی۔ اور جب درد زہ شروع ہوا تو پیٹ میں تو ام بچے پائے گئے اور درد کی حالت میں ایک بچہ نے اپنا ہاتھ نکال دیا قابو نے فوراً اس کے ہاتھ میں سُرخ تاگا باندھ دیا اور کہا یہ پہلے نکلا ہے۔ اور ایسا اتفاق ہوا کہ بچہ نے اپنا ہاتھ اندر کھینچ لیا اور دوسرا بھائی پیدا ہو گیا تب وہ کہنے لگے تو کیوں نکل پڑا اس

توڑ کر نکلنے پر تیرا نام قرص ہے اور پھر اسکا بھائی جسکے ہاتھ میں سرخ تاگا بندھا تھا پیدا ہوا اور اسکا نام زرخ رکھا گیا۔

اخلاقی لحاظ سے قطع نظر کر کے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ داستان قصہ یوسف میں بے جوڑ نظر آتی ہے مگر کا پھر کہیں ذکر نہیں اور توام قرص اور زرخ سے کچھ کام نہیں لیا گیا۔ یہاں یہ بھی سن لو کہ وہ برگزیدہ خداوندیوہ جس پر زبور نازل ہوئی اور جسکی نسل سے مسیح موعود پیدا ہونے کے یہود منتظر ہیں یعنی حضرت داؤد اسی قرص کی اولاد سے ہیں (دیکھو اول تاریخ الایام ۱۵۰) اسطرح روح اللہ و کلمۃ اللہ جسپر انجیل نازل ہوئی اور جس کو نصاریٰ ابن اللہ اور ثالث ثلاثہ کہتے ہیں داؤد کے سلسلہ سے اسی قرص کی نسل سے ہیں (دیکھو انجیل متی ۱۶) یہود اور نصاریٰ نے اس امر پر غور نہیں کیا اور کیوں کریں جب عہد عتیق کی کتابوں میں کہیں حضرت لوط اپنی بیٹیوں سے زنا کرتے ہیں۔ کہیں حضرت ہارون سونے کا بچھڑا بنا کر پوجاتے ہیں۔ کہیں حضرت موسیٰ پتیل کا سانپ بناتے ہیں۔ کہیں حضرت داؤد زوجہ آوریہ سے زنا کرتے ہیں۔ کہیں حضرت سلیمان اپنی بیبیوں کی خاطر بت پرستی کرتے ہیں۔ غرض کہ کوئی ناپاک الزام نہیں جو باقی رہ گیا ہو پھر ایسی حالت میں اگر خاندان پر دھبہ آیا تو کیا مضائقہ ہے لیکن یہ یاد رہے کہ زمانہ حال کے محققین یورپ کی اب آنکھیں کھلی ہیں اور انھوں نے آخر اقرار کر لیا کہ کتب عہد عتیق مختلف اور متضاد و ماخذوں سے مرتب ہوئی ہیں اور انکی صحت مشکوک ہے جیسا کہ ہم عہد عتیق میں اوپر ثابت کر چکے ہیں۔ کیونکہ نہیں قرآن مجید تیرہ سو برس پیشتر اعلان

كِرْكَا سَ قَوْلٍ لِّلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ يَا أَيُّهَا يَهُودُ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ
اللَّهِ لِيُشْخَرُوا بِهِ ثُمَّ قَلِيلًا فَكَفَّيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ آيَاتُ يَهُودٍ وَوَيْلٌ
لَّهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ (سورہ بقرہ)

اب توریت نے قصہ یوسف پھر چھیڑا قرآن مجید نے یہودہ کی بیہوشہ داستان کو
چھوڑ کر قصہ یوسف کا تسلسل قائم رکھا تھا۔

قرآن مجید	توریت
<p>وقال الذی اشتراه من مصر لامرأته اکرمی مثواه عسی ان ینفعنا وناخذ به ولدا۔ وکذلت مکنا لیوسف فی الارض ولنعلمه من تاویل الاحادیث والله عنا لب علی امره ولكن اکثر الناس لا یعلمون۔ ولما بلغ أشده اأتینہ حکماً وعلماً وکذلت نخزی المحسنین وراوتہ التي هو فی بیتها عن نفسه وعنقت الابواب وقالت هیت لك قال معاذ الله انه ربی احسن مثوای انه لا یعلم الظالمون ولقد همت به وهم بها لولان را برهان رب کذلک انصرف عن السوء والفحشاء ان من عبادنا المخلصین واستبقا</p>	<p>ویوسف هورد مصریمہ ویقنہو فوطیف سریس فرعه عطجیم ایش مصری مید ہاشمعالیم اشرو هورد هوشمہ وہی یہوہ ات یوسف وہی ایش مصلم وہی ببیت ادنیو همصری ویرادنیو کی یہوہ اتو وکل اشرو اعشر یہوہ مصلم بید و۔ ویمصا یوسف حن بعینہ ویشرات اتو یفقد هوعل بیتو وکل الش لونتین بید و..... وہی یوسف یطہ تارویفہ مرہ وہی احرہد بریم ہالہ ویشا اشت ادنیو ات عینہ الیوسف وتامر شکتہ عی ویمان ویا مرہ لا اشت ادنیو ہن ادنی لا یدع اتی مہ ببیت وکل اشریش</p>

قرآن	توریت
<p>الباب وقدت قميصه من دبر و الغيا سيدا هالد الباب قالت ما جزاء من اراد باهلك سوء الا ان يسجن او عذاب اليم - قال هي راودتني عن نفسي وشهدا شاهدا من اهلها ان كان قميصه قد من قبل فصدقت وهو من الكذابين - وان كان قميصه قد من دبر فكذبت وهو من الصادقين - فلما را قميصه قد من دبر قال انه من كيدك ان كيدك عظيم - يوسف اعرض عن هذا واستغفر لي لذنبك انك كنت من الخطين - وقال نسوة في المدينة امرأت العزيز تراودفتها عن نفسه قد شغفها حبا انا لنزها في ضلال مبين - فلما سمعت بمكرهن ارسلت اليهن و اعتدت لهن متكئا واتت كل واحدة منهن سكيما وقالت اخرج عليهن فلما راينتهن اكبرن وقطعن ايديهن وقلن حاشا لله ما هذا بشرا ان هذا الا ملك كريم - قالت</p>	<p>لوثتن بیدی ایندو جداول بیت هذه معنی ولا حشاك معنی ماوه کی اماروتك با شرارت اشتوو ایک اعشه هرعه هجداله هزات وخطاتی لاهیم - ویمی کدبر الیوسف یوم یوم ولا شمع الیه لشکب اصله لهیوت عمره ویمی که یوم هزده ویا یوسف هبیته یعشوت ملاکتو این الیش مانشی هبیت شمع بیت و تتفشهو بجبد ولا مرشکبه عسی و یغرب بجد و بیده وینش و یصا هحوصه ویمی کراوت کی غروب بجبد و بیده وینش هحوصه و تقتر لا نشی بیته و تا مر لوصه لا مر راو هبیا لنوا یش عبیری لصحق بنو با الی لشکب عسی و اقرا یفتول جدول - ویمی کشیعوکی هری متی قولی و اقتر و یغرب بجبد واصلی وینش و یصا هحوصه و تنجر بجبد واصله</p>

قرآن	توریت
<p>فذلک الذی لمتننی فیہ ولقد اودتہ عن نفسه فاستعصم ولئن لم یفعل ما امرہ لیسجنن ولیکونا من الصغیرین قال رب السجن احب الی ما یدعوننی الیہ والآنصر ف عنی کیدھن اصب الیھن واکن من الجاہلین فاستجاب لہ ربہ فصرف عنہ کیدھن انہ هو السميع العلیم ثم رب الھم من بعد ما راوا لایت لیسجننہ حتی حین</p>	<p>عد بعا وانیو البیتو وتدبرا لیکد مریم ہالہ لامریا الی عبدہ لعبری اشر ہیات لنو لصحق بی وہی کھننی قولي واقتر او یغرب بجد واصلی وینش ھو صہ وہی کشم اونوات بری اشتو اشرد برہ علیولا مرکد بریم ہالہ عشر لی عبدک وبعیرافو ولقیر ادنی یوسف اتووتی ھو البیت ھمہ مقوم اشواسیری ھمات اسوریم وہی شمر بیت ھمہ یھی ھو ات یوسف ویط علیو حسد ویتن حنوبعینی شربیت ھمہ</p>
ترجمہ	ترجمہ
<p>اور جس نے مصر میں اُسکو خرید اُس نے اپنی جورو سے کہا اس کو اچھی طرح رکھ شاید یہ ہمارے کام آئے اور ہم اس کو اپنا بیٹا بنالین اور اسی طرح ہم نے یوسف کو مصر کے ملک میں جایا اور تاکہ اُسے تعبیر خواب سکھائیں اور اُسے زبردست سہ جو کام چاہتا ہے پورا کرتا ہے</p>	<p>اور یوسف کو مصر میں لائے اور نوٹیفرنے جو فرعون کی گارد کا ایک مصری افسر تھا اسمعیلیوں کے ہاتھ سے اُسکو خرید لیا اور خدا یوسف کے ساتھ تھا وہ صالح تھا اور وہ اپنی مصری مالک کے گھر رہنے لگا اور اُسکے مالک نے دیکھا کہ خدا اُسکے ساتھ ہے اور وہ جو کچھ کرتا</p>

قرآن	توریت
<p>مگر اکثر لوگ نہیں جانتے اور جب یوسف جوان ہوا تو ہم نے اُسکو حکومت دی اور علم دیا اور ہم نیکون کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا اُس نے اپنی خواہش اُس سے بھجانا چاہی اور دروازے بند کر دیے اور کہنے لگی آجا۔ یوسف نے کہا خدا کی پناہ بیشک میرے آقا نے مجھے اچھی طرح عزت سے رکھا بیشک نمک حرام پنپ نہیں سکتے اور تحقیق عورت نے یوسف کا قصد کیا اور اگر وہ اپنے رب کی نشانی نہ دیکھتا تو اُس نے بھی قصد کیا ہوتا۔ تاکہ اسی طرح اُسکو برائی اور بدکاری سے ہم دور رکھیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔ اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اُسکا کرتا پیچھے سے بھاڑ لیا۔ اور دونوں نے دروازے پر شوہر کو پاپا بتا دیا کہنے لگی جو کوئی تیری بی بی کے ساتھ بڑا کام کرنا چاہے اُسکی بی سزا ہے کہ قید ہو</p>	<p>ہے خدا اُسکے ہاتھ سے برکت دیتا ہے اور یوسف اُسکی نگاہوں میں عزیز ہو گیا اُس نے خدمت کی اور اُس نے اُس کو اپنے گھر کا داروغہ بنا دیا اور اپنی ہر چیز سپرد کر دی اور یوسف خوشنود اور حسین تھا اور ایسا ہوا کہ اُس کے مالک کی عورت اُسے گھورنے لگی اور کہنے لگی لے آجا۔ لیکن اُس نے انکار کیا اور عورت سے کہنے لگا میرا مالک نہیں جانتا کہ گھر میں کیا ہوتا ہے اور اُس نے میرے سپرد سب کچھ کر دیا۔ اس گھر میں مجھے بڑا اور کوئی نہیں۔ اُس نے مجھ سے کوئی چیز دریغ نہیں کی بجز تیرے کہ تو اُس کی بیوی سے پھر میں کیونکر حرام کروں اور خدا کا گناہگار ٹھہروں اور ایسا ہوا کہ روزِ روز وہ اصرار کرتی تھی مگر یوسف نہ اُسکے پاس آیا نہ ساتھ رہا۔ اور ایسا ہوا کہ یوسف ایک دن ایک کام کو گھر میں گیا</p>

توریت	توریت
<p>یا اُسکو تکلیف دہ مار ماری جائے۔ یوسف نے کہا اسی خود مجھ سے لگاؤ کی اور عورت کے لوگوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اگر یوسف کا کرتا سانسے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور یوسف جھوٹا لیکن اگر کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور یوسف سچا ہے پس جب دیکھا کہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو شوہر کہنے لگا یہ تمہارا بی چلتا ہے بیشک عورتوں کا چلتا غضب کا ہوتا ہے۔ اسے یوسف تو اسکا کچھ خیال نہ کر اور اسے عورت تو اپنا گناہ بخشوا بیشک تو ہی خطا کا تھی اور شہر میں عورتوں نے چرچا کیا کہ عزیز کی عورت اپنے غلام سے خواہش نہجنا ناچاہتی ہے وہ اس کے عشق میں دیوانی ہو گئی ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ وہ صاف بہک گئی ہے پس جب اُس نے عورتوں کے طعنے سنے تو اُس نے انھیں بلا بھیجا اور (دعوت میں) مسند بچائی اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دی پھر یوسف سے کہا انکے سامنے نکل آ عورتوں نے جب یوسف کو دیکھا تو وہ مرعوب ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بول اٹھیں حاشا لشہر آدمی کا ہے کہ یہ تو ایک نیک فرشتہ ہے۔ عورت بولی یہی وہ ہے جسکے بارے میں تم طعنے دیتی ہو اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے ہی خواہش کی مگر اُسے آپکو بچایا اور اب اگر میرے کچھ پر</p>	<p>اُسوقت گھر میں کوئی آدمی نہ تھا عورت نے دامن پکڑ لیا۔ اور بولی اب آجا اور اسکا دامن اُسکے ہاتھ میں رہا مگر وہ نکل بھاگا۔ اور ایسا ہوا کہ جب عورت نے دیکھا کہ دامن تو ہاتھ میں ہے اور وہ ہاتھ سے نکل گیا تو اُس نے غل مچا یا اور گھر کے آدمیوں سے کہنے لگی وہ ایک عبری شخص کو میری تفصیح کے لیے لایا وہ مجھے خراب کرنا چاہتا تھا مگر میں نور سے چلائی اور جب اُس نے دیکھا کہ میری آواز بلند ہوئی تو وہ اپنا کپڑا چھوڑ کر نکل بھاگا اور اُس نے کپڑا رکھ چھوڑا ایسا ننگ کہ اسکا شوہر گھر میں آیا اور وہ کہتے لگی وہ عبری نوکر جو تو نے رکھا ہے مجھے بے آبرو کرنے آیا اور جب میں چلائی تو وہ اپنا کپڑا چھوڑ کر نکل بھاگا۔ اور ایسا ہوا کہ جب شوہر نے بیوی کی یہ بات سنی</p>

توریت	قرآن
<p>جو نو کرنے کی تو اس کا غصہ بھڑکا اور اس نے یوسف کو اس قید خانہ میں جہاں شاہی قیدی رہتے تھے بھیج دیا اور خدا یوسف کے ساتھ تھا اس لیے داروغہ جیل خانہ اسپر مہربان ہو گیا۔</p>	<p>نہ چلا تو ضرور قید ہو گا اور ذلیل ہو گا۔ یوسف نے کہا خدا و نذا جس کام کیلئے یہ مجھے بلائی ہیں اس سے توقیر میں جانا مجھے گوارا ہے اور اگر تو انکا چلتر مجھ سے نہ دور کرے گا تو کہیں میں انکی طرف جھک نہ جاؤں اور نادانوں میں ہو جاؤں پس خدا نے اسکی دعا سن لی اور انکا چلتر اس سے روک دیا بیشک وہ سبکی سنتا جانتا ہے پھر اتنی نشانیاں دیکھنے پر بھی انکو یہی سوچا کہ یوسف کو ایک مدت تک قید کر دیں۔</p>

قصہ یوسف میں عورت کا فریفتہ ہو کر آپ کو گناہ کی طرف مائل کرنے کی کوشش
کرنا ایک نازک موقع ہے لیکن غنیمت ہے کہ توریت نے یہاں سنبھال لیا اور یوسف
صاف بچ کر نکل گئے ایسے سخت امتحان میں جب کہ عورت خود خواہش کرتی تھی اور دہر روز
اصبر کر رہتی تھی حضرت یوسف کا اپنے محسن کی نمکھراچی سے محسن حقیقی کی عدول حکمی
کی طرف ذہن منتقل کرنا اور حرام سے بچنا نہایت عمدہ مضمون ہے لیکن اس کے بعد
واقعات کچھ اس طور سے بیان ہوئے کہ قصہ پھیکا ہو جاتا ہے۔ عورت ناکام رہ کر
غل مچاتی ہے اور کپڑا دکھاتی ہے کہ یوسف ایک غیر شخص کو میرے خراب کرنے کو
لایا پھر شوہر کو وہی کپڑا دکھا کر یوسف کو ملزم ٹھہراتی ہے۔ شوہر غصہ میں آ کر
یوسف کو قید کر دیتا ہے۔ اب قرآن مجید میں لکھو کہ اس نازک موقع پر توریت
کے اس عمدہ مضمون کو کیسا چمکا یا ہے اور کس قدر بلند کر دیا ہے۔ تنہائی میں دروازہ
بند کر کے عورت کا میتا بانہ اصرار مرد کو محض دلیل کی قوت سے بچالے یہ بشریت کے
تقاضے کے لحاظ سے آسان نہیں ہے ایسے سخت امتحان اور نازک معاملہ میں جب تک

فضل اُسی شامل حال نہو انسان کا بچنا مشکل ہے۔ اس دقیق نکتہ کو جو فطرت انسانی کی سچی تصویر اور مذہب کی جان ہے اُس دلیل و برہان کے بعد کیا خوب ادا کیا ہے کذلک لتصرف عند السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین اور اپنے بندہ مخلص یوسف کی عصمت کا کیسا زبردست ثبوت دیا ہے لہ

اب اسکے بعد کا اسلوب بیان دیکھو شوہر عین اُسوقت آجاتا ہے جب دروازہ سے یوسف بھاگتے ہوئے نکلتے ہیں اور پیچھے عورت ہے جو برجستہ بات بنانے کی غرض سے آپ کو ملزم ٹھہراتی ہے اور سزا کا تعین بھی کر دیتی ہے مگر گھر کا ایک شخص گو اہی دیتا ہے اور قیص یوسف کے پیچھے سے پھٹے ہونے کی لطیف توجیہ سے عورت کو ملزم ٹھہراتا ہے۔ شوہر اس تریاچلتر سے سناٹے میں آتا ہے پھر بدنامی کے خیال سے یوسف سے اخفاے رازی کی درخواست کرتا ہے اور عورت کو جسے حضرت یوسف کے قابل قدر استقلال نے ناجائز فضل سے بچا دیا تھا صرف اسقدر تنبیہ کرتا ہے کہ اپنی خطا پر نادم ہو کر توبہ کر لے۔ پھر اس واقعہ کا مصر کی

۱۱ تفسیر کبیر اور کشاف میں اس موقع پر عصمت یوسف کی معرکہ الآرا بحث کی ہے اور اُن اقوال کی تردید کی ہے جن سے حضرت یوسف کے قصد و ارادہ کا ثبوت ہوتا ہے (دیکھو تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶) محدث ابن حزم نے بھی اپنی کتاب الفضل فی اللیل جلد ۲ صفحات ۱۴ و ۱۵ میں ان اقوال کی تردید زور و شور سے کی ہے۔ حقیقت میں وہ اقوال جن کو امین جریر نے اپنی تفسیر جلد ۲ صفحات ۱۰۸ و ۱۰۹ میں درج کیا ہے اصل میں تالمود بابلی سد ششم صفحہ ۳۶ سے ماخوذ ہیں اور "اسرائیلیات" میں شامل ہیں اور ہرگز امارت نبوی نہیں ہیں اس کی تفصیل ہم عہد عتیق کے ضمن میں اوپر لکھ چکے ہیں۔ انوس ہے کہ ان لغو اقوال کو شاخین کے اپنی تفسیر میں درج قبول عطا کیا اور پھر شوا مشلاً جامی نے یوسف زلیخا میں حاشیہ چڑھا کر عام طور سے مشہور کر دیا ۱۲

عورتوں میں چرچا ہونا (اور عورتوں ہی میں اس قسم کا چرچا سب سے پہلے ہو جاتا ہے اور غلام کے ساتھ تعشق کو حقارت سے دیکھتا۔ عورت کا یہ طعنہ سنگرزنج و تاب کھانا اور ایک جلسہ دعوت میں حسن یوسف کا جلوہ دکھا کر انھیں از خود رشتہ کر کے قائل اور ہمدرد بنالینا پھر حضرت یوسف کو قید و ذلت کی دھمکی دینا۔ حضرت یوسف کا پریشان ہو کر خدا سے یہ دعا کرنا کہ اس بلا میں مبتلا ہونے سے بلا سے زندان بہتر ہے۔ دعا کا قبول ہونا اور آپ کا قید خانہ جانا۔ یہ تمام واقعات کچھ ایسے نیچرل طور پر دلکش طرز میں جذبات کی تصویر کھینچتے ہیں اور توریت کے اُس پھیکے مضمون کو ایسا لطیف اور بامزہ بنا دیتے ہیں کہ اس لذت کا ادراک صرف ذوق سلیم ہی کو ہو سکتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن میں زمان مصر کی دعوت کا قصہ یہودی کتاب ”مدراش یلقوت“ اور ”مدراش البکیر“ باب ۱۱ کے مطابق ہے لیکن کتاب پیدیش کے جمع کرنے والوں نے اپنی بد مذاقی کا یہ ثبوت دیا ہے کہ یہودہ اور انکی زمانا کاری کا قصہ بخش تو ایک پورے باب میں بیان کیا لیکن اس لطیف مضمون کو اڑا دیا۔

قرآن	توریت
<p>و دخل معه السجن فتين قال احدهما لاني اذاني اعصر خمرا و قال الآخر اني اذاني احمل فوق راسي خبزا تاكل الطير منه نبثا بتاويله انا انراك من المحسنين</p>	<p>ويجي احرهد برسم هاله حطا و مشقه ملك مصر يرموه و هافنه لادينهم ملك مصر يرمو و يقصف فرعه على شني سيري سيوعل شرهم مشقه وعل شرها و تير وتين اتر بمشربيت شره طعيم البيت همهم مقوم اشري يوسف اسورشم</p>
<p>۱۸ دیکھو راڈ ویل کا ترجمہ قرآن صفحہ ۲۴۳ حاشیہ سورہ یوسف ۱۲</p>	

توریت	قرآن
<p>و یبا الیهم یوسف ببقرا ویرا اتم و هتم زغنیم و یسال اتریس فرعه اشر اتو بمشم بیت اد نیولا مرمد و ع قنیکم ریم هیوه و یامرو الیو حلو م حلمنو و فتر این اتو یامر الیهم یوسف هلو الا لهیم فتر نیم سفر و نالی و یسفر شر هتقیم ات حلمو یوسف و یامرو بجاوی و هته جفن لفنی و یجفن ثلثه شریجم و هو کفر حت علت نه نصه هبشیلا و اشکلیت عبنم و کوس فرعه بیدی و اقحرات هعنیم و اشط اتم الکوس فرعه و اتن ات هکوس عل کف فرعه و یامرو یوسف زه فتر نو هشلشت هشر جیم شلشت یمیم هم بعود شلشت یمیم یسا فرعات راشک و هشی بک عل کنک و ننت کوس فرعه بید و کشفط یراشون اشر هیت مشقهوکی امره کرتنی اتک کاشر یطب لک و عشیتنا عمدی حسدا و هز کرتنی الفراع و هو صاتی من هیت هزه کی جنب جنبتی مارص هعبریم و جم</p>	<p>فقال لا یاتیکما طعام تزیقنه الا نباتکمما بتا و یله قبل ان یاتیکما ذلکما مما علمنی ربی انی ترکت ملة فتوم لا یومنون بالله و هم بالآخره هم کفرون و اتبعنا ملة انبائی ابراهیم و اسحق و یعقوب ما کان لنا ان نثرک ب الله من شیء ذلک من فضل الله علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون یصاحبی السجن عرا باب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ما تعبدون من دونه الا اسماء سمیتها انتم و ابائکم و انزل الله بها من سلطان ان الحکم</p>

توریت	توریت
<p>الا لله امر لا تعبدوا الا اياه ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون - يصابي السجن اما احدا كما فيسقى ربهم خمرا و اما الاخر فيصرب فتاكل الطير من راسه قضى الامر الذي فيه تستفتين - وفتال للذي ظن ان مناج منهما اذكرك في عند ربك فانسه الشيطان ذكر به فلبث فللسجن بضع سنين -</p>	<p>فلا عشتي مادامه کی شمواتی ببور ویراش ها فیم کی طوب فتر ویا امر الیوسف افانی بجلوی وهنه شلشه شلی حری عل راشی و بسل هعلیون مکل ماکل فرعه معشه افه وهعوف اکل انقر من هسل معل راشی و یعن یوسف ویا مرزاه فتر نوشلشت هسلیم شلشت یمیم هم یعود شلشت یمیم یثا فرعات راسک معلیک وتله او تک عل عص واکل هعوف ایت بشرک معلیک و یهی بیوم هشلشی یوم هلدات ات فرعه و یعیش مشته لکل عبد یو و یثا ات راس سره مشقم وات راش شرها فیم بتوک عبد یو و یثب ات شر همشقیم عل مشقه و یثن هکوس عل کف فرعه وات شرها فیم تله کاشر فتر لهم یوسف ولا ذکر شرهمشقیم ات یوسف و یثک هقو</p>
ترجمہ	ترجمہ
<p>اور یوسف کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان اور آئے ایک نے کہا میں نے خواب میں دیکھا</p>	<p>اور اسکے بعد ایسا ہوا کہ بادشاہ مصر کے آبدار اور خانسا مان نے شاہی جرم کیا اور فرعون آبدار اور خانسا مان پر عرصہ ہوا اور اسنے</p>

قرآن	توریت
<p>جیسے شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں جیسے سرور روٹیاں لاؤں ہوں اور چڑیاں اُس میں سے کھا رہی ہیں۔ یوسف انکی تعبیر بتا دے ہم تجھے نیک آدمی پاتے ہیں اُس نے کہا قبل اس کے کہ تمہارا کھانا جو تمہیں ملتا ہے تمہارے پاس آئے میں تمہیں تعبیر بتا دوں گا یہ وہ علم ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا میں نے اُن لوگوں کا طریق بھوڑ دیا جو اللہ پر یقین نہیں رکھتے اور آخرت کو بھی نہیں مانتے اور میں اپنے باپ داود کے طریق پر چلتا ہوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کے ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن اکثر</p>	<p>انھیں اپنی گارڈ کے کپتان کے مکان میں جہان یوسف اسیر تھا قید کر دیا اور کپتان نے عہد ہون کو یوسف کے سپرد کر دیا۔ اور وہ اُن کی نگہداشت کرنے لگا اور ایک فصل تک وہ قید رہا اور ایک رات کو دونوں نے خواب دیکھا یعنی آبدار و خاں سامان نے جو شاہ مصر کے ملازم تھے اور قید کیے گئے تھے۔ اور صبح کو یوسف اُن کے پاس آیا اور انھیں متفکر پایا اور اُس نے فرعون کے اُن ملازموں سے جو قید تھے پوچھا تم آج کیوں غمگین ہو۔ انھوں نے کہا ہم نے ایک خواب دیکھا ہے اور کوئی تعبیر دینے والا نہیں ہے اور یوسف نے کہا کیسا تعبیر دینا خدا کے ہاتھ نہیں ہے تم مجھ سے کہو تو سہی۔ اور آبدار یوسف سے یون کہنے لگا میں نے خواب میں انگور کی ایک بیل دیکھی جس میں تین شاخیں تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کھلا جا رہی ہیں اور کلیان بکھلنے والی ہیں اور پختہ انگور پیدا ہو گئے اور فرعون کا پیالہ میرے ہاتھ میں ہے میں نے انگور لیس کر فرعون کے پیالے میں نچوڑے اور فرعون کے</p>

قرآن	توریت
<p>آدمی شکر نہیں کرتے اے میرے رفیق زندان جدا جدا دیوتا بہترین یا وہ اکیلا خدا جو بڑے ہے تم جو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہو وہ فقط نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے تو ان کے پوجنے کی کوئی سند نہیں اتاری اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اُس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ سوا اسکے کسی اور کو نہ پوجو جو یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے رفیق زندان! تم میں سے ایک تو اپنے صاحب کو شراب پلانے گا اور دوسرا جو ہے اُسکو سولی دی جائے گی پھر چڑیاں اُس کے سر کو نوچ کھائیں گی تم میں بات کو پوچھتے تھے اُس کا فیصلہ ہو چکا۔ اور جسکو</p>	<p>ہاتھ میں دیا۔ یوسف نے کہا اسکی تعبیر یہ ہے تین شاخیں تین دن ہیں۔ تین دن میں فرعون تجھے سر بلند کرے گا اور تیری جگہ پر مقرر کرے گا اور تو فرعون کو پیالہ دے گا جس طرح تو پہلے آبداری کرتا تھا لیکن جب تو اچھی حالت میں ہو تو مجھے بھی یاد رکھنا اور براہ کرم مجھے مہربانی کرنا۔ فرعون سے میرا ذکر کرنا اور اس گھر سے مجھے نکال لینا کیونکہ مجھے عبرت کے زمین سے چرالائے ہیں اور یہاں بھی میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسکے سبب سے وہ مجھے اس قید خانہ میں ڈال دیں جب خانہ سالانہ دیکھا کہ تعبیر تو خوبی تب اُس نے یوسف سے کہا میں نے بھی خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ میرے سر پر سفید روٹی کے تین ٹوکڑے ہیں اور اوپر والے میں فرعون کے واسطے سب قسم کے کھانے جو باورچی پکائے رکھے ہیں اور چڑیاں میرے سر کے ٹوکڑے سے نکال نکال کھا رہی ہیں اور یوسف نے جواب دیا اسکی تعبیر یہ ہے تین ٹوکڑے تین دن ہیں۔ تین دن میں فرعون</p>

توریت	توریت
<p>یوسف نے سمجھا کہ چھوٹے والا ہے اُس سے کہا اپنے صاحب سے میرا بھی ذکر کرنا۔ لیکن شیطان نے اُس کو بھلا دیا کہ اپنے صاحب سے اُس کا ذکر کرے آخر کئی برس تک یوسف قید خانہ میں اور رہا۔</p>	<p>تیسرا سچہ سے جبراکر دیگا اور ایک درخت پر سولی چڑھا دے گا اور چڑیاں تیرا گوشت نوج نوج کر کھا یں گی اور ایسا ہوا کہ تیسرے دن جب فرعون کی سالگرہ تھی تو اُس نے سب ملازمین کو دعوت دی اور آبدار کو سر بلند کیا اور خالسا مان کا سر کاٹ لیا سب ملازمین کے سامنے۔ اور اُس نے ساقی کو پہلی جگہ دی اور وہ فرعون کو پیالہ دینے لگا لیکن خالسا مان کو سولی دگنی جطور سے یوسف نے تعبیر دی تھی۔ لیکن آبدار یوسف کو بھول گیا اور اُس کو یاد نہ آیا۔</p>

توریت میں حضرت یوسف صرف یہ کہہ کر کہ تعبیر خدا کے ہاتھ سے فوراً ساقی کے خواب کی تعبیر شروع کر دیتے ہیں پھر جن الفاظ میں اُس سے سفارش چاہی ہے ان سے لجاجت اور گدایاں ابرام ٹپکتا ہے۔ آپ کا ساقی سے یہ کہنا بڑی عنایت ہوگی بادشاہ سے کہہ کر مجھے یہاں سے نکلوا لیجیے مجھ غریب کو میرے وطن سے چر اگر لائے ہیں میں نے کچھ نہیں کیا بیخفا ہوں مجھ بیکس کو قید میں ڈال رکھا ہے لیکن ساقی رہا جو کر بھول جاتا ہے اور آپ چند سال اور قید رہتے ہیں۔

اب قرآن مجید کا اسلوب بیان دیکھو دونوں کا خواب سنکر بجائے اسکے کہ حضرت یوسف فوراً تعبیر شروع کر دین فرماتے ہیں ٹھہرو میں تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی تعبیر کروں گا مجھے تو یہ علم خدا نے سکھایا ہے اس طور سے انہیں شناق بنا کر عین موقع پر اپنے اصلی فرض کو یعنی خدا پرستی کی تعلیم و تلقین اور شرک و بت پرستی کی مذمت

توریت	قرآن
<p>فروت احروت علوت احرى هن من هيار رعوت مراره ودقوت بشر وتعمدنه اصل هفرو وعا عل شفت هيار وتاكلنه هفروت رعوت همراه ودقت هبشرا تسبع هفروت يفت همراه وهبرى ات يفض فرعه وييشن ويعلم شنت وهنه سبع شلم علوت بقنه احد بريوت ولبت وهنه سبع شليم دقوت بشد دقت تدبير صحت اخرى هن وتبلعانه شليم هدقوت انشبع شليم هبريات وهملات ويقت فرعه وهنه حلوم وهنه ولقر ولقغم روحو وشلح وليقلا اتكل خطمي مصرير واتكل هكميه ويسفر فرعه لهم اتعلموا اين فوتراوت تراوت رفرا ديد بر شرهم شقيم اتفرا علامر اتخطاى اتى مزكير هيوم فرعه قصف عل عبد يو وتين اتى بشرا بيت شره طعيم اتى واتشر هافيم ونخلمه حلوم يليه احد اتى وهوا ايش كف ترون حلوم حلوم وشيم اتنى نعر عربى عبد لشره طعيم ونسفر لودفتر لنوا تحلميت نوايش كحلوم فتر ويحيى كاشرف ترون كن هنه اتى هشيب عل كنى واتون له ديشلم فرعه ويقر التوبف ويرصه من هبور و يجاجر ويحلف شلميتو ويب الفراع ويا مرفره اليوسف</p>	<p>وسبع سنيلت خضرو اخري بيلست ياتها المسلا فتونى في رؤياى ان كنتم للموم يا تعيرون قالوا اصغات احلام وما نغن بتا ويل الاحلام يعلمين وقال الذى نجا منها وادكر بعد امته انا انبئكم بتا ويله فارسلون يوسف ايها الصدىق افتنا فى سبع لقرات سمان ياكلهن سبع عجاف وسبع سنيلت خضرو اخر يبست لعلى ارجع الى الناس لعلهم يعلمون قال ترون سبع سنين دابا فاصدتم فدروه فى سنبله الا قليلا مما تاكلون ثم ياتى من بعد ذلك سبع شله وياكلن ما قد تم</p>

تسرن	توریت
<p>لن الا قليلا مما تحسنون ثم ياقنى من بعد ذلك عام فيه يغات الناس وفيه يعصرون وقال الملك ائتوني به فلما جاءه الرسول قال ارجع الى ربك فسله ما بال السنوة التي قطعن ايدىكم ان ربي يكيدكم عليم قال ما خطبك اذ اردت ان يوسف عن نفسه قلن حاش لله ما علمنا عليه من سوء قالت امرات العزیز الان حصصن الحق انارا وده عن نفسه و ان لمن الصادقين ذلك ليعلم انى لم اخنه بالغيث وان الله لا يهدي كيد الخائنين وما البرئى نفسى ان النفس لا مارة بالسوء الا ما رحم ربي ان ربي غفور رحيم وقال الملك ايتوني به استخلصه لنفسى فلما</p>	<p>حله حلمتى وفتراين القراوين شمتى عليك لامر تشمه حلوم لفترا تو ويعين يوسف اتفرعه لامر بلعدى الهيم بعنه اتشوم فرعه ويد بفرعه اليوسف يجلمى ويا مريوسف اتفرعه حلوم فرعه احد هوالت اشرها الهيم عشه هنيدي لفرعه شبع فرقت عطبت شبع شنيمن هنة وشبع هشليم عطبت شبع شنيمن هنة حلوه احد هو وشبع هفراوت هرفوت وهرعنت هعلت احريهن شبع شنيمن هنة وشبع هشليم هرفوت شد فوت هفديم وهيو شبع شني رعب هواهد براشرو يرقى الفرعه اشرها الهيم عشه هرة الفرعه هنة شبع شنيمن باوت شبع جد ول بكل ارض مصر يرو فموشبع شني رعب احريهن ولشقم كل هشبع بارص مصريم وكله هرعب اتا هارص ولا يودع هشبع بارص مفتى هرعب هوا احرمى كن كي كيد هوا ماد وعل هشنوت محلوم الفرعه فميم كي تكون هرب مع هالهيم ومعه هالهيم لعشتو وعته يرا فرعه ايش بنون وحكم ويشيته هوعل ارض مصر يرو عشه فرعه وينقد فقد يروعل هارص وحش ات ارض مصر بشبع شني هشبع ويقبضوا تكل اكل هشنيم عطبت</p>

قرآن	توریت
<p>كلمه قال انك اليوم لدینا مكن امین قال جعلنی علی خزائن الارض لانی خفیظ علیهم وكذلك مكنا لیوسف فی الارض یتبشون منها حیث یشاء نصیب بوجھتنا من نشاء ولا نضیع اجر المحسنین ولا جرا الاخرة خیر للدین امنو وكا نو یتقون</p>	<p>ہبات ہال ویصبر وبرقت یہ فرعون اکل بعزیم وشمرو وہر ہا کل نفقدون الارض بسبع شتی ہرعبا شرتین بارض مصر یروا لا تکررت بارض ہرعب ویطب ہد بر بعینی فرعون دبعینی کل عبدا یودیا مرفرعون العبد یوہمضا کزہ ایش اشروا ورح الہیم بوو یا مرفرعون الیوسف اخری ہودبع الہیم او تک انکل رات این ہبون وحکر لموک اتہ تمیر علی بیتی وعل فیل یشق کل عمی رق ہکسا اجدل مملک</p>
ترجمہ	ترجمہ
<p>اور بادشاہ نے کہا میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات گائین سوئی ہیں ان کو سات دبلی گائین کھائے جاتی ہیں اور سات ستر بالیان پور باقی سوکھی۔ درباریوں تعبیر کو اگر تم تعبیر دینا جانتے ہو وہ بے یہ خواب پریشان ہیں اور ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر ہم کو معلوم نہیں۔ اور جو ان دو قیدیوں میں سے چھوڑ گیا تھا</p>	<p>اور ایسا ہوا کہ دو سال بعد فرعون نے یہ خواب دیکھا کہ وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے یکا یک دریاسے سات سوئی اور خوش شکل گائین نکلیں اور وہ چراگاہ میں چر رہی تھیں اور ان کے بعد دریاسے سات اور بد شکل اور دبلی گائین نکلیں اور کنارے پر ان کے مقابل کھڑی ہوئیں اور یہ بد شکل دبلی گائین ان خوش شکل سوئی گایوں کو کھا گئیں۔ پس فرعون جاگ اٹھا اور پھر سو گیا اور دوبارہ خواب دیکھا کہ سات ایک ہی طرح کی عمدہ بالیان کھڑی ہو گئیں اور پھر سات پہلی اور مشرقی ہوا سے جھلسی ہوئی بالیان</p>

توریت	قرآن
<p>کھڑی ہوئیں اور یہ پہلی سات بالیان ان سات عمہ بالیون کو نکل گئیں اور فرعون جاگ پڑا اور خواب تھا اور ایسا ہوا کہ صبح کو وہ پریشان اُٹھا اور مصر کے سب جادو گردن کو بلایا اور سب عاقلوں کو اور اُن سے اپنا خواب بیان کیا لیکن فرعون کے خواب کی کوئی تعبیر نہ دے سکا تب ساتی فرعون سے کہنے لگا آج میری خطائیں مجھے یاد آئیں فرعون اپنے نوکردن پر خفا ہوا اور مجھے افسر گارد کی جیل میں بھیجا مجھے اور خانہ مان کو اور ہم دونوں نے ایک خواب دیکھا جنکی تعبیر الگ الگ تھی اور ہمارے ساتھ ایک عبری غلام بھی تھا افسر گارد کا ہم نے اُس سے خواب بیان کیا اُس نے تعبیر دی ہر ایک کی الگ الگ اور جیسی اُس نے تعبیر کی تھی ویسا ہی ہوا۔ اُس نے مجھے میری جگہ دلوائی اور دوسرے کو سولی چڑھا یا تب فرعون نے یوسف کو بلوایا اور وہ اُسے جلدی سے قید خانہ سے نکال لائے اور اُس نے خط بنایا اور کپڑے بدے اور فرعون کے سامنے آیا اور فرعون نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر کوئی نہیں دے سکا اور میں نے سنا ہے کہ تو تعبیر دینا جانتا ہے</p>	<p>اُس نے کہا اور ایک مدت کے بعد اُس کو خیال آیا میں تم کو اسکی تعبیر بتاتا ہوں مجھ کو بھیج دو سہی اے یوسف تو چاہے ہمیں تعبیر بتا سات موتی گاہن ہین جنہیں سات دہلی گاہن کھائے جاتی ہین اور سات ہری بالیان ہین اور دوسری سوکھی تاکہ میں لوگوں کے پاس دلوں جاؤں اور تاکہ وہ سمجھ لیں یوسف نے کہا تم سات سال برا بر بکیتی کرو گے پھر حسب فضل کا تو توانا ج بالیون میں رہنے دو مگر تھوڑا سا اپنے کھانے کے موافق نکال لو ان کے بعد سات سخت قحط کے سال آئیں گے جب میں جو کچھ تم نے ذخیرہ کیا تھا کھا لیا جائے گا مگر تھوڑا جو بچا رکھو گے پھر ان کے بعد ایسا سال آئے گا جس میں بارش</p>

توریت	تفسیر
<p>اور یوسف نے فرعون سے کہا مجھ میں کیا دھرا ہے خدا فرعون کو سلامتی کا جواب دے گا اور فرعون نے خواب بیان کیا اور یوسف نے فرعون سے کہا کہ فرعون کا خواب ایک ہی ہے خدا نے فرعون کو جو کچھ وہ کرنے والا ہے دکھایا ہے۔ سات خوش شکل گائیں سات برس ہیں اور سات عمدہ بالیان سات برس ہیں خواب ایک ہی ہے اور سات دہلی اور بند شکل گائیں جو بعد کو نکلیں سات سال ہیں اور سات خالی بالیان جو مشرقی ہوا سے بھلتی ہیں سات سال قحط کے ہیں۔ یہ بات ہے جو میں نے فرعون کے حضور میں بیان کی خدا جو کچھ کرنے والا ہے اُسے فرعون کو دکھا دیا ایسا ہو گا کہ سرزمین مصر میں سات سال بڑے افراط کے ہوں گے اور پھر سات سال ان کے بعد قحط کے جہیں ساری افراط سرزمین مصر میں بھول جائیں گے اور قحط ملک کو برباد کر دے گا اور افراط زمین میں معلوم نہ ہوگی اسوجہ سے کہ جو قحط آئے گا وہ بڑا ہولناک ہو گا اور اسلیے فرعون کا خواب مکرر ہوا کیونکہ خدا نے اسکو ایسا</p>	<p>ہوگی اور لوگ اس بچوڑین گئے بادشاہ نے کہا اُسے میرے پاس لاؤ جب اس کا قاصد آیا یوسف نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جاؤ اور اُس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے بیشک میرا رب اُن کے فریب سے واقف ہے۔ پوچھا کیا معاملہ گذرا جب تم نے یوسف کو پہچاننا چاہا وہ بولیں حاشا بشریم کو اُس کی کوئی بُرائی معلوم نہیں ہے تب عزیز کی بیوی کہنے لگی اب حق بات تو کھل گئی میں نے خود اُس سے خواہش سمجھانا چاہی اور بیشک وہ تجا ہے (یوسف نے کہا) یہ سب اس لیے کہ وہ جان لے کہ میں نے پیٹھ پیچھ سکی خیانت نہیں کی اور خیانت کرنے والوں کا داؤن اللہ چلنے</p>

توریت	قرآن
<p>مقرر کر دیا ہے اور عنقریب خدا ایسا کرے گا اس لیے فرعون کو اب ایک ہوشیار اور عقلمند آدمی چاہیے جو سرزمین مصر پر مقرر کیا جائے فرعون کو ایسا کرنا چاہیے اور اُسے زمین پر حاکم مقرر کرنا چاہیے اور سات افزائش کے سالوں میں زمین مصر کا پانچواں حصہ آمدنی لینا چاہیے اور سات عمدہ برسوں کی پوری خوراک جمع کرنا چاہیے اور فرعون کے ہاتھ میں غلہ رکھنا چاہیے اور اُسی شہروں میں خوراک رکھنا چاہیے اور یہ خوراک مصر کے ملک میں قوط کے سات برس کے واسطے جمع رہنا چاہیے تا کہ ملک قوط سے تباہ نہ ہو۔ یہ بات فرعون کو پسند آئی اور اُس کے سب ملازمین کو بھی اور فرعون نے ملازمین سے کہا کیا ہم کوئی ایسا آدمی جیسا یہ ہے پاسکتے ہیں جس میں روح الہی موجود ہے اور فرعون نے یوسف سے کہا خدا نے تجھے یہ سب کچھ دکھایا ہے تجھ سے زیادہ واقف کار اور عقلمند اور کوئی نہیں ہے تو میرے گھر پر حاکم ہوگا اور میری رعایا تجھے بوسہ دیگی صرغ تخت پر میں تجھ سے بڑا رہوں گا۔</p>	<p>نہیں دیتا اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بیشک نفس تو بُرے کام کی طرف ابھارتا ہے مگر یہ کہ میرے رب نے رحم کیا بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور بادشاہ نے کہا اُسکو میرے پاس لاؤ میں خاص اپنے کام پر رکھوں گا جب بادشاہ نے یوسف سے گفتگو کی کننے لگا آج سے تو ہمارے پاس مرتبہ والا ہے امانت دار یوسف نے کہا مجھے ملک کے خزانہ پر مقرر کر میں حفاظت کر سکتا ہوں اور خبردار ہوں اور ہم نے اس طرح یوسف کو ملک میں جا دیا وہ جہان چاہتا تھا رہتا تھا ہم جسے چاہیں اپنی رحمت پہنچاتے ہیں اور نیکوں کی محنت ہم برباد نہیں ہونے دیتے اور ایماندار پر ہیزگاروں کے لیے آخرت کا ثواب بہتر ہے۔</p>

توریت میں حضرت یوسف ساقی کی سفارش سے فرعون کے خواب کی تعبیر کے لیے قید خانہ سے نکالے جاتے ہیں اور بعد تعبیر بادشاہ کے نائب مقرر ہوتے ہیں لیکن جس الزام پر آپ کو فوطیف نے عرصہ میں آکر قید کیا تھا اُس سے بری ہونے کا کہیں بھی ذکر نہیں ساقی نے جوقت یوسف کی تقریب بادشاہ سے کی وہاں اس قدر اور کہتا کہ میرے اور خانہ سالمان کے ساتھ قید خانہ میں ایک اور بچھا عبری غلام تھا مگر توریت نے اور باتوں کو تو طول دے کر اور مُکتر بیان کیا لیکن اس ضروری امر کو اڑا دیا جس سے آپ کا کیرکٹر فوطیف بادشاہ اور درباریوں سب کی نگاہ میں مشتبہ رہا۔ اب قرآن کا اسلوب بیان دیکھو فرعون کا خواب سنکر اور نجومیوں کو عاجز پا کر ساقی کو حضرت یوسف یاد آتے ہیں لیکن چونکہ شاہی خواب کا معاملہ ہے جس کی تعبیر سے بڑے بڑے نجومی عاجز ہیں اس لیے فوراً یوسف کا نام نہیں لیتا ہے اور پہلے خود قید خانہ میں جا کر اور معقول تعبیر خواب سنکر اطمینان کے ساتھ واپس آکر بادشاہ سے ذکر کرتا ہے آپ طلب ہوتے ہیں اس موقع پر بجائے اسکے کہ آپ خوش ہو کر فوراً روانہ ہو جائیں پہلے جس جرم میں آپ ماخوذ ہیں اُس کی تحقیقات چاہتے ہیں تاکہ سب پر اصل حقیقت کھل جائے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عزت اور آبرو کا خیال دنیاوی عروج پر مقدم ہے جن اتفاق سے اگر تقرب شاہی حاصل ہو گیا لیکن نواب و نام پر دھبہ قائم رہا تو کس کام کا۔ غرضکہ تحقیقات ہوتی ہے زنان مصر شہا دست دیتی ہیں اور عورت منفصل ہو کر اپنے جھوٹے الزام کا خود اقرار کر لیتی ہے۔ اور حضرت یوسف علی رؤس الاشہاد بیگناہ ثابت ہوتے ہیں تب آپ کس نفس سے افرار ہوتے اور شکر الہی کے طور پر کس قدر اعلیٰ اور ارفع خیال ان الفاظ میں ادا فرماتے ہیں وما ابری نفسی ان النفس لا تمارق بالسوء الا ما رحم ربی ان ساقی

غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ پھر آپ دربار میں جاتے ہیں فرعون آپ سے گفتگو کر کے آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اپنا مقرب بنانا چاہتا ہے آپ جس کام کو باحسن وجہ سرانجام دے سکتے ہیں اُسکے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور بغیر بھیجک کے پورے اعتماد کے ساتھ فرماتے ہیں اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ کیونکہ ایسے موقع پر انکسار نہیں کرتے بلکہ افراد اور قوموں کی ترقی اور حسن سیاست مَدَن کارانِ ازمین مضمحل ہے کہ جو شخص جس کام کے واسطے موزون ہو اُس کے لیے قدر دان حاکم کے سامنے خود کو پیش کرے اور پورے اعتماد و نفس کے ساتھ۔ پھر نائِب مقرر ہونے کے بعد نیک بندوں پر دنیاوی انعام کے ساتھ ہی اجرِ آخرت اور اسکی فضیلت کے ذکر کا التزام قصہ کے اخلاقی اور مذہبی پہلو کو کس قدر بلند کر دیتا ہے۔

توریت	قرآن
<p>وَبَاوَاهِي يَوْسُفَ وَيُشْتَعِلُوا فِئِمَارَ صِهْ وَيَرَا يُوسُفَ الْاَحْيَا وَيَكْرَهُ وَيَتَنَكَّرُ اِلَيْهِمْ وَيَدِيرُ اَمْرَهُمْ قَتْلُوتَ وَيَا مَرِ اِلَيْهِمْ مَا يَنْبَغِي بَاتِمُ وَيَا مَرِ وَمَا رِص كَنْعَنَ لَشِيرَاكِلَ وَيَكْرِ يَوْسُفَ الْاَحْيَا وَيُؤْمَرُ لَاهُكْر هُوَ وَيَزْكُرُ يَوْسُفَ اَتِ هَمْلُوتَ اَشْرَحْلُمَ لَهْم وَيَا مَرِ اِلَيْهِمْ مَرَجِلِيمَ اَتَمْلُرُوتَ اَتَعْرُوتَ هَارِصَ يَا تَمْرُ وَيَا مَرِ وَيَوْمَ وَيُؤْلَا اَدْنِي وَ عَبْدُ وَلَكْ بِيَا لَشِيرَاكِلَ كَلْنُوبِي اِيْشَ اَحْدُ غَنْ كَنْعِيمَ اَنْحَنَ لَاهِي وَعَبْدِيكَ مَرَجِلِيمَ وَيَا مَرِ اِلَيْهِمْ لَآكِي عَرُوتَ بَارِصَ بَاتِمُ لَرَادَةَ وَيَا مَرِ</p>	<p>وَجَاءَ اخُوَةُ يَوْسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَمْ يَنْكُرُوْهُ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ اَتُونِي بِاَخْرَجِكُمْ مِنْ اَبِيكُمْ الْاَتْرُونِ اِنِّيْ اَوْفَى الْكَيْلِ وَاَنَا خَيْرٌ لِّلْمُتْرَلِيْنَ فَاَنْ لَمَّا تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُوْنِ قَالُوا سُبْحٰنَ</p>

قرآن	توریت
<p>عنه اياه وانا لفاعلون وقال لفتينه اجعلوا بضاعتهن في رحالهم لعلهم يعرفونها اذا انقلبوا الى اهلهم لعلهم يرجعون فلما رجعوا الى ابيهم قالوا يا ابانا منع منا الكيل فارسل معنا اخانا نكتل وانا له لحفظون قال هل امنكم عليه الا كما امنكم على اخيه من قبل فانه خير حفظا وهو ارحم الراحمين فلما فتحو امتاعهم وجدوا بضاعتهم سرقة اليهم فتالوا يا ابانا ما نبغي هذه بضاعتنا ردت الينا ونميرا هلنا ونحفظ اخوانا ونزودا كيل بعير</p>	<p>شنيم عشر عبد ياك احييم انخوبني ايش احد بارص كنعن وهت هقطن ات اينو هيوم ويا حد اينو ويا امر اليهم يوسف هو اشرو برقي الكمر لامر مرجليم اتم بيزات تبجوحى فرعه امر تصا ومنزه كي امر يوا احييم هقطن هت شلحو مكر احد ويقوات احييم واتم هاهرو ويمنود بريكم هامت اتكم و املاحي فوعه كي مرجليم اتم ويا سفا اتم المشمر شلت يميم ويا امر اليهم يوسف بيوم هشليشي زات عشو وحيوات هاليهم اني بيلاه كنيم اتم احييم احد ياسر بيت مشم كم واتم لكوهبيا وشبر عيون بيتكم وات احييم هقطن تبى اوالى ويا منود بريكم ولا توتو ويعشوكن ويا امر وائش الا حيوا بل اشميم انخوعل احيينوا شر اينو صرت لغشوبت حنو الينو ولا شمعينو علكن باه الينو صبره هزات ويعن راوبن اتم لامر هلو امر قي اليكم لامر الخطا وبيلا ولا شمتتم وجمد موهنه ندارش وهم لا يدعوكي سمع يوسف</p>

قرآن	توریت
<p>ذلك كيل يسير قال لن ارسله معكم حتى توتوب موثقا من الله لتا تني برا لان يحاط بكم فلما اتوه موثقهم قال الله على ما نقول وكيل وقال يبني لات دخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة وما اغنى عنكم من الله من شيء ان الحكم الا لله عليه توكلت وعليه فكلنتوكل المتوكلون ولما دخلوا من حيث امرهم ابراهم ماكان يغنى عنهم من الله من شيء الا حاجة في نفس يعقوب فضلها وانه لذنو علم لما علمته ولكن اكثر الناس لا يعلمون</p>	<p>همليص بنيتم وليب معليهم ويبك ويشب الهم ويدبر الهم ويصير ما تم التسمعون ويامر اتوبعيتهم ويصويوسف ويملا واتكليهم برو لهشيب كسفهم ايش التثقو لتت لهم صده لذك ويعيش لهم كن ويشاوات شبرو على حمريهم ويلكوشم ويفتحها حداثثقو لتت مسفوالهم وبملون ويرات كسفو وهنه هو ابني امتحتو ويا مراملا حيو هو شب كسفي وجم هته بامتحتي ويصا البوم ويجردوا ايش الا حيولا مرمه نرات عشه الهيم لتورة ويبا واليعقب ابهم ارضه كنعن ويجيد ولوات كل هفقات اتم ويا مراملا هم يعقب ابهم اتوشكلم يوسف ايننو وشمعون ايتووات بشرين لقنو على هوكلته ويا مراما وبن الايولا مراملشني بنني تيت امل ابي انواليك تنه اتوعسل بيدي وافي اشيب نواليك ويا مراملا يرد بني عكم كي احيومت وهو البد ونشاروقرا هو اسون ببدارك اشترلكوبه وهو ردت مرات شيبتي ييجون شاوله وهو عب كبد بارص ويحي كاشر كلولا كل ات هشر اشره بيا وممصر يرويامر</p>

تورات	تورات
<p>ولما دخلوا على يوسف اوى اليه اخاه وصال انى ان اخوك فلا تبش يتاك' نوا يعملون - فلما جهزهم بجهازهم جعل السقاية فى رحل اخيه ثم اذن موزن ايتها العبد انكم سارقون وقالوا وقبلوا عليهم ماذا تفقدون قالوا نفقد صواع الملك ولن جاء به حمل بعير وانا به زعيم - قالوا ات الله لقد علمتم ما جئنا لنفسنا فى الارض وما كنا سارقين قالوا فما جزاؤه ان كنتم كذابين قالوا جزاؤه من وجد فى رحله فهو جزاؤه كذلك نرى الظالمين</p>	<p>اليهم ايهم شيوخ وشيوخ اليهوده لا مره عدده هتوهايش لا مر لا تراوفنى بلتى احيكم اتكم ام يشك مثل ات احيينواتنورده ونشباك اكل وامر انك مثل لا نردكى هاتش امر الينولا ترا دفنى بلتى احيكم اتكم ويا مر ليشال له مر عتم له مجيد لايش هعود لكم ام ويا مروشاو شال هاتش لنوولولد تنولا مره عود ابيكم هيش نكمراح ونجد لوعلى فى هد بريم هاله هيدوع ندع كى يامر هويد وال احيكم ويا مره يوده ال ليشال ايو شلحه مغراقى ونقرمه ونلكه ونخيه ولا نموت جملا ونخو جملا ته جم طفينوانكى اعربنو ميدى مبقشناو ملاه بياتيو اليك وهه هيجيتو لفنيك وحطائى لك كل هميم كى لولا هتمه مهنو كى عته شبنوزه نعميم ويا امر لهم ليشال ايهم امر كن افوا زات عشعرا قومزمرت هارص بكليكم ونموريد ولايش منحه معط صبرى ومعط ديش نكات ولط بطنيم وشقد يروكسف مشن قوميدكم وات يكسف هه وشب بغى ام تحت يكم تشيوييدكم اوى مشج هه وات احيكم قوم و قوموشو بو وال</p>

تورات	توریت
<p>فبدأ أباء وعیتهم قبل وعاء اخیه ثم استخرجها من وعاء اخیه كذلك كدنا اليوسف ما كان ليأخذنا حنانه في دين الملك الا ان ليشاء الله نرفع درجت من نشاء وفوق سكل ذی علمو عليهم قالوا ان يسرق فقد سرق اخر لمن قبل فاسرها يوسف في نفس ولم يبيد هالهم قال انتم بشر مكاننا واذتم اعلموا تصفون قالوا يا أيها العزيز ان له اباً شيخاً کبیراً فخذناخذنا مكانه انا نراک من الحسنین</p>	<p>هايش وال شدي وتن لکم رحمیم لغنی هایش وشلم لکمات احیکم احر و ات بنیمین وانی کا شرسکلتي شکلتی ویقحو هانشیم ات همنه هسرات ومشنه کسف لقحوبید ومروات بنیمین ویقمو دیرد ومهه ییم ویعمد ولغنی یوسف ویدا یوسف اتسرات بنیمین ویامر لا شرعل بیته و هبات هانشیم هبیه وطبر طبر وهکن کی اتی ویکلوه هانشیم بصهر ییم..... ویجشوال هايش اشعل بیت یوسف وید بر والیوسف هبیت ویامرو بی ادنی یرد وساد نوبتمله لشبرا کل وهی کی بانوال هملون ونفتمه ات امتعتیتنو وهنه کسفنا ایش بغی امتعتوبسفتو بمشقلو ونشب اتوبید وکسف احر هورد نو بید نو لشبرا کل لاید عنومی شر کسفنو بامتعتیتنو ویامر شلوه نکر مال تیرا والهیکم وانی ابیکم تن لکم مطمون به امتعتیکو کسفکم بال ویوصا الهجات شعون ویباها ایش ات هانشیم باته یوسف ویتن میم ویر حصو رجلیهم ویتن مسفولحمر یهم ویکیسوان همنه عدا بو یوسف بصهر کی شمعوکی ثم واکولحمر ویبا یوسف هبیه ویدیا ولوات همنه</p>

قرآن	توریت
<p>قال معاذ الله ان لناخذ الا من وجدنا متاعنا عتده انا اذا الظالمون فلما استأثروا من خالصوا بخيا قال كبرهم الم تعلموا ان اباكم قد اخذ عليكم موثقا من الله ومن قيل ما فرطتم في يوسف فلن ابرح الا ارض حتى يا اذن لي ابي او يحكم الله لي وهو خير الحاكمين ارجعوا الي ابيكم فقولوا يا ابا ان ان ابنك سرق وما شهدنا الا بما علمنا وما كنا للغيب حافظين</p>	<p>اشربيد مهية ونشيتو ولوارحه ویشال لهم لشلوم ویا مرهشلوم ابيكم هزقن اشرا مرتم هعودنوحی ویا مروشلوم لعبدك لا ينوعود نو حی ويقداد ويشتحو ویشاعينو ویرات بنیمن احيو بنامو ویا مرهزه احيكم فقطن اشرا مرتم الى هیا مر الهيم يحنك بنی ویمهر يوسف کی زکمر ورحميو لاهيو ویتفش لبکرت ویا همدانه وبيك شمه ويرحص فنيو ويا وينا فوق ویا مرشيو لحم ویشيو لولبدا ولهم لبدا ولهم ليرها كلیم اتولبد مرکی لا یوکلون همتر لير لا کل ات هعبر لير لحم کی تو عبه هو المصير لير..... ویروات اشرا علبیتو لامر ملات امتحت هانشیم اکل کاشر یوکلون شاردیشیم کشف ایش بغی امتحتوات حبیبی جیبی هکشف تشیم لیسى امتحت فقطن وات کشف شبرو ولعیش کد بر یوسف اشرد بر هيقرا اور وهانشیم شلحو هم وحمیریه هر یصا وات هعید لاهر هيقو یوسف امر لا شرع لیتو قوم ریداس احرى هانشیم وهشجتم وامریت الهم لیرشلمتم رعه تحت طوبه هلاوזה اشريشته ادفی بووهوا غش یفخن بوهر عتم اشرعشیتم ونشجم وید بر الهم ات هعبریم هاله</p>

تورات	توریت
<p>واسئل القرية التي كنافها والعير التي اقبلنا فيها و ان الصدقون - قال بل سولت لكم انفسكم امرا فصر جميل عسى الله ان ياتيني بهم جميعا انه هو العليم الحكيم وتولى عنهم وقال اياסף على يوسف وابيضت عيناه من الحزن فهو كظيم فقالوا لله تفتوا تذاكر يوسف حتى تكون حرضا وتكون من اهل الكاين قال انما اشكوا بشيء ونحزن الى الله اعلم من الله</p>	<p>ويا مرو اليو لم يبد برادني كد بر يم هاله حليله لعبدك معشوت كد بر هزه هن كسف اشرف مصا نو بغي امتحيتنو هشينو اليك مارص كنغن وايك نجذب مبيت ادنيك كسف او نه ب اشرف يمصا تو معبدك وممت وجرم نخو هيه لاد نه لعبد يرو يا مرجم عته كد بريكم كن هوا شر يمصا تو هيه لي عبد و اتمر مهيو نقيم ويمهرو ويوريدوا ايش ات امتحتوار صه ويفتحتوا ايش امتحتو ويخفش بجد ول محل و يقطن كله ويمصا هيجيع بامتحت بنينم ويقر عوشملت و يعمس ايش عل حصرو ويشبو هعيرة و يبايموده و اخيو بيته يوسف وهو اعود نو شتم و يفلو لقيتوار صه و يا مزلهم نو سف مه همعشه هزه اشوعشيتم هلو ايد عتم كي نخش ينخش ايش اشركني و يا مزيهوده مه نامر لادني مدت برد مه نصطداق هالهيم مصا ات عون عبدك همنو عبد يمد لادني جهرم نخو جرم اشرف مصا بيد و و يا مزليله لي معشوت زات هائش اشرف مصا هيجيع بيد و هو الهيه لي عبد و اتو علو لشلور ال ابكر ويجيش اليو يهوده و يا مزي ادي بيد برنا عبدك دبر باز لي ادي والبحرافك بعبدك كي كوك كفراعه ادي</p>

قرآن	توریت
<p>ما لا تعلمون یلبخی اذ هبوا فتحمسوا من یوسف وانهی ولا تأثمون روح الله ان لا یائی من سر و ح الله الا التقویر الکفر و ن فلم تادخلوا علیه قالوا یاها العزیز منا واهلنا الضر و جتنا ببضاعة مزجتة فنا و ن لنا الکیل و تصدق علینا ان الله یجزی المتصدقاتین . قل هل علمتم ما فعلتم بیوسف و اخیه اذ امنتم جاهلون قالوا انک</p>	<p>شال اتعبد یوکلامر هیشل کم اب رواج و نامر الا دنی یشلنواب رفتن و یلدنرا قنوم قطن و احیومت و یوتر هو البد و لامو و ابیوا هجودت امر العبد یل هورد هو الی و یشیمه عبدی علیو و نامر الا دنی لایو کل هنعر لعنبت ابیو و عزبت ابیو و مه و نامر العبد یلک ام لا سیرد احیکم هقطن اتکم لا تسفون لرادت فنی و یهی کے علینو العبدک ابی و یجد لواتد بری ادنی ویا مر ابینو شبو شبر و لنو معطاکم و نامر لا نوکل لردت امریش احینو هقطن اتنو و یرد نوکی لا نوکل لرادت فنی هایش احینو هقطن ایننو اتنو و یا مر عبدک ابی الینو اتمرید اعتم کی شینم یدده فی اشتی و یصاها احد ماتی و امراک طرف طرف و لا رایتو عد هنه و لصعتهم جم اتزه معمر فنی و قره هو اسوق و هورد نترات شیبتی مرعه شاله و عترکب ای العبدک ابی و هنعر ایننو اتنو و نقشو فشوره بنفشو دهیه کرا و توکی این هنعر و مه و هو سیرد عبدک ات یشجب عبدک ابینو یجیون شاله کی عبدک عرب ات هغر معرابی لامر امرا لابی انو الیک و خطاتی لابی کل هیمیم و عتد یشبنا عبدک تحت</p>

توریت	قرآن
<p>هضر عبدلادنی وهضر یغل عمر حیوکی ایک اعله الابی وهضر ایننواقی فنن الاله برع اشرف یمصاات ابی- ولا یکل یوسف لهت افق لکل هضبیم علیو ویقرا هو صی اوکل ایش معلی ولا عمدا ایش اتو بهتودع یوسف الاحیو ویتن ات قلوبکی ویشمعومصر یجودیشمع بیت فرعه ویا مریوسف الاحوانی یوسف هو دابی حی ولا یکاوا حیو لغنوت اتوکی بنهلومفینو ویا مریوسف الاحیو جشونا الی ویشو ویا مرانی یوسف احیکم اشرف مکرتمراقی مصریمه وعتم التعصبو والیجر بعینکم کی مکرتمراقی هنه کی قمحیه شلحنی الهیم لفنی کم کی نه شغیتم هضر عب بقربا هارص دعود حمش شنیم اشرا ین حریث ویصیردیشلحنی الهیم لفنی کم لشوم لکم شاربت بارص و لحیوت لکم لفلیطه نداله وعتم لا اتم شلحتم اتی هنه کی هالهیم ویشمیننی لایب لفرعه ولا دون لکل بیتو ومشل بکل ارض مصریم مهرو وعملوا الابی وامرتم الیوکه امر بک یوسف شمنی الهیم لا دون لکل مصریم رده الی التعمده-</p>	<p>لانت یوسف قال اننا یوسف وهذا اخي قد من الله علينا انه من يتفق ويصبر فان الله لا يضيع اجرا للمحسنين قالوات الله لقد اشرك الله علينا وان كنا لخطئين قال لا تأثيب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين اذهبوا بقميصي هذا فالقوة على وجه ابی یات بصیرا واتوانی بأهلكم اجمعین</p>

ترجمہ قرآن	ترجمہ تورات
<p>اور یوسف کے بھائی اُسکے پاس آئے اُنہیں پہچان لیا مگر اُنھوں نے نہ پہچانا اور جب یوسف نے اُنکا سامان سفرتیار کر دیا تو کہنے لگا اپنے بھائی کو جو تمہارے باپ سے ہے لیکر آؤ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کیسی پوری ناپ (فلم) دیتا ہوں اور میں سب سے اچھی طرح مہمانی کرتا ہوں پھر اگر تم اُسکو نہ لاؤ گے تو تمہارے لیے میرے پاس پناہ نہیں ہے پھر میرے پاس نہ بچسکنا وہ بولے ہم جاتے ہیں اپنے باپ سے خواہش کریں گے اور ہم ضرور کریں گے اور یوسف نے اپنے خدام سے کہا یہ جو پونجی لائے ہیں وہ انکی خورجیوں میں رکھ دو اس لیے کہ جب یہ لوٹ کر اپنے گھر پہنچیں تو اپنی پونجی پہچان کر شاید</p>	<p>اور یوسف کے بھائی آئے اور اُنھوں نے اسے سجدہ کیا اور یوسف نے بھائیوں کو دیکھ کر پہچان لیا لیکن خود کو غیر ظاہر کیا اور سخت الفاظ کہے اور پوچھا تم کہاں سے آئے اُنھوں نے کہا سرزمین کنعان سے غذا خریدنے اور یوسف نے اُنہیں پہچان لیا لیکن وہ پہچان نہ سکے اور یوسف کو وہ خواب یاد آیا جو اُس نے دیکھا تھا اُن کے بارے میں اور اُنہے کہتے تھے لگا تم مخبر ہو یہاں کا کچا چٹھا دریافت کرنے آئے ہو اور وہ بولے نہیں خداوند تیرے خادم غلہ خریدنے آئے ہیں ہم سب ایک باپ کی اولاد ہیں اور سچے ہیں مخبر نہیں ہیں اسے کہا نہیں تم یہاں کا کچا چٹھا دریافت کرنے آئے ہو اور وہ بولے تیرے خادم بارہ بھائی ہیں ایک باپ کی اولاد کنعان میں اور سب سے چھوٹا آج باپ کے پاس ہے اور ایک نہیں ہے اور یوسف اُنہے کہنے لگا اسی سے تو کہتا ہوں کہ تم مخبر ہو اب تمہارا امتحان لیا جائیگا فرعون کی جان کی قسم تم یہاں سے جانے نہ پاؤ گے جب تک اپنے چھوٹے بھائی کو یہاں نہ لاؤ۔ ایک تم میں سے جاسے اور اپنے بھائی کو</p>

قرآن	توریت
<p>بھرا آئین پھر جب وہ لوٹ کر باپ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے بااغلہ کا لانا ہمارے لیے بند ہو گیا ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج ہم غلہ لائیں اور ہم اسکے گنہگار بنیں۔ باپ نے کہا کیا میں اس پر بھی بھرا آئینا بھیجوں کروں جیسا پہلے اسکے بھائی کے بارہ میں کیا تھا اللہ بہتر گنہگار ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ انکی پونجی وہی ہے جو لوٹا دی گئی ہے تب کہنے لگے بابا ہمیں اور کیا چاہیے یہ پونجی بھی ہے جو ہم کو بھیر دی گئی ہے اور اپنے گھر والوں کے لیے غلہ لائینگے اور اپنے بھائی کی خبر داری کریں گے اور ایک اونٹ بھر غلہ اور لائینگے ابکی جولائے میں وہ تھوڑا سا ہے</p>	<p>لائے باقی تم سب قید رہو گے تاکہ تمہارا قول صحیح ثابت ہو ورنہ فرعون کی جان کی قسم تم بھسرو ہو۔ اور تین دن تک انہیں قید رکھا اور تیسرے دن یوسف کہنے لگا تم ایسا کرو اور زندہ رہو کیونکہ مجھے خون خدا ہے اگر تم سچے ہو تو ایک کو قید میں چھوڑ جاؤ اور قحط کے لیے اپنے گھر دن میں غلہ لیجاؤ لیکن اپنے چھوٹے بھائی کو لاؤ تاکہ تمہاری بات سچ نکلے اور تم مارے نہ جاؤ اور انہوں نے ایسا ہی کیا اور ہر ایک اپنے بھائی سے کہنے لگا حقیقت میں اپنے بھائی کے معاملہ میں ہم گنہگار ہیں کیونکہ وہ ہم سے عاجزی کرتا تھا مگر ہم نے اس کی مصیبت کا خیال نہ کیا اس لیے ہم پر یہ وبال پڑا اور روین کہنے لگا میں نے نہیں کہا تھا کہ لڑکے پر ظلم نہ کرو مگر تم نے نہ سنا اب دیکھو اس کا خون بدلہ لیتا ہے اور وہ نہ جانتے تھے کہ یوسف یہ سب سمجھ رہا ہے کیونکہ ترجان بیچ میں تھا اور یوسف اُدھر سے ہٹ آیا اور رونے لگا اور پھر واپس آکر ان سے بات کرنے لگا اور شیعوں کو بے کراں کے سامنے بندھوا دیا تب اس نے حکم دیا کہ انکے برتنوں میں غلہ بھر دو اور ہر ایک کی پونجی برسے میں رکھ دو اور انہیں زادراہ دو اور اس طرح اسنے انکے ساتھ برتاؤ کیا۔ اور وہ گدھوں پر</p>

قرآن	توریت
<p>باپ نے کہا میں تو ہرگز اُس کو تھارے ساتھ بھیجے والا نہیں جب تک تم خدا کی قسم کھا کر مجھے عہد نہ کرو کہ تم ضرور لیکر اُسکو میرے پاس آؤ گے ہاں اگر تم سب بھڑ جاؤ (مبتلا سے آفت ہو جاؤ) تو اور بات ہے جب انھوں نے یہ عہد کر لیا تو باپ نے کہا ہم جو کہہ رہے ہیں اللہ اس پر گواہ ہے۔ اور کہنے لگا میرے بیٹو! ایک ہی دروازے سے سب نہ جانا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہو تاؤ میں اللہ کے حکم کو تم سے فرما بھی ٹال نہیں سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو سزا بھروسہ چاہیے اور جب وہ مصر میں اُس طرح جیسے باپ نے کہا تھا داخل ہوئے تو اللہ کے سامنے یہ تدبیر کچھ کام نہ آئی وہ تو یعقوب</p>	<p>غلہ لا کر روانہ ہوئے اور جب ایک نے بورا کھول کر گدھے کو سراسے میں چارہ دینا چاہا تو اُسے اپنا روپیہ نظر آیا کیونکہ وہ بورے کے منہ میں تھا اور اُس نے بھائیوں سے کہا میرے دام تو میرے بورے میں موجود ہیں اور ان کے دل ڈوب گئے اور وہ ڈر گئے اور ہر ایک بھائی کہنے لگا خدا نے ہمارے ساتھ یہ کیا کیا اور وہ یعقوب کے پاس کنعان میں آئے اور سرگزشت سنائی اور یعقوب کہنے لگا تم نے مجھے میرے بیٹوں سے جدا کیا نہ بوسے نہ شمعوں اور بنیامین کو لیجاؤ گے یہ سب میرے خلاف ہے اور رد بن کہنے لگا بابا میرے دو لڑکوں کو مار ڈالنا اگر میں اُسکو واپس نہ لاؤں اور تیرے سپرد نہ کروں اور یعقوب کہنے لگا میرا بیٹا تمہارے ساتھ نہیں جائیگا کیونکہ اُسکا بھائی مرچکا اور وہ اکیلا ہے اگر اس پر جان تم لیے جاتے ہو کوئی آفت آئے تو اس غم میں میرے سفید بالوں کو قبر میں پہنچا دو گے اور قحط کا ملک میں زور ہوا اور ایسا ہوا کہ جب وہ غلہ جو مصر سے لائے تھے کھا چکے تب باپ نے ان سے کہا ہمارے لیے اب اور غلا لاؤ اور یہودا کہنے لگا اُس شخص نے صاف کہہ دیا تھا کہ جب تک اپنے بھائی کو نہ لاؤ گے مجھ سے مل نہیں سکتے اگر بھائی کو ہمارے ساتھ کر دے</p>

توریت

ستران

تو ہم غلہ لائیں کیونکہ وہ شخص کہہ چکا ہے کہ بغیر اپنے بھائی کے لائے ہوئے تم مجھ سے مل نہیں سکتے۔ اور اسرائیل کہنے لگا تم نے میرے ساتھ کیسی بُرائی کی کہ اُس سے کہہ دیا کہ ایک بھائی اور بھی ہے اور وہ بوسے اس شخص نے ہمارے عزیزوں کا حال پوچھا اور کہنے لگا کیا تمہارا باپ زندہ ہے کیا کوئی اور بھائی بھی ہے اور ہم نے اُسکے عنوان کلام کے مطابق جواب دیا مگر یہ خبر نہ تھی کہ وہ بھائی کو بلا بھیجے گا اور یہ وہ باپ سے کہنے لگا لڑکے کو میرے ساتھ کر دو تاکہ ہم جائیں اور زندہ رہ سکیں اور ہم سب اور تو اور بال بچے موت سے بچ جائیں میں عناصرن ہوتا ہوں میرے ہاتھوں اُسے لینا اگر میں اُسے تیرے پاس لاؤں تو سارا الزام مجھ پر ہے کیونکہ ہم یہاں ٹھہرے رہے نہیں تو اب تک دو مرتبہ ہو آئے ہوتے اور اسرائیل اُنکے باپ نے کہا اگر ایسا ہے تو اپنے بریتوں میں اس شخص کے لیے میوہ بھر لو کچھ خوشبو اور شہ بھی بھالو مگر کی اخروٹ اور بادام بھی اور دونا روپیہ۔ وہ روپیہ بھی جو تمہارے بوردن میں واپس ملا اسے بھی لیجا دشا ید غلطی ہوئی ہو بھائی کو بھی لیجا د اور روانہ ہو اور خیلے تاکہ اس شخص کو تم پر مہربان کرے کہ وہ تمہارے دوسرے بھائی کو

کے دل کی ایک آرزو تھی جو پوری کرنی اور بے شک یعقوب کو جو ہم نے سکھایا تھا وہ اُسکو جانتا تھا لیکن اکثر آدمی یہ نہیں جانتے اور جب وہ یوسف پاس پہنچے تو اُس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس لے لیا اور کہا میں تیرا (سگا) بھائی ہوں پس تو غم نہ کر جو یہ کرتے رہے۔ پھر جب یوسف نے اُن کا سامان سفر تیار کر دیا تو پانی پینے کا پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں رکھوا دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا قافلے والو! تم بیشک چور ہو ان لوگوں نے پکارنے والوں کی طرف رخ کیا اور پوچھا کیوں کیا چیز تمہاری گم ہے وہ بوسے ہم کو بادشاہ کا پیالہ نہیں ملتا اور جو شخص اس کو لے کر آئے اُسکو ایک وزٹ بھر غلہ ملے گا اور میں اسکا ضامن ہوں یوسف کے بھائی کہنے لگے تم تو

ترجمہ قرآن	ترجمہ تورات
<p>جان چکے ہو ہم اس لیے نہیں آئے ہیں کہ ملک میں فساد مچائیں اور نہ ہم چاہیں۔ وہ کہنے لگے بھلا اگر تم جھوٹے نیکے (جو رب) کی کیا سزا ہے وہ بولے اُس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان سے نیکے وہی شخص اُس کے بدلے دیا جائے (غلام ہو جائے) ہم ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں پھر اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے دوسروں کی خرجیاں دیکھنا شروع کیں پھر وہ پیالہ اپنے بھائی کی خرجی سے نکلوا یا ہم نے اس طرح یوسف کو تدبیر بتائی وہ بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے اپنے بھائی کو رکھ نہیں سکتا تھا مگر یہ کہ اللہ چاہتا ہے ہم جس کو چاہتے ہیں اسکو بلند و بالا دیتے ہیں اور ہر ایک ذی علم سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔ وہ کہنے لگے اس نے چوری کی</p>	<p>اور بنیامین کو بھیج دے ورنہ اگر بیٹوں کی جدائی ہے تو خیر۔ اور انھوں نے تحائف اور دو ناروپیہ اور بنیامین کو ہمراہ لیا اور مصر پہنچ کر یوسف کے سامنے حاضر ہوئے اور یوسف نے بنیامین کو دیکھا اور اپنے کارندہ سے کہا ان گھر میں لاؤ اور ذبیحہ تیار رکھو یہ سب میرے ساتھ دوپہر کو کھانا کھائیں گے اور وہ مختار کے پاس آئے وہ ان سے دروازے پر ملا وہ بولے جناب جب پہلے غلہ خریدنے آئے تو ایسا ہوا کہ جب سراسر ہم نے بورے کھولے تو ہم سبکی پوری رستم بورے میں نکلی اب ہم اُسے واپس لائے اور دوسری رقم بھی خرید غلہ کے واسطے ہم لائے ہم نہیں جانتے کہ اس نے ہمارا روپیہ بورے میں رکھ دیا اور وہ کہنے لگا تم پر سلامتی ہو ورنہ نہیں تمہارے خدا اور تمہارے باپ کے خدا نے تمہارے بوروں میں خزانہ دیا۔ تمہارا روپیہ مجھے پہنچا اور وہ شمعوں کو نکال لایا اور سب کو یوسف کے گھر لایا پاون دھونیکو پانی دیا اور گدھوں کو چارہ۔ اور انھوں نے تحائف تیار کیے کیونکہ انھوں نے سنا تھا کہ دوپہر کو ساتھ کھانا ہو گا اور یوسف گھر میں آیا وہ تحائف لائے اور تعظیم کو زمین پر جھکے اُسے خیر و عافیت پہنچی اور کہا تمہارا بڑا باپ جس کا تم نے ذکر کیا اچھا ہے اور ابھی زندہ ہے اور وہ بولے تیرے خادم ہمارے باپ کی صحت اچھی ہے اور وہ زندہ ہے اور انھوں نے</p>

قرآن	توریت
<p>تو کیا اس کے بھائی (یوسف) نے بھی پہلے چوری کی تھی یوسف نے اس کو شکر اپنے دل میں بات رکھی اور انہر ظاہر نہونے دیا یہ قول کہ تم تو اپنی جگہ بدتر ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ بھائی کہنے لگے اے عزیز اس کا ایک بوڑھا باپ ہے تو اس کے عوض ہم میں سے کسی کو رکھ لے ہم تجھے احسان کرنے والا باتے ہیں یوسف نے کہا خدا کی پناہ کہ ہم کسی کو (ناحق) پکڑ کر نہیں مگر جس کے پاس ہماری چیز نکلی ایسا کریں تو ہم ظالم ٹھہریں۔ پھر جب اسکی رہائی سے ناامیدی ہوئی تو بڑا بھائی کہنے لگا تم نہیں جانتے</p>	<p>سرمجھا کر تعظیم کی اور اس نے سر اٹھا کر اپنے مان کے بیٹے بنیامن کو دیکھا اور کہا یہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے جس کا ذکر کرتے تھے اور پھر کہنے لگا بنیامن پر خدا کی رحمت ہو اور یوسف جلدی اٹھا کیونکہ بھائی کو دیکھ کر اسکا دل اُٹنڈا آیا اور وہ چلا کہ کہاں آنسو گراؤں اور وہ اپنے کمرے میں گیا اور رونے لگا اور پھر منہ دھو کر باہر آیا اور خود کو سنبھال کر کہنے لگا کھانا لاؤ اور وہ سب الگ الگ بیٹھے اور مصری بھی الگ الگ بیٹھے کیونکہ یہودی اور مصری ساتھ کھانا نہیں کھاتے کیونکہ مصریوں کو چھوت کا خیال ہے اور یوسف نے مختار سے کہا ان کے بورے غذا سے بھر دو جہد رلیجا کہیں اور سب کا روپیہ بوروں میں رکھ دو اور میرا جاندی کا پیالہ چھوٹے بھائی کے بورے میں مع اس کے روپیہ کے اور اسنے یوسف کے حکم کی تعمیل کی اور نور کے ٹرکے وہ اپنے گدھے لیکر روانہ ہوئے اور وہ شہر سے دور نہیں گئے تھے کہ یوسف نے مختار سے کہا ان کے پیچھے جاؤ اور جب وہ ملین تو کہنا کہ تم نے نیکی کا بدلہ بدی کیوں دیا کیا یہ وہ پیالہ نہیں ہے جس میں میرا مالک پانی پیتا ہے اور احکام نجوم دیکھتا ہے تم نے یہ بڑا کیا اور وہ پیچھے چلا اور اسے یہ سب کہا اور وہ بولے حضور ایسا کیوں فرماتے ہیں ہم خادموں سے یہ بہت بعید ہے کہ ایسا فعل کریں دیکھو وہ روپیہ جو ہمارے</p>

توریت	قرآن
<p>بورون میں ملا ہم پھر کنعان سے واپس لائے ہم کیونکہ تیرے مالک کے یہاں سے چاندی یا سونا چرائے جائیں گے جس کے پاس مٹھے اُس کو مار ڈالو اور ہم سب غلام بن جائیں گے اور اُس نے کہا اچھا یہی سہی جس کے پاس مٹھے وہ غلام بنایا جا اور باقی چھوڑ دیے جائیں اور ہر ایک جلدی جلدی اپنا پورا اُتارنے لگا اور اُس نے تلاش شروع کی بُرے سے ابتدا کر کے چھوٹے تک اور بنیامین کے بورے میں پہنچا مکلا تب انھوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور گدھوں پر لا کر شہر آئے اور یہودہ اور بھائی یوسف کے گھر آئے کیونکہ وہ اب تک وہاں تھا اور وہ سجدے میں گر پڑے اور یوسف نے کہا تم نے یہ کیا کیا کیا تم نہیں جانتے تھے کہ مجھ ایسا شخص پہنچے بات جان لے گا اور یہودہ کہنے لگا حضور ہم کیا کریں کیا بولیں کیونکہ صفائی کریں خدا نے تیرے خادموں کا گناہ ظاہر کر دیا ہم حضور کے غلام ہیں وہ بھی جس کے پاس پیالہ مکلا اور ہم بھی۔ وہ کہنے لگا مجھ سے یہ نہ ہو گا کہ بجز اُس کے جس کے پاس پیالہ نکلا اُس کو غلام بناؤں باقی تم سب سلاستی کے ساتھ باپ کے پاس جاؤ تب یہودہ قریب آکر کہنے لگا اے خداوند اپنے خادم کو ایک بات کان میں کہنے دیجیے اور خفا نہو جیے کیونکہ آپ تو بچائے فرعون کے ہیں حضور نے خادم سے پوچھا تھا کہ تمہارے باپ اور کوئی بھائی ہیں اور ہم نے</p>	<p>کہ تمہارے باپ نے تم سے قسم دیکر کہا اقرار لیا تھا اور پہلے تم یوسف کے باب میں ایک قصور کر چکے ہو تو میں جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا اللہ کوئی اور تدبیر نکالے یہاں سے ہل نہیں سکتا اور اللہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے تم باپ کے پاس لوٹ جاؤ اور کو با با تیرے بیٹے نے چوری کی اور پہننے تو اس پر وہی گواہی دی جو ہم نے یقین کیا اور ہم کو غیب کی کیا خبر تھی اور اس بستی والوں سے پوچھ لے جہاں ہم تھے اور اس قافلہ والوں سے جہاں ہم آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ اُس نے کہا بلکہ تمہارے دولن نے ایک بات بنائی ہے پس صبر بہتر ہے امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لائے گا بیشک</p>

قرآن	توریت
<p>وہ جاننے والا حکمت والا ہے اور پھر منہ پھیر کر کہنے لگا ہاے یوسف اور غم سے اسکی آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ درہ سے بھرا تھا۔ وہ کہنے لگے بخدا تو ہمیشہ یوسف کو یاد کرتا رہے یہاں تک کہ تو گھل گھل کر تباہ ہو جائے یا فنا ہو جائے۔ اسنے کہا میں تو شکایت غم و درد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور میں اللہ سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف کی خبر لگاؤ اور اسکے بھائی کی بھی اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہو بیشک اسکی رحمت سے وہی ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں پھر جب وہ یوسف کے پاس آئے تو کہنے لگے اے عزیز اے میرا اور ہمارے گھر والوں پر مصیبت بھٹ پڑی ہے اور ہم تھوڑی سی پونجی</p>	<p>کہا ایک بوڑھا باپ ہے اور ایک بوڑھا بے کی اولاد چھوٹا لڑکا جسکا بھائی مر گیا ہے اور مان کا وہی ایک لڑکا ہے اور باپ اُسے بہت چاہتا ہے اور آپ نے ہم خادموں سے کہا اُس بھائی کو لاؤ کہ میں دیکھوں اور ہم نے کہا خداوند وہ باپ سے جدا ہو گا تو باپ اسکی یاد میں مرجائے گا اور آپ نے خادموں سے کہا جب تک اُس کو نہ لاؤ گے مجھ سے مل نہیں سکتے اور ایسا ہوا کہ ہم نے باپ سے جا کر یہی کہا اور باپ نے کہا جاؤ اور غذا خرید لاؤ اور ہم نے کہا اگر بھائی ساتھ نہ ہو گا تو ہم نہیں جا سکتے اور اُس شخص کی صورت دیکھ نہیں سکتے اور آپ کے خادم ہمارے باپ نے کہا تم جانتے ہو کہ میری بیوی کے دو بیٹے ہوئے ایک مجھ سے جدا ہو گیا اور میں نے کہا بیشک وہ پارہ پارہ ہو گیا اور جب سے پھر وہ مجھ سے نہ ملا اب اگر اسکو بھی بے گئے اور کوئی مصیبت اسپر پڑی تو اس غم میں تم میرے سفید بالوں کو قبر میں پہنچا دو گے اسلئے اگر میں آپ کے خادم اپنے باپ کے پاس گیا اور لڑکا ساتھ نہو گا چونکہ اُس کی زندگی اس سے وابستہ ہے اس لیے اسکو ساتھ نہ دیکھ کر وہ مرجائے گا اور ہم خادموں کے باعث باپ کے سفید بال اس غم میں قبر میں پہنچا دیں گے۔ کیونکہ آپ کا خادم ضامن ہے اور باپ سے کہہ کر آیا ہے کہ اگر لڑکا ساتھ نہ آئے تو سارا الزام</p>

توریت

قرآن

میرے سرے۔ اسلئے لڑکے کے عوض براہ کرم مجھے غلام بنالیجیے اور بھائیوں کے ساتھ لڑکے کو جانے دیجیے کیونکہ باپ کے پاس میں کیسے جاؤں جبکہ لڑکا ساتھ نہیں کہیں ایسا نہ کہ میری باپ پر آفت آجائے تب یوسف ان سب کے سامنے ضبط نہ کر سکا اور اسنے چلا کر کہا میرے پاس سے سب ہٹ جائیں اور جب سب ہٹ گئے تو یوسف نے خود کو بھائیوں پر ظاہر کیا اور رونے میں اُسکی آواز بلند ہوئی مصر میں نے سنی اور فرعون کے گھر تک پہنچی۔ اور یوسف بھائیوں سے کہنے لگا میں یوسف ہوں کیا میرا باپ اب تک زندہ ہے اور بھائی چُپ ہیں کہ اُسکے سامنے کیا کہیں اور یوسف بھائیوں سے کہنے لگا میں التجا کرتا ہوں تم میرے قریب آؤ اور وہ قریب آئے اور وہ کہنے لگا میں وہ یوسف ہوں جسے تم نے مصر میں بیچا اس لیے اب غم نہ کرو اور نہ غصہ ہو کہ تم نے مجھے یہاں بیچ ڈالا کیونکہ خدا نے مجھے جان بچانے کے واسطے یہاں تم سے پہلے بھیجا یا دو برس سے قحط پڑا ہوا ہے اور ابھی پانچ برس اور باقی ہیں کہ نہ ٹھیکتی ہوگی نہ فصل کٹے گی اور خدا نے تم سے پہلے مجھے یہاں بھیجا کہ تم زمین پر رہاؤ اور ایک بڑے نجات کے ذریعہ سے تم کو زندہ رکھے اس لیے تم نے مجھے یہاں نہیں بھیجا بلکہ خدا نے اور اُس نے مجھے گویا فرعون کا باپ بنایا اور اسکے سارے گھر کا مالک اور سارے ملک مصر کا حاکم۔ جلدی کرو اور باپ کے پاس جاؤ اور کو تیرا بیٹا یوسف یون کہتا ہے خدا نے مجھے مصر کا حاکم کیا اب یہاں آؤ اور دیر نہ کرو۔

لیکر آئے ہیں تو ہم کو پوری ناپ غلہ دلوا دے اور ہم کو خیرات دے ان خیرات کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔ اُسنے کہا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور اسکے بھائی کے ساتھ نادانی میں کیا کیا وہ کہنے لگے کیا تو ہی یوسف ہے یوسف نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور میرا بھائی اُس نے ہم پر احسان کیا جو پرہیزگاری اور صبر کرنے تو بیشک اللہ نیکون کا اجر ضائع نہیں کرتا وہ بولے بخدا اللہ نے تمہکو ہم پر بزرگی دی اور ہم خطا وار تھے یوسف نے کہا آج تم پر الزام نہیں ہے اللہ کو بخشہ اور وہ بے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ میرا کرتہ لیجاؤ اور اسکو باپ کے منہ پر ڈال دو بیٹا ہو کر آئیگا اور اپنے سب گھروالوں کو میرے پاس لگاؤ۔

توریت میں قصہ یہاں نہایت موثر اور دلچسپ ہے۔ حضرت یوسف کا بھائیوں کو مخبری کے الزام کے بیچ میں لا کر اپنے حقیقی بھائی بنیامین کو بلوانا۔ بھائیوں کا اس نئی مصیبت کو اپنے سابقہ اعمال کی منہا جھکے متغیر ہونا حضرت یوسف کا انھیں پریشان دیکھ کر پوشیدہ آنسو بہانا۔ بھائیوں کا واپس آ کر باپ سے صورت واقعہ بیان کرنا اور پونجی کا خرجیون میں موجود پاکر ڈر جانا۔ حضرت یعقوب کا پہلے صاف انکار کرنا لیکن پھر قوط کی سختی سے مجبور ہو کر بنیامین کو تحفہ تحائف کے ساتھ انکے ہمراہ کر دینا اور پھر خدا سے دعا کرنا بھائیوں کا مصر پہنچنا حضرت یوسف کا باپ کی خیریت پوچھنا پھر بنیامین کو دیکھ کر فرط محبت سے بغیر رہ کر اٹھ جانا اور اپنے خاص کمرے میں دل کی بھڑاس نکالنا پھر منہ دھو کر باہر آنا اور دعوت کرنا پھر حسن ترکیب سے پیالہ کے معاملہ میں بھائیوں کو مجبور و عاجز کر دینا اور بنیامین کو اپنے پاس رکھ لینا لیکن یہ وہ کاموثر تقریر سے آپ کو متیاب کر دینا اور آپ کا غیر دن کو ہٹا کر ترجیح کر رونا اور خود کو ظاہر کر دینا بھائیوں کا مہوت ہوجانا لیکن آپ کا تسلی و تشفی دینا پھر باپ کو مع پورے قبیلہ کے بلوا بھیجنا غرض کہ یہ تمام امور نہایت موثر اور عمدہ پیرایہ میں ادا ہوئے ہیں قرآن نے بھی اس مضمون کو لیا لیکن دیکھو کہ محض جذبات برائیختہ کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علم النفس کے دقائق کی رعایت ملحوظ رکھی ہے اور پلاٹ کو اپنے حسن اسلوب سے گہرا کر دیا ہے۔ اس کی تفصیل پر غور کرو:-

حضرت یوسف اپنے حقیقی بھائی بنیامین کو بلوانا چاہتے ہیں اسکے لیے توریت میں بھائی مخبری کے بیچ میں لائے جاتے ہیں پھر پونجی بھی خرجیون میں چھپائی جاتی ہے تاکہ ڈر کر واپس آئیں اب قرآن میں دیکھو حضرت یوسف نرمی سے پیش آتے ہیں تاکہ بھائی بھڑک نہ جائیں پھر پونجی بھی خرجیون میں رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں کہ بڑا سخی و اتا ہے اور اس لیے خوش ہو کر دوبارہ آئیں اور بھائی کو ساتھ لائیں۔ بیشک خوف و بیم کے مقابلہ میں امید و رجاء کو استعمال کرنا علم النفس کا دقیق نکتہ ہے۔

توریت میں بنیامن کو بھائیوں کے ساتھ دیکھ کر حضرت یوسف فرط محبت سے عین ہو کر پوشیدہ آنسو بہاتے ہیں لیکن پھر جب پیالہ انکی خرابی میں چھپا دیتے ہیں تو چونکہ خود کو بنیامن پر ظاہر نہیں کیا تھا اور وہ اس کارروائی سے ناداقت ہے اسلئے بھائیوں کے ساتھ وہ بچارہ بھی غلامی کی نئی مصیبت میں پھنس جانے پریشان ہے۔ اب دیکھو قرآن میں حضرت یعقوب کے ارشاد کے مطابق بھائی الگ الگ دروازوں سے داخل ہوتے ہیں حضرت یوسف بنیامن کو اپنے پاس اتارتے ہیں اور خود کو اس پر ظاہر کر کے تسلی دیتے ہیں اس طرح پیالہ کی چوری کے معاملہ میں جب سب بھائی حیران و پریشان ہیں تو بنیامن مطمئن ہے اور خواہ مخواہ اور بھائیوں کے ساتھ تردد کی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا۔

پیالہ کے قصہ کے بعد توریت میں حضرت یوسف یہودہ کی تقریر سن کر بیتاب ہو جاتے ہیں اور خود کو ظاہر کر دیتے ہیں قرآن نے اس کا پلاٹ اور گہرا کر دیا۔ یہودہ اپنی کوشش میں ناکام رہ کر خود ٹھہر جاتا ہے اور بھائیوں کو باپ کے پاس بنیامن کی چوری اور گرفتاری کا حال کہنے بھیجتا ہے حضرت یعقوب یہ سن کر تڑپ جاتے ہیں اور اگرچہ انکو اسکا یقین نہیں آتا لیکن یوسف کا غم تازہ ہو جانے سے فرط الم میں منہ پھیر کر بیٹا بانہ فرماتے ہیں یا اسغنیٰ علیٰ یوسف بیٹے یہ حالت دیکھ کر تسلی دیتے ہیں کہ کب تک یہ غم رہیگا اپنے آپکو کیوں ہلاک کرتے ہو۔ آپ تو راستہ عمل کر جواب دیتے ہیں کہ میں تو اپنے خدا سے درددل کرتا ہوں اس طور سے قرآن نے اس باریک نکتہ کو سمجھانا کہ دوسرے غم میں تڑپ جانا اتفاقاً ہے بشرط ہے اور مقام تسلیم کا منافی نہیں ہے ہاں خدا کے سوا غیر کے سامنے دیکھنا اور ہونا اور بین کرنا زیبا نہیں۔ اب اس کے بعد باوجودیکہ غم و الم کی انتہا ہو چکی حضرت یعقوب رحمت الہی کے اس پختہ عقیدہ کے جوش میں جو بنی اسرائیل کی تاریخ میں ایک حیرت انگیز جذبہ ہے اور جس نے حوادث اور مصائب میں ان کے بزرگوں کو ہمیشہ نبھالا فرماتے ہیں لا ینالسون روحہ اللہ آپکو یقین ہو جاتا ہے کہ خداوند یہودہ ان کے ساتھ اس قدر سختی نہ کرے گا ضرور یوسف زندہ ہیں اسلئے یوسف اور بنیامن کے واسطے

بیٹوں کو پھر بھیجے ہیں بھائی جب مصر پہنچتے ہیں تو ایسے پر درد الفاظ میں حضرت یوسف سے خطاب کرتے ہیں کہ آپ بیتاب ہو کر خود کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ توریت میں بنیامین کو بیٹوں کے ہمراہ مصر بھیجتے وقت حضرت یعقوب کی زبان سے یہ فقرہ نکل جاتا ہے کہ ”خدا سے قدیر اس شخص کے سامنے پیر جم کرے کہ تمہارے دوسرے بھائی (یوسف کو) اور بنیامین کو واپس بھیجے“ حالانکہ قصہ کی ابتدا میں خون آلود قید دیکھ کر خود حضرت یعقوب نے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑ یا کھا گیا اس لیے توریت کا یہ فقرہ کچھ معنی سا ہو گیا ہے کیونکہ یوسف کے زندہ باقی رہنے کا کوئی قرینہ نہیں ہے بخلاف اس کے قرآن نے قصہ کی ابتدا میں بتا دیا تھا کہ یعقوب نے بیٹوں کی بات کا یقین نہیں کیا کہ یوسف کو بھیڑ یا کھا گیا بلکہ خیال تھا کہ وہ زندہ ہے اگرچہ غائب ہے اس طور سے قرینہ قائم ہو گیا جو اس موقع پر کام آیا۔

حضرت یوسف بنیامین کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں توریت میں پیرالہ بنیامین کی خرجی میں چھپا دیا جاتا ہے لیکن اسکے بعد پونجی بھی خرجیوں میں چھپا دجاتی ہے اول مرتبہ جب پونجی بھائیوں نے خرجیوں میں دیکھی تو ڈر گئے تھے اور حضرت یعقوب کی ہدایت کے موافق واپس کرنے آئے تھے اب دوبارہ پھر پیرالہ کے ساتھ پونجی خرجیوں سے نکلی تو وہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارے ساتھ فریب کیا گیا جس نے پونجی چھپا دی اسی نے پیرالہ بھی چھپا یا اب دیکھو قرآن میں صرف پیرالہ بنیامین کی خرجی میں چھپا دیا جاتا ہے پونجی دوبارہ خرجیوں میں نہیں چھپاتے تاکہ کسی عذر کی گنجائش باقی نہ رہے۔

توریت	سُورَان
وليشحات احيو ويلكوويا مرالهم الترجزو بلارك ويعلومعصريريويا وارص كنعن يعقوب لاجد رجو يوسف لولا ان تفندون	ولما فصلت العير قال ابوهم افى لاجد رجو يوسف لولا ان تفندون

توریت	قرآن
<p>ایہمرو مجب و لولا مرعود یوسف حی وکی هو امثل بکل ارض مصریو وینفج لبوکی لاہامیم لهم وید بروالیوات کل دبری یوسف اشردیرالهم ویرات هعجلوت اشرشلم یوسف لثات اتوونجی روح یعقب ایہمرو یا مریشال اب عود یوسف بنی حی الک وارانو بطرم اموت۔</p>	<p>قالوات لله انک لفی من ملک القدیر فلما ان جاء البشیرا القہ علی وجہہ فارتد بصیرا قال الماقل لکوانی اعلو من اللہ مالا تعلمون۔ قالوا یا بان استغفر لنا ذنوبنا انا کنا خاطئین۔ قال سوف استغفر لکم رب انہ هو الغفور الرحیم۔ فلما دخلوا علی یوسف</p>
<p>ولیسہ لیشال وکل اشرو ویا بارہ شبر ویزح زحیم لاہی ایو یعصق ویا مرالہیم لیشال ہلات ہلیلہ ویا مر یعقب یعقب ویا مر ہننی ویا مر انکی مال الہی ابیک الیترامروہ مصریہ کے یجی کجدول اشیک شم انکی ارد عمک مصریہ ورنکی اعلک جوعلہ یوسف یثیت ید والعینک وبقمر یعقب مبار شبع ویشا وبنی لیشال ات یعقب ایہم وات طفر وات نشیہم یعجلوت اشرشلم فرعہ لثات اتو وبقموات مقنیہم وات رککوشم اشرو کشو بارص کنعن ویا د مصریہ یعقب وکل زرعواتو نبیو وبنی نبیو اتو نبیو وبنیو بنیو وکل زرعو ہبیا اتو مصریہ۔</p>	<p>او ای الیہ ابویہ وقال دخلوا مصر ان شاء اللہ آمین۔ و رفعہ ابویہ علی العرش وخرروا لہ سجدا وقال یا بت ہذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلہا ربی حقاً وقد احسن بی اذا خرجنی من السجن وجاء بکم من البدو من بعد ان نزع الشیطان بینی و بین اخوتی ان ربی لطیف لما یشاء انہ هو العلیم الحکیم۔ رب قد اتیتنی من الملك وعلمتنی من تاویل</p>
<p>وات یہودہ شلم لفتیوال یوسف لہورت لفتیو جشیہ ویا وارصہ جشن ویا سر یوسف مرکبتو</p>	

توریت	قرآن
<p>ويعمل لقارات يشرال ابوجشنه ديرا اليو يوفل عل صوار يو ديبك عل صوار يو عود ويا مر لشرال اليوسف اموته هفعم احرى را ولى ات فنيك كى عودك حى۔</p>	<p>الاحاديث فاطر السموات والارض انت ولي فى الدنيس والاخرة۔ توفنى مسلما والحقنى بالصلحين۔</p>
ترجمہ	ترجمہ
<p>پس بنیامن اور اس کے بھائی روانہ ہوئے اور یوسف نے اُس نے کہا راستہ میں ایک دوسرے پر خفا نہونا اور وہ ہر سے روانہ ہو کر کینان پہنچے اور اپنے باپ یعقوب سے ملے اور کہنے لگے یوسف اب تک زندہ ہے اور سارے ملک مصر کا حاکم ہے اور یعقوب کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ اُس کو یقین نہ آیا اور انھوں نے یوسف کی سب باتیں بیان کیں جو اُس نے کسی تھیں اور جب اُس نے وہ گاڑیاں دیکھیں جو یوسف نے لانے کے واسطے بھیجی تھیں تو اُن کے باپ یعقوب کا دل باغ باغ ہو گیا اور اسرائیل کہنے لگا بس کافی ہے میرا بیٹا یوسف ابھی زندہ ہے میں جاؤں گا اور اُسے دیکھوں گا قبل اسکے کہ مجھے موت آئے۔ اور اسرائیل سامان لیکر سفر کو نکلا اور بیرج پہنچا اور اپنے باپ اسحق کے خدا کے نام پر قربانی کی اور خدا نے شب کو رو یا میں اُس سے کلام کیا اور کہا یعقوب! او یعقوب! اور اس نے جواب دیا لبیک اور خدا کہنے لگا میں خدا ہوں</p>	<p>اور جب قافلہ مصر سے نکلا تو اُس کے باپ نے کہا میں خوشبو یوسف کی سوٹھ رہا ہوں اگر تم یہ نہ کہو کہ میں سٹھیا گیا ہوں۔ وہ بولے بخدا تو اپنی اُسی قبرانی دھن میں ہے پھر جب خوشخبری دینے والا پہنچا تو کترتا اسکے منہ پر ڈال دیا تو جس طرح پہلے دیکھتا تھا دیکھنے لگا۔ کہنے لگا کیون میں نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جسکو تم نہیں جانتے وہ کہنے لگے اے باپ ہمارے گناہ بخشو بیشک ہم گنہگار تھے اُس نے کہا ہاں میں تمہارے لیے اپنے رب سے بخشش چاہوں گا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب یوسف سے ملے</p>

توریت	توریت
<p>تو اُس نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہنے لگا خدا چاہے تو اب مصر میں بے کھٹکے اُٹل جو اور یوسف نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب اُس کے لیے سیرے میں جھک پڑے اور اُس نے کہا اے باپ جو خواب میں نے پہلے دیکھا تھا اُسکی یہ تعبیر ہے اللہ نے اسکو سچ کر دکھایا اور مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھ کو قید خانہ سے نکالا اور تم کو سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا یا۔ بے شک میرا پروردگار وہی جاننے والا ہے حکمت والا خداوند اُنہوں نے مجھے ملک میں سے دیا اور تعبیر خواب بھی سکھائی اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو میرا دالی ہے دنیا اور آخرت میں۔ مجھ کو اپنا تابعدار رکھ کر دنیا سے اُٹھالے اور نیک بندوں سے مجھے ملا دے۔</p>	<p>تیسرے باب کا خلاصہ جاتے ہوئے کچھ خوف نہ کر کیونکہ میں تجھ سے ایک بڑی قوم کا لونگام میں تیرے ساتھ مصر چلتا ہوں اور میں تجھے پھر واپس لاؤنگا اور یوسف تیری آنکھوں پر ہاتھ رکھے گا۔ اور یعقوب پر شیع سے اٹھا اور بنی اسرائیل کو لے لے گا یعقوب ان کا باپ اُن کے بچے اور بیویاں ان کا ڈیون میں جو فرعون نے لینے بھیجے تھیں مع اُس ملل کے جو کنعان سے لائے اور طرح یعقوب اور اُسکی ساری اولاد مصر پہنچی جہاں اُس کے لڑکے پوتے بیٹیاں۔ نواسیان۔ اور پورا قبیلہ مصر پہنچا اور اُس نے یوہ کو یوسف کے پاس آگے بھیجا کہ اُس کا رخ سرزمینِ جشن کی طرف کر دے اور وہ جشن پہنچے اور یوسف گاڈی پر سوار ہو کر اپنے باپ اسرائیل کے جشن میں پیشوائی کو آیا اور سامنے آکر گئے ملکر رونے لگا کچھ دیر تک۔ اور اسرائیل یوسف سے کہنے لگا اب مجھے مر جانے دے میں نے تیری صورت دیکھ لی تو اب تک زندہ ہے۔</p>

توریت میں حضرت یوسف کا پیغام سنکر حضرت یعقوب خوش خوش روانہ ہوتے ہیں اور سارے قبیلہ والوں کو جن کے نام فردا فردا توریت نے گنوائے ہیں اور جن کو ہم نے

بخیاں طوالت میں درجہ سے خارج کر دیا ساتھ لے جاتے ہیں راہ میں خداوندیواہ بشارت دیتا ہے کہ یعقوب میں تیرے ساتھ مصر چلتا ہوں اور تجھے پھر واپس لاؤں گا۔ لیکن حضرت یعقوب کا انتقال مصر میں ہوا اور وہ واپس نہ آ سکے ہاں ان کی نعش واپس آئی جیسا کہ اسی کتاب پیدائش کے باب ۵۰ میں لکھا ہے۔ بہر حال حضرت یعقوب سب کو لیکر مصر پہنچتے ہیں حضرت یوسف پیشوائی کو آتے ہیں پھر باپ بیٹوں کی ملاقات اور گلے ملکر رونا مؤثر طور پر بیان کیا ہے۔ اب قرآن میں دیکھو حضرت یعقوب کا دل اندر سے آنے والی خوشی کی بشارت دیتا ہے قاصد یوسف آتا ہے اور گرتا منہ پر ڈالتا ہے کہ جن آنکھوں نے خون آلود قمیص دیکھ کر اشک کا دریا بہا یا تھا وہ اب پیرا ہن یوسفی دیکھ کر فرط سرور میں کھل جائیں۔ بیٹے اپنی خطا پر نادم ہو کر آپ سے سفارش جانتے ہیں آپ وعدہ کر کے سب کو ساتھ لے کر خوش خوش روانہ ہوتے ہیں حضرت یوسف خیر مقدم ادا کرتے ہیں پھر والدین کو تخت پر بٹھاتے ہیں اور سب سجدہ تحیت و شکر میں گر پڑتے ہیں اس طور سے والدین کا فرق مراتب قائم کر کے حضرت یوسف اپنے خواب کے سچ ثابت ہونے پر اظہار مسرت کر کے شکر خدا بجا لاتے ہیں اور دعا پر جبکہ الفاظ نہایت مؤثر ہیں اور مقام شکر اور قرب الہی کی سچی تصویر میں ختم کرتے ہیں۔

اسی نیز نگین اور مصائب کے بعد پھڑپھڑے ہوؤں کا خیر و خوبی کے ساتھ پھر ملتا اس داستان سرور کو حقیقت میں بیان ختم کر دیتا ہے لیکن تورات میں اسکے بعد چار باب اور بڑھائے ہیں حضرت یوسف باپ اور بھائیوں کو فرعون سے ملاتے ہیں اور سرزمین جشن میں قیام کرتے ہیں ارضی دلو اتے ہیں پھر قحط سے مصر میں کی پریشانی کا تذکرہ ہے پھر حضرت یعقوب مرض الموت میں مبتلا ہوتے ہیں حضرت یوسف اپنے بیٹوں کو برکت حاصل کرنے لاتے ہیں پھر حضرت یعقوب اپنے سب بیٹوں کو جمع کرتے ہیں اور ایک لمبی چوڑی نظم میں ان سب کے واسطے پیشین گوئی کرتے ہیں اور وفات پاتے ہیں حضرت یوسف

نفس مبارک کو حوط کر کے وطن لا کر دفن کرتے ہیں اور مصر واپس جاتے ہیں اب بھائی پھر اندیشہ کرتے ہیں کہ کہیں یوسف بدلہ نہ لیں لیکن آپ اُنکو تسلی اور شفی دیتے ہیں اور پھر بھائیوں کے سامنے وفات پاتے ہیں۔ قرآن مجید نے قصہ کو دعا سے یوسف پر ختم کر کے پھر تعلیم و تلقین شروع کی اور سورہ کا خاتمہ یوں کیا :-

لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب ما کان حدیث یفتی و لکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شئی وهدای درحمة لقوم یومنون	بیشک انکے قصوں میں ارباب دانش کیلئے عبرت تھی یہ بنائی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ تصدیق ہے اس چیز کی جو اُن کے پاس ہے اور تفصیل ہے ہر چیز کی اور ایمان لانے والی قوم کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

بیشک قرآن کا قصہ یوسف محض بنائی ہوئی داستان نہیں ہے بلکہ مصدق قصہ توریت ہے اور اسکے ساتھ ہدایت اور رحمت ہے اور یہی وہ خصوصیت ہے جو توریت کے بیان میں اب مٹوش پائی جاتی ہے۔

موازنہ ختم ہو چکا ارباب نظر غور کریں اور پھر خود ہی انصاف کریں کہ نولدکی کا اعتراض کس قدر واقعات کے خلاف اور بجا تعصب پر مبنی ہے۔

نولدکی نے اسکے بعد اودا اعتراض بھی کیے ہیں مگر وہ محض عامیانہ ہیں۔ ہم نے کلام مجید کے متعلق جس قدر اس کتاب میں لکھا ہے اسکے مطالعہ کے بعد وہ اعتراض خود بخود رفع ہو جاتے ہیں ہاں ایک اعتراض ایسا ہے جسکو ہم بیان بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ خالص عربی زبان میں نازل ہوا ہے لیکن اس میں غیر زبانوں کے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ نولدکی نے علم السنہ کے اصول سے یہاں بالکل چشم پوشی کی ہے۔ مگر اُس زمانہ میں ایک تجارتی شہر تھا اور کعبہ کی زیارت کو لوگ دور دور سے آتے تھے اور فریش مالک غیر میں تجارت کرنے جاتے تھے اسلئے انکی زبان بھی

نولدکی کے
بقیہ اعتراض
کے جواب

الفاظ کا لین دین کرتی تھی اور مالک غیر کے الفاظ معرب ہو کر بے تکلف استعمال ہوتے تھے اور اس طرح جزر زبان ہو جاتے تھے کہ فصحا اور شعرا ان کو استعمال کرتے تھے۔ زندہ زبانوں کی نشو و نما اور ترقی کا راز یہی ہے عبرانی اور سریانی کے برخلاف عربی اس زمانہ میں بھی زندہ زبان تھی (اور اب بھی ہے) اس لیے قرآن میں جو زبان قریش میں نازل ہوا ایسے الفاظ کا موجود ہونا اسکے دعویٰ کا منافی نہیں ہے خصوصاً جب زبان انان قریش نے اس زمانہ میں یہ اعتراض نہیں کیا حالانکہ قرآن کو اساطیر الاولین سحر، کذب و افتراء سب کچھ کہا لیکن یہ کبھی نہ کہا کہ اسکا دعویٰ ”عربی ہیں“ غلط ہے اب اگر نولد کی ایسا کہتا ہے تو اس سے خود اسکا عربی دانی کا دعویٰ محض لاف و گرات رہ جاتا ہے۔

نولد کی نے اس ضمن میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اکثر جگہ ان الفاظ غیر زبان کے معنی قرآن میں اصل کے خلاف غلط مذکور ہیں مثلاً علیون کے معنی عبرانی میں برتر اور اعلیٰ کے ہیں اور توریت میں خدا کا نام لیکن قرآن کے سورہ مطففین میں بمعنی آسمانی کتاب کے ہیں۔

نولد کی کی یہ غلط فہمی ہے قرآن مجید میں یہ لفظ یون واقع ہوا ہے ان کتب الانبوار لعی علیین وما ادریک ما علیون کتب مرقوم لشیعہ المصنف علیون علیین کی دوسری شکل ہے اسکا مادہ علو جسکے معنی وہی ہیں جو عبرانی میں ہیں۔ توریت میں اسکا استعمال یون ہوا ہے وہو کهن لال علیون (اور وہ خداے تعالیٰ کا کاہن تھا) ترجمہ توریت پیدائش ۱۱ میں علیون بمعنی خداے تعالیٰ لکھے ہیں جبکہ عربی مترادف العلی ہے۔ دیکھو علیون یہاں ال کی صفت ہے۔ یہود میں خدا کا اسم ذات یہوہ تھا جیسے عربی میں آئندہ اور عام لفظ خدا کے واسطے ال اور بصورت جمع الوہیم۔ اسم صفت میں الشدای بمعنی قدیر و قادر استعمال ہوتا تھا اور علیون بمعنی برتر اور اعلیٰ ہے۔

قرآن مجید میں بطرح وما ادریک ما سبحین کتب مرقوم فرمایا ہے اسکے مقابلہ میں علیین و

علیوں کو کتب مرقوم کہا ہے جس کے معنی بروایت ابن عباس "جنت" و بروایت کتب وقادہ قائمہ جانب راست عرش" و بروایت ضحاک "سدرۃ المنتقی" غرض کہ سب میں لفظی معنی کی مناسبت کا لحاظ ہے (تفسیر ابن جریر)

الغرض یورپ نے باوجود دیکھ آج کل علمی ترقیوں کی نشہ نشین پر ہے لیکن قرآن مجید کے متعلق اپنی روش دہی رکھی ہے۔ پہلے اگر جہالت تھی تو اب دانستہ انکار و وجود۔ بائبل اگرچہ اسکے محققین کے نزدیک محرف ہے لیکن پھر بھی اسکی حمایت کی جاتی ہے قرآن مجید اگرچہ صحف سادہ کا ہمین یعنی امین ہے اور خود بھی محفوظ ہے لیکن پھر بھی ہر کس و ناکس اسکی مخالفت پر تلا بیٹھا ہے یُرِیدُونَ لِیُطْفَعُوا نُورُ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

خیر اگر مخالفین قرآن بمصادق کل حزب بما لدیہم فرعون اپنے اپنے صحف سے وابستہ ہیں تو اس قدر اور ٹھنڈے دل سے کن لین پھر اختیار ہے۔

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سوا بیننا و بینکم ولا نعبد الا الله ولا نلتزم به شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله فان تولوا فقلوا الشہادۃ و ابا تا مسلمون۔	کہدے اے اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات پر چارے تمہارے درمیان کی یہ کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کی اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ایک ایک کو آپس میں رب نہ ٹھہرائیں پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہدو شاید یہ کہ ہم حکم کے تابع ہیں۔
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم